نواقض ایمان یعنی ایمان کو ختم کرنے والے الفاظ، عقائد اور اعمال، اسی طرح شرک، ارتداد کے اہم سلگتے مسائل، ساتھ ہی فرق و مسالک کا تعارف و شرعی حکم پر اسباق و تمرینات کی ترتیب سے لکھی گئی حسب تقاضہ اہم کتاب

کلماتِ کفریہ

احکام و مسائل

مرتب

مفتی محمد منیر قاسمی صاحب

(صدر مدرس کہف الایمان ٹرسٹ، حیدرآباد)

مکمل نگرانی و ہدایات

حضرت مفتی ابوبکر جابر قاسمی صاحب دامت برکاتہم

(ناظم کہف الایمان ٹرسٹ، حیدرآباد)

تفصیلات کتاب

نام کتاب : کلماتِ کفریہ احکام ومسائل

مکمل نگرانی وھدایات: حضرت مفتی ابوبکر جابر قاسمی صاحب دامت برکاتہم

(ناظم کہف الایمان ٹرسٹ، حیدرآباد)

مرتب : مفتی محمد منیر قاسمی صاحب

(صدر مدرس کہف الایمان ٹرسٹ، حیدرآباد)

رابطہ نمبر : (6300967086)

کمپوزنگ : گرافک سولیوشن (9634990960)

سن طباعت : ۱۴۴۷ھ مطابق ۲۰۲۵

تعداد صفحات : ۱۸۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اجمالی فہرستِ مضامین

کلماتِ کفریہ

☆ ☆ ☆

تفصیلی فہرستِ مضامین

☆ ☆ ☆ ☆

تقریظ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم!

اس موضوع سے متعلق چند امور جڑے ہوئے ہیں:

☆ امت مسلمہ اور طالبان علوم نبوت کو بالخصوص ایمان کے فضائل و معجزات اور کفر کی مذمت و اقسام نقل و عقل کی روشنی میں سمجھایا جائے، نظریۂ وحدتِ ادیان، انسانیت کا مذہب اور الحاد کا مقابلہ اس کے بغیر نہیں ہوگا، اردو زبان میں اس موضوع پر ڈاکٹر مفتی عبید الرحمن مردان کی کتابیں کافی پسند آئیں، مفتی مبین الرحمن صاحب کے ملاحظات اور نوٹس بھی اہمیت کے حامل ہیں، درس نظامی میں داخل شرح عقائد اور العقیدۃ الطحاوی کا مواد کافی نہیں ہے۔

☆ کفریہ طاقتیں اولاً اسلام قبول کرنے نہیں دیتی، اگر قبول کرلے تو مختلف محاذوں پر کوشش کرتی ہیں کہ وہ مسلم مرتد ہو جائے، یقیناً اسلام اس دواء کی طرح ہے جس کا ساری دنیا انکار یا رد کردے تب بھی کوئی نقصان ہونے والا نہیں ہے۔ اِنَّھُمۡ لَنۡ یَّضُرُّوا اللّٰہَ شَیۡئاً (۱)

محبت الٰہی یا محبت اسلام ہی وہ طاقت ہے جو ارتداد سے تھامنے والی ہے۔

فَسَوۡفَ یَاۡتِی اللّٰہُ بِقَوۡمٍ یُّحِبُّھُمۡ وَ یُحِبُّوۡنَہٗ (۲)

استشراق، استعمار، عالمگیریت، اور دعوتِ عیسائیت و قادیانیت کی مشنیریاں کافی سرگرم رہتی ہیں، دشمن خود جنگ مسلط کرتا ہے پھر جنگ زدہ ممالک میں کھانے پینے کی اشیاء تقسیم کرنے والا مسیحا بن کر اتر جاتا ہے اور لوگوں کو عیسائی بنالیا جاتا ہے، قریبی دور میں عرب سے یورپ کی طرف علم اور نام نہاد امن کے لیے منتقلی شروع ہوئی، مشرقی ممالک سے آنے والے انتہائی ذہین

(۱) آل عمران: ۱۷۶

(۲) المائدۃ: ۵۴

بعض مرتبہ صحابہ کی نسل کوشہریت دے کران کی نسل کوعیسائی یاملحد بنانے کا عملاً انتظام ہو چکا تھا ،ہمارے ممالک ہندو پاک میں نکاح میں تاخیر مخلوط تعلیم وملازمت اور خاندانی محبت سے محرومی نے ہمارے بیٹیوں کومرتد کردیا فکری جنگ پرلکھی گئی کتابوں کے علاوہ میرے عزیز دوست مفتی احمداللہ نثار قاسمی صاحب ناظم دارالعلوم رشیدیہ،حیدرآباد کی کتاب ''مسلم بیٹیوں کا ارتداداور حل'' بڑی اہمیت کی حامل ہے خوب استفادہ کیاجائے۔

☆ دورِزوال میں طبعی طور پر مغلوب قوم غالب قوم کی ذہنی غلام اور نقال ہوجاتی ہے، یہ حقیقت ہے کہ نقال قوم کا اپنا کوئی وجودنہیں ہوتا سوائے غالب قوم کے طور وطریقوں کے محافظ بننے کے ، کیونکہ اسلام ہی مستقل مذہب مکمل تہذیب ہے ،توحید، رسالت ،اور آخرت کے عقائد اتنے دوٹوک ہے کہ نا قابل انضمام دوسروں میں گھلنا ملنا گوارانہیں ہے ،وہ اپنے فرائض وشعائر کے علاوہ سنن ومستحبات میں بھی اپنے تشخص اور شناخت کی حفاظت چاہتا ہے، دشمنان خدا یہود ونصاری مشرکین ،حیوانات ،شیاطین کی شباہت کی سخت تردید کی گئی ،اس موضوع پر ابن تیمیہ کی ''**اقتضاء الصراط المستقیم فی مخالفة أصحاب الجحیم**'' کتاب مشہور ہے۔

ان کے بعد گیارہوی صدی ہجری کے علامہ نجم الدین غزی کی بارہ جلدوں میں ''**حسن التنبہ لماورد فی التشبہ**'' جب پڑھا توسر علماء کرام کی عظمت سے نیچا ہوگیا آخری دور میں قاری محمد طیب صاحب کی اردو کتاب ''**التشبہ فی الاسلام**'' بے مثال اورالہامی معلوم ہوتی ہے،دسیوں ، پی ،ایچ ڈیوں کو دیکھ کر کہا جاسکتا ہے کہ اس کتاب کا اسلامی کتب خانہ میں بدل نہیں ہے۔

ہمارے ملک ہندوستان میں مغربی تہذیب کے جبر کے ساتھ مشرکانہ تہذیب کا جبر بھی پوری قوت سے شامل ہو چکا ہے،قومی دھارے میں شامل کرنے کے لیے مذہبی امور میں شرکت کی دعوت دی جاتی ہے کہ پتنگ بازی، پٹاخہ بازی، گنیش وسرجن وغیرہ کی تکریم کی جاتی ہے، وطنی محبت کے نام پر وندے ماترم، یوگا وغیرہ کے اشغال مسلط کردیے

جاتے ہیں، سیکولرزم (Secularism) کا وہ مفہوم طے کرلیا گیا جو ارتداد کو قبول کرلینے کے ہم معنی ہے، جن کی عیدوں کے ہر پس منظر میں بتوں کو راضی کرنا ہے ان کے ساتھ ان کے تہواروں میں اہل توحید کی شرکت کیسے ہوسکتی ہے؟ حل یہی ہے کہ اپنے اپنے مذہب پر جماؤ کے ساتھ ملک کی تعمیر وحفاظت وغیرہ امور پر بھرپور اشتراک وتعاون ہونا چاہیے، بھائی چارہ باہمی محبت کے ماحول کو بڑھاوا دیا جانا چاہیے، اہل علم کی ذمہ داری بنتی ہے کہ سورہ ممتحنہ کی روشنی میں غیر مسلموں سے تعلقات کے حدود واضح سمجھائے جائیں، ہم نے اپنی کتاب مسنون معاشرت میں ان سب مضامین کا خلاصہ نقل کرنے کی کوشش کی ہے۔

ایک مرتبہ مفتی سعید احمد پالن پوریؒ سے کینڈا کے مسلمانوں نے پوچھا کہ ہماری نسل کی حفاظت اس دیار غیر میں کیسے ہو (تہذیبی انضمام نہ ہوجائے استقلال باقی ہے) حضرت نے مختصر حیرت انگیز جواب دیا: ''اپنے بچوں کو ٹوپی پہنایا کرو'' مطلب یہ ہے کہ سر پر ہمیشہ ٹوپی رہنا انہیں یاد دلائے گا کہ ہم عام بچوں کی طرح نہیں ہیں، اس ملفوظ میں بہت کچھ غور کیا جاسکتا ہے۔

☆ ایک اہم کام یہ بھی ہونا چاہیے کہ جو افراد اور جماعتیں اہل السنۃ والجماعت سے خارج یا دائرہ اسلام سے خارج ہے ان کے بارے میں عامۃ المسلمین اور طلباء وطلباتِ مدارس کو واقف کروایا جائے، ان کے علاوہ ضلالت اور کفر کی وجوہات علمی انداز میں بتلائے جائیں تاکہ ان کی کتابیں اور ویڈیوز کو نہ پڑھا جائے نہ دیکھا جائے۔

☆ مسلمان نادانی اور کم علمی سے ایسے کفریہ کلمات بول دیتا ہے جس سے بھولے پن میں وہ اسلام سے نکل جاتا ہے کفر واسلام کی سرحدیں طے ہیں، اسلام اتنا کمزور بھی نہیں ہے کہ معمولی بات پر (قطعیات وضروریات اسلام کے علاوہ) اسلام سے باہر کردے، اتنا بے حس بھی نہیں کہ خدا کو شیطان شیطان کو خدا مان کر بھی مسلمان باقی ہے، مسلمانوں کو نواقض ایمان اقوال واعمال سکھلائے جائیں، اس بارے میں دکتور محمد بن عبدالرحمن الخمیس نے ''الجامع فی الفاظ الکفر'' کے نام پر چار رسالوں کی تحقیق کی

ألفاظ الكفر	بدر الرشيد الحنفي
الإعلام لقواطع الإسلام	أحمد بن حجر الهيثمي الشافعي
رسالة في ألفاظ الكفر	قاسم بن صلاح الدين الحاني
رسالة في ألفاظ الكفر	تاج الدين ابو المعالي مسعود بن احمد الحنفي

علامہ بدر الرشیدؒ کی کتاب پر مُلّا علی قاریؒ نے مفصل شرح لکھی ہے، اردو میں مولانا عبدالشکور قاسمی نے کفریہ کلمات کے نام سے رسالہ لکھا ہے، بہر حال بڑھتی عوامی ضروریات، ملکی حالات کے تناظر میں ایک رسالہ کے ترتیب دینے کی ضرورت تھی جس نے اس رسالہ کے لکھنے کا جواز پیدا کیا، میرے عزیز دوست (مفتی محمد منیر صاحب) نے بار بار مشاورت ومراجعت کے ساتھ کافی تعب اٹھایا، کمپوزنگ اور بار بار تصحیح کا صبر آزما مرحلہ اب مکمل ہوا، احوال کے نامساعد ہونے کے باوجود مرتب موصوف کی استقامت پر دل کو ترس آتا رہا، رب کریم واقعۃً بہت قدر کرنے والے ہیں، وکان اللہ شاکراً علیماً، تمام قربانیوں سے وہ خوب واقف ہے، وما کان ربک نسیاً

فجزاک اللہ خیرا

ابوبکر جابر قاسمی
۲۷ شوال المکرم/ ۱۴۴۵
۷ مئی/ ۲۰۲۴

تمہیدی بات

اسلام نے اپنی تعلیمات سے یہ واضح کیا ہے کہ قوموں کی تفریق و تقسیم کی بنیاد نسل زبان، وطن اور برادری نہیں ہے بلکہ خدا کو ماننے یا نہ ماننے کی ہے جس کا نام اسلام و کفر ہے دوسری کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو انسانیت کو مختلف گروہوں میں بانٹ دے، اور دنیا میں خدا کو ماننے کا صرف ایک ہی راستہ ہے کہ اس کے رسول ﷺ کی لائی ہوئی ہدایات کو دل و زبان سے تسلیم کرے اسی کا نام اسلام ہے اور اس کی ہدایات کو تسلیم نہ کرنے کا ہی نام کفر ہے۔

حدیث میں ہے کہ قیامت کے قریب ارتداد کا ایک سیلاب ہوگا، دین پر ثابت قدم رہنا ہاتھ میں انگار لینے کی طرح مشکل ہوگا: **يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ الصَّابِرُ فِيهِمْ عَلَى دِينِهِ كَالقَابِضِ عَلَى الجَمْرِ** (۱)

انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والتسلیم تو گناہ اور ارتداد سے معصوم اور محفوظ ہیں؛ لیکن انبیاء کے علاوہ کوئی ارتداد سے بے فکر نہیں ہوسکتا، انبیاء کرام بھی تعلیماً کفر سے ڈرا کرتے تھے، اسلام پر جمنے ایمان پر مرنے کی اپنے بچوں کو وصیت کرتے، دعاؤں کا حصہ بناتے ہیں، بے شمار واقعات صحابہ کرام کے کفر سے ڈرنے کے موجود ہے بڑی بڑی ہستیوں کے مرتد ہونے کے واقعات کتابوں میں موجود ہیں، اللہ کی استغنائیت سے ڈرنا چاہیے موجودہ زمانے کا اہم ترین فتنہ فکری جنگ ذہنی ارتداد اسلام کے خلاف شکوک وشبہات پیدا کر کے نئی نسل کو مرتد بنا دینا ہے، ایسے واقعات شاید کم نظر آئیں گے جس میں انسان صاف کہے کہ میں عیسائی بن گیا ہوں ہندو، یہودی، ملحد بن گیا ہوں؛ لیکن انسان ذہنوں میں ایسے افکار وعقائد ونظریات کو پیدا کر چکا ہے اور شبہات واعتراضات میں مبتلا ہو چکا ہے کہ جس سے وہ بلا شبہ بالاتفاق اسلام کی سرحد سے کبھی کا نکل چکا ہوتا ہے۔

---

(۱) سنن ترمذی، حدیث نمبر: ۲۲۶۰

اعتبار خاتمے کا ہے

یہ بات ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ ایمان وکفر کا مدار خاتمے پر ہے ایک شخص زندگی بھر کافر رہا لیکن موت سے پہلے اسلام قبول کرلیا تو یہ مسلمان سمجھا جائے گا اور اس کا خاتمہ ایمان پر سمجھا جائے گا، اس کے برعکس ایک شخص ساری زندگی مسلمان رہا لیکن مرنے سے پہلے کلمہ کفر کہہ دیا اور اسی حالت میں موت آگئی تو وہ کافر ہی سمجھا جائے گا، اور اس کا ٹھکانہ ابدی طور پر جہنم ہوگا، جب موت کا بھروسہ نہیں، آنا تو یقینی ہے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ کفر وشرک ہمارے افعال و اقوال سے، حرکات وسکنات سے صادر ہوجائے اور احساس بھی نہ ہو، اسی حالت میں موت آجائے، سب سے بڑا خسارہ ہوگا۔ (اللہ تمام امت مسلمہ کی حفاظت فرمائے)۔

خوب یاد رکھیں! انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والتسلیم کے علاوہ کسی کے ایمان کے باقی رہنے کی کوئی ضمانت نہیں ہے لہذا جس طرح ایمان سیکھنا فرض ہے ایسے ہی اس کا بچانا بھی فرض ہے اور موت تک اس علم کو لے کر پہنچنا بھی فرض ہے جن کلمات کے کہنے اور جن افعال کے کرنے سے ایمان جاتا رہتا ہے ان سے پرہیز کرنا بھی فرض ہے۔

یہ احکام مسلّم ہیں کہ کفر کا عزم چاہے کئی سو سال کے بعد کا ہو کفر تک پہنچا دیتا ہے، متواتر احادیث کا انکار، قربانی، وتر کا انکار، ریشم کی حرمت کا انکار کفر تک پہنچاتا ہے، قبر و حشر، جنت، میزان وصراط کے وقت پیش آنے والی چیزوں کا انکار کرنے سے کافر ہوجائے گا، قرآن میں عیب لگانا کسی آیت کا انکار بھی کفر ہے، نبوت کا انکار بھی کفر ہے۔

عقائد کی اہمیت

ہر مذہب میں عقائد کی حیثیت مرکزی ہوتی ہے اسی پر تمام ادیان کے افراد اپنی کامیابی سمجھتے ہیں اسلام نے بھی عقائد کی درستگی پر بہت زور دیا ہے احکام والی آیتیں بہت کم ہے توحید اور رسالت کی زیادہ ہیں احکام والی آیتیں نبوت کے ۱۰ ؍سال بعد نازل ہوئیں جبکہ عقائد کی اصلاح ۱۰ ؍سال تک کی گئی پہلے دلوں کے حقیقی (باطنی) بتوں کو نکالا گیا پھر خانہ کعبہ کے ظاہری بتوں کو نکالا گیا عقائد

درست ہوتو اعمال قبول ہوتے ہیں اگر عقائد میں فساد آجائے تو اعمال مردود ہوجاتے ہیں۔

مشیر ومحبوب حضرت مفتی ابوبکر جابر قاسمی حفظہم اللہ وادام اللہ فیوضہم کا منشا وحکم رہا کہ ملکی سطح پر غیروں کے ساتھ رہتے ہوئے کفر وشرک کا جو گردوغبار مسلمانوں کی عبادات، عقائد اور تہواروں میں آچکا ہے اس کی نشان دہی اور اصلاح وحل کے لیے ایک مختصر تمرینی شکل میں کتابچہ تیار ہوجائے، فرق ومسالک کے مبادیات، ابتدائی تعارف ونظریات سامنے آجائیں، کوشش کی گئی کہ محض نقلِ مواد کا کام نہ ہو، ابتداء فتاویٰ ہندیہ کے ضروری کثیر الوقوع مسائل کا ترجمہ کرلیا گیا، علامہ وھبہ زحیلی کی کتاب ''موسوعة الفقه الاسلامی''کوساتھ رکھا گیا، اس عنوان کے تحت لکھی گئی بیشتر اردو کتابوں کے خلاصوں اور ماحصل کو پیش کیا گیا، مختصراً ارتداد کی حقیقت، نقصانات وحل کو بھی ملحق کیا گیا، تکفیر کے اصول، ضوابط وشرائط کا بھی ایک مختصر باب رکھا گیا، گانوں اور اشعار میں پائے جانے والے شرکیہ جملوں کی نشاندہی کی گئی، مسلمانوں کے عام بول چال اور زندگی میں پائے جانے والے کفریہ افعال، حب الوطنی کے نام سے لگائے جانے والے جبری نعروں کا حکم اور تشبہ سے متعلق مواد پیش کیا گیا ہے۔

نیز کثرت سے پیش آنے والے سوالات کو کتبِ فتاویٰ سے نقل کیا گیا، تجرباتی مرحلہ سے گذارنے کے لیے مکمل کتاب کو امسال فارغ ہونے والے طلبۂ پنجم سے تمرینات کے حل کے ساتھ گذار کر طبع کیا جارہا ہے، دعا ہے کہ اس حقیر کاوش کو بارگاہِ ایزدی میں قبولیت نصیب ہو۔

آمین بجاہ سید المرسلین۔

محمد منیر قاسمی

(صدر مدرس کہف الایمان ٹرسٹ، حیدرآباد)

6300967086

۲۸/شوال/۱۴۴۵

۸/مئی/۲۰۲۴

ایمان واسلام

ایمان واسلام کا تعارف

ایمان و اسلام دونوں دینِ اسلام کی بنیاد ہے جن کے بغیر نہ تو کوئی عمل قابل قبول ہوتا ہے نہ ہی اللہ کی رضا حاصل ہوتی ہے نہ ہی کوئی رفاہی انسانی اخلاقی کام قبول ہوتا ہے نہ ہی آخرت میں کامیابی ممکن ہے ایمان باطن کو سنوارتا ہے جبکہ اسلام اس کے ظاہر کو درست کرتا ہے دونوں مل کر ایک مکمل اور متوازن اسلامی زندگی کی تشکیل کرتے ہیں اسلام صرف ایک مذہب نہیں ہے بلکہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو عقائد [۱] عبادات اخلاقیات سماجی اور معاشرتی اصول پر مشتمل ہے اس میں ہر انسان کو احکاتِ خداوندی کے مطابق زندگی گزارنے کی تعلیم دی جاتی ہے، ایمان کے بغیر کوئی عمل قابل قبول نہیں [۲] ایمان زندگی میں سکون اور ہدایت کا ذریعہ ہے۔ [۳]

ایمان آخرت میں کامیابی کی کنجی ہے، انسان کے اخلاق و کردار کو سنوارتا ہے، اللہ کی مدد اور رحمت کا سبب ہے۔ [۴]

---

(۱) عقائد عقیدہ کی جمع ہے ”ماعقد عليه القلب، و اطمأن إليه“ کہ کسی چیز پر ایمان لانا ہی عقیدہ ہے، کبھی ایمان واسلام کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے، بعضوں نے اس کی تعریف اس طرح کی ہے: عقیدہ ایسا نظریہ ہے جس کی بنیاد پر اللہ کی رضا اور ناراضگی جنت وجہنم کا فیصلہ ہو، اسے عقیدہ کہتے ہیں، منجد میں اس طرح لکھا ہے: ”ماتدين به الإنسان و اعتقده“ کہ انسان جس کو اپنا دین بنائے اور اس کا اعتقاد رکھے، بعضوں نے کہا کہ جو بات دل میں جمالی جائے، بغیر دیکھے کسی چیز کو سچ جاننا اور ماننا اور دل میں مضبوطی سے جمالینا عقیدہ کہلاتا ہے، الغرض اس پختہ یقین کو کہتے ہیں جس میں کسی قسم کا شک نہ ہو۔

(۲) النساء: ۱۲۴

(۳) الرعد: ۲۸

(۴) محمد: ۷

ایمان واسلام کا فرق

ایمان اور اسلام لازم وملزوم ہے؛ لیکن ایمان کا درجہ بلند ہے اور دونوں کے درمیان نازک وگہرا فرق ہے، اسلام ظاہری اعمال اور فرائض کا مجموعہ ہے جبکہ ایمان دل کی گہرائی سے یقین رکھنے اور روحانی وابستگی کا نام ہے۔

اسلام ایمان کا عملی مظہر ہے، ہر مومن مسلمان ہوتا ہے لیکن ہر مسلمان لازمی طور پر مومن نہیں ہوتا کیونکہ ایمان کا درجہ بلند تر ہے خلوص ویقین کا تقاضا کرتا ہے قرآن پاک میں اللہ فرماتا ہے: قَالَتِ الأَعْرَابُ آمَنَّا قُلْ لَمْ تُؤْمِنُوا وَلَكِنْ قُولُوا أَسْلَمْنَا(۱)

ترجمہ: کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئیں لیکن اللہ کہتا ہے کہ یہ کہو کہ اسلام قبول کیا ہے ابھی ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔

ایک شخص دل سے ایمان لاتا ہے، لیکن عمل نہیں کرتا تو مسلمان باقی رہتا ہے اس کے برخلاف کوئی شخص اعمال تو کرتا ہے لیکن کسی حکم کا انکار کر دیتا ہے تو وہ خارج از اسلام ہو جاتا ہے، بغیر ایمان کے عمل بے فائدہ ہے اور بغیر اسلام کے ایمان ادھورا ہے۔

اسلام ظاہری اعمال اور عقائد کا مجموعہ ہے، اسلام میں داخل ہونے کے لیے کلمہ شہادت پڑھنا اور اسلام کے بنیادی ارکان نماز" روزہ" زکوۃ" حج" وغیرہ پر عمل کرنا ضروری ہے اسلام ایک بیرونی (ظاہری) اطاعت کو ظاہر کرتا ہے جس میں انسان اللہ کے احکامات کو مان کر زندگی گزارتا ہے اسلام شیش محل ہے تو ایمان اس کی بنیاد ہے، ایمان ایک باطنی کیفیت کا نام ہے جو دل کی گہرائی سے توحید رسالت آخرت فرشتوں کتب وتقدیر اور دیگر احکام کو تسلیم کرنے کا نام ہے۔

ایمان باطن سے شروع ہو کر ظاہر پر اثر انداز ہوتا ہے جبکہ اسلام ظاہر سے شروع ہو کر باطن پر اثر انداز ہوتا ہے، ایمان کا محل قلب ہے اور اسلام کا محل اعضا وجوارح ہے، متعدد کتابوں میں لکھا ہے: کہ ایمان اور اسلام باہمی متلازم ہے، یعنی ایمان اسلام کے

---

(۱) الحجرات: ۱۴

بغیر معتبر نہیں اور نہ اس کے عکس لہذا دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتے۔

خلاصہ کے طور پر حضرت مفتی شفیع صاحبؒ کی تحریر کو رکھ سکتے ہیں، اپنی کتاب ''ایمان اور کفر'' میں حضرت لکھتے ہیں، لغوی مفہوم کے اعتبار سے ایمان واسلام الگ الگ مفہوم رکھتے ہیں، اور قرآن وحدیث میں اسی لغوی مفہوم کی بناء پر ایمان واسلام کے اختلاف کا ذکر بھی ہے، لیکن خود قرآن وحدیث کی ہی تصریحات کے مطابق یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شرعاً کوئی ایمان بدوں اسلام کے یا اسلام بدوں ایمان کے معتبر نہیں، اسی کو بالفاظ دیگر یوں کہا جائے کہ ایمان واسلام کی مسافت تو ایک ہے، فرق مبدا اور منتہی میں ہے، ایمان قلب سے شروع ہوتا ہے، اور ظاہر پر منتہی ہوتا ہے اور اسلام ظاہر سے شروع ہوکر قلب پر منتہی ہوتا ہے۔

کفر و شرک

کفر اور اسباب

کفر عربی زبان کا لفظ ہے جس کا لغوی معنی چھپانے یا ڈھانپنے کے ہیں اور اصطلاحی معنی اس انکار کو کہتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا دین اسلام کی کسی بنیادی تعلیم اور حقیقت کے خلاف ہو، یعنی اگر کوئی شخص اللہ کے وجود یا اس کی وحدانیت یا اسلام کی کسی لازمی حقیقت کو جھٹلائے یا اس کا انکار کرے تو وہ کفر کہلاتا ہے۔

اس کو یوں سمجھیں کہ دین میں تمام احکام کا درجہ یکساں نہیں ہے، کچھ بنیادی عقائد ہیں اور کچھ اصول دین ہیں اور کچھ فروعی مسائل ہیں، کفر صرف انہیں احکام کے انکار سے عائد ہوتا ہے جو قطعی الثبوت بھی ہوں اور قطعی الدلالت بھی ہوں، قطعی الثبوت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان کا ثبوت قرآن مجید یا ایسی احادیث مبارکہ سے ہو جن کی روایت کرنے والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک سے لے کر آج تک ہر زمانہ اور ہر قرن میں مختلف طبقات اور مختلف شہروں میں اس کثرت سے رہے ہوں کہ ان سب کا جھوٹی بات پر اتفاق کر لینا محال سمجھا جائے، اس کو اصطلاحِ حدیث میں تواتر اور ایسی احادیث کو احادیثِ متواترہ کہتے ہیں اور قطعی الدلالۃ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جو عبارت قرآن مجید میں اس حکم کے متعلق واقع ہوئی ہے یا حدیثِ متواترہ سے ثابت ہوتی ہے، وہ اپنے مفہوم اور مراد کو صاف صاف ظاہر کرتی ہو، اس میں کسی قسم کی الجھن نہ ہو جس میں کسی قسم کی تاویل چل سکے، پھر اس قسم کے احکامِ قطعیہ اگر مسلمانوں کے ہر طبقہ خاص و عام میں مشہور اور معروف ہو جائیں ان کا حاصل کرنا کسی خاص تعلیم و تعلّم پر موقوف نہ رہے، بلکہ عام طور پر مسلمانوں کو وراثۃً وہ باتیں معلوم ہو جاتی ہیں، جیسے نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کا فرض ہونا، چوری، شراب اور زنا کا گناہ ہونا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری نبی ہونا وغیرہ، ایسے احکام قطعیہ کو

''ضروریات دین'' کے نام سے تعبیر کرتے ہیں، جو اس درجہ مشہور نہ ہوں صرف قطعیات کہلاتے ہیں ضروریات نہیں۔

کفر کے کئی اسباب ہو سکتے ہیں جن میں علمی، نفسیاتی، سماجی اور شیطانی اثرات شامل ہوتے ہیں۔قرآن وحدیث میں کفر کے مختلف اسباب بیان کیے گئے ہیں:

۱۔ بہت سے لوگ سچائی جاننے کے باوجود تکبر اور ضد کی وجہ سے ایمان قبول نہیں کرتے جیسے شیطان نے اللہ کے حکم کو جانتے ہوئے انکار کیا:

أَبَىٰ وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ۔ (۱)

اس کو کفر بسببِ تکبر وضد کہتے ہیں۔

۲۔بعض لوگ دنیاوی لالچ، طاقت، شہرت یا مال کی محبت وتحفظ میں کفر کو اختیار کرتے ہیں جیسے فرعون نے اپنی بادشاہت بچانے کے لیے حضرت موسی علیہ الصلوۃ والسلام کی نبوت کا انکار کیا، ابوجہل اور قریش کے سرداروں نے اپنی قیادت کے غرور میں اسلام کو قبول نہ کیا اس کو کفر جحود اور کفر بسبب دنیا کہا جاتا ہے۔

۳۔بہت سے لوگ دینی علم نہ ہونے کی وجہ سے کفر میں مبتلا ہو جاتے ہیں:

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (۲) اس کو کفر بسببِ جہالت ولاعلمی کہا جاتا ہے۔

شیطان انسان کو گمراہ کرتا ہے اور کفر کی طرف مائل کرتا ہے، وہ انسان کا دشمن ہے جیسے اس نے حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام کو بہکانے کی کوشش کی: إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا (۳)

۴۔بعض لوگ دین کے بارے میں شکوک وشبہات میں مبتلا ہو کر ایمان سے محروم ہو جاتے ہیں، اس کی معاشرہ میں بہت سی مثالیں کتابیں، بیانات، اعتراضات وجوابات کی شکل میں موجود ہے، اس کو کفر بسبب شک وتذبذب کہتے ہیں۔

---

(۱) البقرۃ:۳۴

(۲) الروم:۶

(۳) فاطر:۶

۵۔بعض اوقات انسان اپنے ماحول، خاندان یا سماجی دباؤ کی وجہ سے حق کو قبول نہیں کر پاتا جیسے حضرت ابو طالب نے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی سچائی کو پہچاننے کے باوجود قریش کے دباؤ کی وجہ سے اسلام قبول نہ کیا۔

٦۔اسی طرح بعض لوگ اپنے خاندان یا قبیلے کی روایات کی وجہ سے اسلام سے دور رہتے ہیں اس کو کفر بسبب معاشرتی اور خاندانی دباؤ کہا جاتا ہے۔

۷۔بعض لوگ اللہ کے احکام کا مذاق اڑاتے ہیں وہ بھی کافر قرار دیے جاتے ہیں اس کو کفر بسبب انکار احکام یا مذاق کہا جاتا ہے۔

قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ (۱)

بعض دفعہ انسان نہ چاہتے ہوئے جانے انجانے میں ضروریات دین (یعنی وہ بنیادی عقائد اور احکام جن پر ایمان رکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے) میں سے کسی کا انکار کر دے یا اس میں کسی قسم کا شک پیدا کرے تو وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

۸۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل کو تسلیم کرتے ہوئے اس کے مفہوم کی ایسی تاویل کرے جس سے قران و حدیث کی قطعی تصریحات کے خلاف کوئی خود ساختہ مفہوم مراد ہو، تو کفر کی اس قسم کو قرآن کی اصطلاح میں الحاد اور حدیث میں الحاد و زندقہ کا نام دیا گیا ہے، نیز اس کو کفر تاویل بھی کہا جاتا ہے، وہ گمراہ فرقے جو اپنی گمراہی کے سبب کفر میں داخل ہوئے ان کے کفر کی عام طور سے ایک وجہ یہی کفر تاویل ہے۔

الغرض کفر کے مختلف اسباب ہو سکتے ہیں لیکن ان سب کا حل علمِ دین، صحیح عقیدہ، اللہ سے تعلق مضبوط کرتا ہے، انسان کو چاہیے کہ وہ ایمان کو مضبوط رکھے صحیح علم حاصل کرے شیطان کے وسوسوں سے بچتے ہوئے حق بات کو قبول کرنے کا جذبہ اور دعا کے اہتمام کے ساتھ حق پر جمے رہنے کی کوشش کرتے رہے، علماء کی مجالس، صحبت اور ان کے

---

(۱) التوبہ:٦٥،٦٦

حلقوں سے فائدہ بھی اٹھاتے رہیں۔

حضرت مولانا ادریس صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ:

کفر کا اصل دارومدار اور تکذیب وانکار یہ ہے کہ شریعت و دین کی قطعی باتوں میں کسی ایک بات کی تکذیب کرنے کا نام کفر ہے، مگر تکذیب کے مراتب ہیں اور ہر مرتبہ کے احکام الگ ہیں، کل پانچ گروہ ہیں:

۱) دہریہ (منکرین خدا) کی تکذیب کا ہے، جو سرے سے ہی خدا کا انکار کر بیٹھے ہیں اور عالم کو قدیم مانتے ہیں، اور انہی کے قریب قریب فلاسفہ کا گروہ ہے، جو برائے نام خدا کا قائل ہے؛ لیکن وہ خدا کو خالق نہیں جانتا، بلکہ اس کو واجب الوجود اور عالم کی علتِ تامہ مانتا ہے، مادہ اور عالم کو قدیم مانتا ہے اور حشر ونشر کا منکر ہے، جو گروہ کوکواکب اور نجوم کو قدیم اور عالم میں مؤثر مانتا ہے، وہ بھی دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

۲) براہمہ: منکرینِ نبوت کا ہے، جو خدا کا تو قائل ہے؛ مگر نبوت کے بالکل قائل نہیں۔

۳) یہود ونصاری: جو خدا کے بھی قائل ہیں اور نبوت ورسالت کے بھی قائل ہیں؛ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت کے قائل نہیں۔

۴) مشرکین: جو توحید کے منکر ہیں اور شرک و بت پرستی میں مبتلا ہیں، جیسے نصاری اور ہندو کہ حضرت مسیح کو اور اپنے اوتاروں کو معبود مانتے ہیں، یہ لوگ اگرچہ مسیح علیہ السلام اور اوتاروں کو خدا کے برابر نہیں سمجھتے؛ لیکن ان کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا کا کسی جسم میں حلول کر جانا اور اس کے ساتھ متحد ہو جانا جائز ہے، اس فرقہ کو ''حلولیہ'' یا ''اتحادیہ'' کہتے ہیں۔

۵) ان لوگوں کی تکذیب کا ہے جو خدا کے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے اور دین اسلام کے قائل ہیں؛ مگر نصوص شریعت کے ایسے عجیب وغریب معانی بیان کرتے ہیں جو عہد صحابہ سے لے کر اب تک کسی کے حاشیۂ خیال میں بھی نہیں گزرے، اصطلاحِ شریعت میں ایسے شخص کو ملحد اور زندیق کہتے ہیں کہ لفظ تو اسلام کا بولتا ہے اور اس

کے معنی کفر ہوتے ہیں، اول کے چار مرتبے صریح کفر ہیں، اور یہ پانچواں مرتبہ جس کا نام الحاد و زندقہ ہے درحقیقت یہ نفاق کی ایک قسم ہے، ایسا شخص بلاشبہ منافق ہے اور یہود و نصاری سے بدتر ہے؛ اس لیے کہ یہود و نصاری جو تکذیب کرتا ہے وہ صاف طور پر کرتا ہے، جھوٹ نہیں بولتا اور یہ منافق جھوٹ بولتا ہے، زبان سے تو اسلام ظاہر کرتا ہے اور اندر کفر چھپا ہوا ہوتا ہے۔

تاویل صحیح اور غیر صحیح (تحریف)

تاویل کے لغوی معنی: کسی چیز کو اس کے انجام تک پہنچانا، یا کسی بات کی گہری تشریح وتفسیر ہے اور اصطلاحی طور پر تاویل کسی لفظ یا عبارت کے حقیقی معنی سے ہٹ کر کسی اور مفہوم کی طرف لے جانے کو کہا جاتا ہے بشرط کہ وہ عقلی یا نقلی دلیل سے ثابت ہو۔

تاویل کا ایک معنی تفسیر کے ہے جیسے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا دی تھی: **اللھم علمه التاویل** کتب تفسیر میں لکھا ہوا ہوتا ہے: **القول فی تاویله کذا**

اسی طرح تاویل کا ایک معنی کسی چیز کی حقیقت ہوتی ہے مثلا: ''ویل'' کی حقیقت جہنم کی ایک وادی ہے، خوابوں کی تعبیر بھی اسی معنی میں ہے اور کبھی تاویل مرجوح کو راجح معنی پر ترجیح دینے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

۞ جو تاویل شرعی اصول کے مطابق ہو، جس کے لیے قرآن وحدیث یا عقل سلیم کی دلیل موجود ہو، قرآن وحدیث کے سباق وسیاق کے مطابق ہو، اہل علم اور مجتہدین کے فہم پر مبنی ہو، کسی نص (قرآن وحدیث) کی فصاحت کے لیے کی گئی ہو، نہ کہ اس کے خلاف ہو تو ایسی تاویل صحیح اور معتبر مقبول مانی جائے گی جیسے: **ید اللہ** (اللہ کا ہاتھ)[۱] قرآن میں آتا ہے، جسے علماء نے اللہ کی قدرت سے تاویل کیا ہے؛ کیونکہ اللہ جسم اور انسانی اعضاء سے منزہ و پاک ہے۔

اور جو تاویل شرعی اصول کے خلاف ہو، قرآن وحدیث کے الفاظ کے خلاف ہو

---

(۱) حدید:۲۹

بدعت وخواہشات یا کسی خاص نظریے کی تائید کے لیے کی گئی ہو،جس کی بنیاد قیاس آرائی اور غلط منطق پر ہو،تو ایسی تاویل ناجائز مردود وحرام ہے جیسے نماز، روزہ، حج وغیرہ کو بعض لوگ روحانی اعمال سے تعبیر کرتے ہیں۔

بعض لوگ اللہ کی رؤیت کا انکار کرتے ہیں، روز قیامت اور عذاب قبر، منکر نکیر کے سوالات یا پل صراط وغیرہ کے منکر ہو یا یوں کہے کہ مجھے ان راویوں پر اعتماد نہیں، یا یوں کہے کہ ان راویوں کا اعتبار تو ہے مگر حدیث کے دوسرے معنی ہیں اور ایسی تاویل کرے جو پہلے نہیں سنی گئی، حضرت مفتی شفیعؒ، شاہ ولی اللہ محدثؒ کی تحریرات کی روشنی میں اس کو زندیق اور اس تاویل کو زندقہ کہتے ہیں۔ (۱)

بعض لوگ اپنے بنائے ہوئے نظریات کو ثابت کرنے کے لیے قرآن وحدیث کی منصوصات میں تاویل کرتے ہیں، اپنی عقل اور فلسفیوں کے بنائے ہوئے اصولوں کو ترجیح دیتے ہیں خاص کر جو لوگ عقائد میں تاویل کرتے ہیں دراصل وہ لوگ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف جھوٹ منسوب کرنے کے مترادف ہے، یہ سب تاویلاتِ فاسدہ ہیں۔

اور یہ تاویلات فاسدہ شرک وبدعت کا دروازہ کھولتے ہیں، ایمان کی حلاوت ختم کر دیتی ہے، دین کے بارے میں شکوک وشبہات کو پیدا کر دیتی ہے، نصوصِ شریعت کی ہیبت ختم کر دیتی ہے، محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں بدظن کر دیتی ہے۔

خوب یاد رکھیں!

علم جس سے حاصل کرنا ہے اسی سے حاصل کریں، ادھورا علم، بغیر استاذ کا علم، من چلے لوگوں سے علم حاصل کرنا ان سارے مفاسد کا دروازہ کھول دیتا ہے، اور انسان کب گمراہی میں چلا جاتا ہے اندازہ بھی نہیں ہوتا ہے، آج جو فرقے اور فتنے وجود میں آئے دن بڑھتے جا رہے ہیں ان کے یہاں بھی بے شمار تاویلات موجود ہوتی ہیں۔

(۱) ایمان وکفر قرآن وحدیث کی روشنی میں

خلاصہ یہ ہے کہ تاویل کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو کتاب وسنت اور اجماعِ امت کی کسی قطعی بات کے مخالف نہیں اور ایک تاویل وہ ہے جو ان مذکورہ چیزوں سے ثابت شدہ کسی حکم قطعی کی متصادم ہو، پس یہ شکل ثانی زندقہ ہے، لہذا وہ تاویل جو ضروریات دین کے خلاف کی جاوے وہ تاویل نہیں بلکہ تحریف والحاد ہے، اور باجماع امت کفر ہے اور اگر تاویل مطلقاً دفع کفر کے لیے سمجھی جائے تو یہ شیطان بھی کافر نہیں رہتا کہ وہ بھی اپنے فعل کی تاویل پیش کر رہا ہے۔

کفر اور گناہ کا فرق

☆ کفر اور گناہ میں بنیادی فرق ان کے درجے اور اثرات میں ہے، ہر کفر ایک گناہ ہے لیکن ہر گناہ کفر نہیں ہوتا، بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جو انسان کو کافر بنا دیتے ہیں جبکہ بعض گناہ بڑے ہونے کے باوجود انسان کو دائرہ اسلام سے خارج نہیں کرتے۔

☆ کسی بھی اسلامی حکم کی نافرمانی کرنا خواہ وہ غلطی سے ہو یا جان بوجھ کر گناہ کہلاتا ہے جبکہ اللہ اس کے رسول یا دینِ اسلام کی کسی بنیادی حقیقت کا انکار کفر کہلاتا ہے جیسے جھوٹ بولنا، چوری کرنا، زنا کرنا، سود لینا وغیرہ گناہ ہے اللہ کے وجود کا انکار، رسالت، آخرت اور قرآن کا انکار کفر ہے۔

☆ گناہ ایمان کو کمزور کرتا ہے ختم نہیں جبکہ کفر ایمان کو ختم کر دیتا ہے۔

☆ گناہوں کی توبہ قبول ہوتی ہے اور اللہ چاہے تو بغیر توبہ کے معاف بھی کر سکتا ہے؛ لیکن کفر کی حالت میں موت سے کبھی بخشش نہیں ہوسکتی الاَّ یہ کہ زندگی میں کفر سے توبہ کر چکا ہو، گناہ گار کو آخرت میں سزا کے بعد جنت ہے لیکن کافر کے لیے دائمی جہنم ہے۔

کفر اور شرک کا فرق

اللہ کے ساتھ کسی اور کو عبادت، صفات اور اختیارات میں شریک بنانا شرک ہے؛ جبکہ اللہ کے رسول یا دین کے کسی بنیادی اصول کا انکار کرنا کفر ہے، کفر عام ہے اور شرک خاص کیونکہ کفر دین کے عقائد ضروریہ میں سے کسی کے انکار کو کہا جاتا ہے، خواہ اللہ

کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے یا نہیں؟ اور شرک اللہ کی ذات یا صفات میں کسی کو شریک ٹھہرایا جائے اس اعتبار سے ہر مشرک کافر ہے؛ لیکن ہر کافر مشرک نہیں ہے، عام یہودی، عیسائی اور ملحد کافر ہے جبکہ ہندو، بدھ مت اور بت پرست مشرک ہے، شرک سب سے بڑا گناہ ہے اور نا قابل معافی جرم ہے؛ البتہ توبہ کر کے خالص توحید اختیار کرنے سے معافی ہوسکتی ہے اور کافر بھی اسلام قبول کر کے مسلمان ہوسکتا ہے، ہر مشرک کافر ہے؛ لیکن ہر کافر مشرک نہیں ہے، بلکہ بعض کافر غیر مشرک بھی ہوتے ہیں۔

مشرک وہ شخص ہے جو توحید کا منکر ہو یعنی خدا کو ایک نہیں مانتا بلکہ اس کے ساتھ شریک مانتا ہے اور خدا کا بھی منکر نہیں اور کافر جو مشرک کا مقابل ہے، وہ ہے جو خدا کو تو ایک مانتا ہے لیکن خدا کے تعین میں غلطی کرتا ہے، مثلا: حضرت مسیح کو خدا اور معبود مانتا ہے تو یہ شخص کافر ہے مشرک نہیں ہے۔

شرک اور اس کی قسمیں

اسلام کی بنیاد توحید پر ہے یعنی اللہ کو ایک ماننا اور کسی کو اس کے ساتھ ذات وصفات میں شریک نہ کرنا چاہے وہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام ہی کیوں نہ ہو، شرک کے اصل معنی دوسرے کو شریک اور ساتھی بنانے کے ہیں، اسلام کی اصطلاح میں اللہ کی خصوصی صفت میں بندے کو شریک کرنا یا بندے کی ایسی صفت جس میں عجز ونقص کا پہلو پایا جاتا ہو اس سے خدا کو متصف کرنا شرک ہے، مثلا اولاد دینا، رزق دینا، مغفرت کرنا، موت دینا، زندگی موت کا فیصلہ کرنا وغیرہ شرک ہے، جس سے انسان اسلام کے دائرے سے خارج ہوجاتا ہے شرک کرنے سے نیک اعمال ضائع ہوجاتے ہیں، جنت حرام ہوجاتی ہے، جہنم اس کا ٹھکانہ ہوجاتا ہے، بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتا، قرآن وحدیث میں شرک سے بچنے کی کافی تاکید آئی ہے، علماء کرام نے شرک کی مختلف قسمیں ذکر کی ہے، چند ان میں سے ذکر کی جارہی ہیں:

☆ شرک فی العبادات (عبادت میں شرک)

۱۔ اللہ کے علاوہ کسی اور کی عبادت کی جائے، یعنی کسی قبر، ولی، نبی یا فرشتے کو سجدہ

کرے۔

۲۔غیر اللہ سے مدد مانگنا یا دعا کرنا۔

۳۔غیر اللہ کے نام پر نذر و نیاز دینا۔

۴۔ چادر، تعویذ اور ٹوکوں پر ایمان رکھنا کہ وہ خود سے نفع یا نقصان پہنچا سکتے ہیں۔

☆ شرک فی الاسماء والصفات (اللہ کی صفات میں شرک)

اللہ کی صفات میں کسی کو شریک کرنا بھی شرک ہے جیسے:

ا۔کسی انسان کو عالم الغیب سمجھنا جبکہ عالم الغیب صرف اللہ ہی ہیں۔

۲۔ کسی کو ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھنا حالانکہ یہ صفت اللہ کی ہے۔

۳۔کسی کو اللہ جیسی طاقت والا سمجھنا۔

☆ شرک فی الربوبیت (اللہ کی حاکمیت میں شرک)

یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ کے علاوہ کوئی اور بھی خالق، رازق یا کائنات کا نظام چلانے والا ہے جیسے: ا۔ستاروں، بتوں، انسانوں کو دنیا کے معاملات میں موثر سمجھنا۔

۲۔ کسی کو اللہ کے برابر قوت والا ماننا۔

۳۔قسمت کے فیصلے نجومی و جادوگروں یا ہاتھ کی لکیروں کے ذریعے کروانا۔

☆ شرک فی التشریع (قانون سازی میں شرک)

اللہ کے احکامات کے خلاف کسی اور کے قوانین کو حتمی اور اعلی درجہ دینا بھی شرک ہے جیسے: ا۔شریعت کو چھوڑ کر انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین کو زیادہ اہم سمجھنا۔

۲۔قرآن و حدیث کے بجائے کسی اور نظام زندگی کو مکمل سچ سمجھنا۔

اس طرح اور بھی قسمیں شرک کی بڑی کتابوں میں موجود ہے اس لیے ضروری ہے کہ بنیادی عقائد اور معلومات کو اچھی طرح سمجھیں تا کہ غفلت میں بھی شرک میں مبتلا نہ ہو

جائیں۔[۱]

تمرینی سوالات

۱۔ایمان واسلام کی تعریف اور فرق بتائیں۔
۲۔کفر کے اسباب بتائیں۔
۳۔صحیح تاویل اور غیر صحیح تاویل کا فرق وتعریف بتائیں۔
۴۔کفر اور گناہ کا فرق بتائیں۔
۵۔کفر وشرک کا فرق بتائیں۔
۶۔شرک کی قسمیں بتائیں۔

---

(۱) مستفاد: کفریہ الفاظ اوران کے احکام

ارتداد

ارتداد اور اس کا حل

ارتداد کے معنیٰ لغت میں پھر جانے اور لوٹ جانے کے ہیں اور شریعت کی اصطلاح میں ایمان واسلام سے پھر جانے کو ارتداد، اور پھرنے والے کو مرتد کہتے ہیں، یا یوں کہیں کہ مرتد وہ شخص ہے جو اسلام لے آنے کے بعد ضروریاتِ دین میں سے کسی چیز کا انکار کر دے، یا ایسا عمل اس سے صادر ہو جائے جس کے تاویل کی گنجائش نہ ہو۔

☆ ارتداد کی ایک صورت یہ ہے کہ کوئی شخص صاف طور پر مذہب بدل کر اسلام سے پھر جائے جیسے عیسائی، یہودی، آریہ سماجی، قادیانی وغیرہ مذہب اختیار کر لے، یا خداوند عالم کے وجود یا توحید کا منکر ہو جائے، یا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا انکار کر دے۔ (العیاذ باللہ)

☆ ارتداد کی دوسری صورت یہ ہے کہ اس طرح صاف طور پر مذہب اور توحید رسالت سے انکار نہ کرے، لیکن کچھ اعمال یا اقوال یا عقائد ایسے اختیار کریں جو قرآن یا رسالت کے انکار کے برابر ہو، مثلاً: اسلام کے کسی ایسے ضروری وقطعی حکم کا انکار کر بیٹھے، جس کا ثبوت قرآن مجید کی نص صریح سے ہو یا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بطریق تواتر ثابت ہوا ہو، یہ صورت بھی باجماع امت ارتداد میں داخل ہے، اگرچہ کہ اس انکار کے سوا تمام احکام اسلامیہ پر سختی کے ساتھ عمل کرتا ہو اس کو ارتداد ذہنی بھی کہتے ہیں۔

ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ ایمان بہت سی چیزوں کے ماننے کا نام ہے جبکہ کفر و ارتداد ان میں سے کسی ایک چیز کا انکار کرنا ہے، ارتداد کی اس دوسری صورت میں اکثر مسلمان غلطی میں مبتلا ہو جاتے ہیں یہ ارتداد چھپا ہوا ہوتا ہے اور انسان یہ چھپا کر رکھتا ہے تاکہ اسے علماء مرتد نہ کہہ دے جیسے جراثیم اور چھپے امراض کو ہر کوئی نہیں جانتا ایسے ہی

ارتدادِ ذہنی کوصرف علماء ہی جانتے ہیں۔

موجودہ زمانہ میں ارتداد مندرجہ ذیل وجوہ سے آرہا ہے:

۱۔علماء کی صحبت سے دوری و بیزارگی اختیار کرنے سے (حتی کہ ہفتہ میں ایک دن ہونے والے جمعہ کے بیان کو بھی نہ سننا) یادرکھیں: گمراہ فتنے سب سے پہلے امت وعوام کوعلماء سے بدظن یادور کرتے ہیں۔

۲۔اسی طرح سوشل میڈیا سے علم حاصل کرنے سے۔

۳۔نئ تعلیمی پالیسی میں پائے جانے والے زہریلے اثرات سے۔

۴۔مستشرقین کی طرف سے چلائے جانے والے شکوک وشبہات کو بارہا سننے، جواب حاصل کرنے،اوردلوں میں تذبذب وتردد کے شکار ہونے سے۔

۵۔مکاتب کا اہتمام نہ کرنے سے،علماء کا تجربہ ہے جو بچہ یا بڑا باضابطہ ایک مدت تک مکتب کی تعلیم اور بنیادی علم حاصل کرتا ہے وہ عامۃ گمراہ فرقوں کا شکار نہیں ہوتا۔

۶۔ملحدین اوردین بیزاروں کی صحبت وغیرہ سے یہ ارتداد آرہا ہے۔

دعاؤں کا اہتمام،سورۃ کہف کی تلاوت،علماء کی صحبت اورمکاتب کی تعلیم ہی بنیادی اوراہم ذریعہ ہے ارتداد سے بچنے کا۔

ارتداد کی سنگینی اورنقصانات

مرتد ہوجانے سے دنیا میں کیے گئے اعمال صالحہ ضائع ہوجاتے ہیں، بیوی حرام ہو جاتی ہے، نکاح ٹوٹ جاتا ہے، میراث سے محروم، واجب القتل کی فہرست میں آجاتا ہے نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی، نہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا، اسلام کے خلاف اگر شبہات ہوتو دور کیے جائیں گے،عورت ہوتو عمر قید کی سزادی جائے گی۔

وَ مَن یَّرتَدِد مِنکُم عَن دِینِهٖ فَیَمُت وَ هُوَ کَافِرٌ فَاُولٰٓئِکَ حَبِطَت اَعمَالُهُم فِی الدُّنیَا وَ الاٰخِرَةِ وَ اُولٰٓئِکَ اَصحٰبُ النَّارِ هُم فِیهَا خٰلِدُونَ[۱] حضور

(۱) البقرۃ:۲۱۷

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مَن بدّل دِینَہ فاقتلوہ[1] کہ جو دین کو چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کرے تو اسے قتل کر ڈالو:

البتہ مرتد کو قتل کرنے کے لیے اسلامی حکومت ہونا شرط ہے۔

مرتد ہونے والے کو تین دن کی مہلت دی جائے گی تاکہ توبہ کر لے شکوک وشبہات ہوتو ختم ہوجاوے اسلام کی حقانیت واضح ہوجائے۔

الغرض ارتداد ایک ناقابل معافی سنگین جرم ہے چاہے وہ ارتداد قولی ہو یا فعلی ہو یا اعتقادی ہو اس سے بچنے کی کوشش اور تدابیر اختیار کرنا چاہیے۔

مرتد ہونے کا حکم کب لگے گا؟

اسلام سے پھرنا اور مرتد ہونا اس وقت کہا جائے گا جبکہ یہ ارتداد عاقل بالغ سے صادر ہوا ہو، نابالغ اور مجنون کے ارتداد کا اعتبار نہ کیا جائے گا، کیونکہ وہ ابھی مکلف ہی نہیں ہے:

لاَ تَقَعُ الرِّدَّۃُ مِنَ الْمُسْلِمِ إِلاَّ إِذَا تَوَفَّرَتْ شَرَائِطُ الْبُلُوغِ وَالْعَقْلِ وَالاِخْتِیَارِ ۔۔۔اتَّفَقَ الْفُقَھَاءُ عَلَی أَنَّہُ لاَ صِحَّۃَ لِإِسْلاَمِ مَجْنُونٍ وَلاَ لِرِدَّتِہِ۔[2]

سکران اور نشہ آور کے ارتداد کا اعتبار نہ ہوگا کیونکہ فی الحال وہ ابھی عقل سے صادر نہیں کر رہا ہے، ارتداد کے وقوع کے لیے ضروری ہے کہ ارتداد اختیار سے ہو، کسی کے دھمکانے مجبور کرنے یا جبر کرنے سے غیر اختیاری نہ ہو، کسی کے قول وفعل سے کفر وارتداد کا صدور تو ہوجائے؛ لیکن اس کا دل مطمئن ہے تو اس پر مرتد ہونے کا حکم نہیں لگا یا جائے گا۔

اتّفقَ الفُقھاءُ علی أنّ مَنْ أکرِہَ علی الکُفرِ فأتَی بلَفظِ الکُفرِ أو فِعلِ الکُفرِ لم یَصرْ کافِرًا[3]

مرتد کی توبہ کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اسلام کے علاوہ تمام دیگر مذاہب سے بیزارگی کا

---

(۱) سنن نسائی، حدیث نمبر: ۴۰۶۱

(۲) الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ: ۲۲/۸۱

(۳) موسوعۃ الفقہ علی المذاہب الأربعۃ: ۲۲/۱۳

اظہار کرے دوبارہ شہادتین دہرائے۔

قَالَ الْحَنَفِيَّةُ: تَوْبَةُ الْمُرْتَدِّ أَنْ يَتَبَرَّأَ عَنِ الأَدْيَانِ سِوَى الإِسْلاَمِ، أَوْ عَمَّنْ انْتَقَل إِلَيْهِ بَعْدَ نُطْقِهِ بِالشَّهَادَتَيْنِ، وَلَوْ أَتَى بِالشَّهَادَتَيْنِ عَلَى وَجْهِ الْعَادَةِ أَوْ بِدُونِ التَّبَرِّي لَمْ يَنْفَعْهُ مَا لَمْ يَرْجِعْ عَمَّا قَال.(۱)

ارتداد کے اسباب

ارتداد کے کچھ داخلی اسباب ہیں تو کچھ خارجی اسباب ہیں:

پہلا سبب ہے اپنی جہالت پر راضی رہتے ہوئے اسلام کے خلاف اٹھائے جانے والے شکوک وشبہات اور اعتراضات کو حقیقت کا جامہ پہنا کر یقین کر لینا، اور اس کو علماء کے پاس جا کر یا صحیح مستند کتابوں اور تفاسیر سے حاصل کرنے کی کوشش نہ کرنا ہے موجودہ دور کے نوجوان، مرد وعورت اکثر وبیشتر اسی میں مبتلا ہیں۔

دوسرا سبب: غربت وافلاس ہے: کَادَ الْفَقْرُ أَنْ یَکُونَ کفراً(۲)

☆ یا تو محنت مزدوری کا میدان مل نہیں پاتا ہے اور بعض حضرات تو اپنی کہالت، سستی، جہالت سے غربت و افلاس کو دعوت دیتے ہیں، دوسرے مذاہب کا تعاون ان کے امداد کی لالچ ہے، اپنا سچا پیارا مذہب چھوڑ دینا ہے، شفا خانوں اور رفاہی تنظیموں کے قیام کی آڑ میں اپنے ناپاک مقاصد کو حاصل کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

تیسرا سبب: ایمان وایمانیات سے ناواقفیت ہے۔

ضروریات دین اور اہمیت دین اسلام سے ناواقفیت ہے، یا تو سکھانے اور بتانے والوں کا فقدان ہے، تو دوسری طرف سکھانے والوں کی ناقدری ودین بیزاری اور آزادئ خیالات ہے۔

---

(۱) الموسوعة الفقهية الكويتية: ۲۲/ ۱۹۲

(۲) مشکوٰۃ المصابیح، حدیث نمبر: ۵۰۳۰

چوتھا سبب: دنیاوی مفادات اورنفسانی خواہشات کی اتباع ہے۔

محمد بن سیرین فرمایا کرتے تھے کہ:

إِنَّ أَسْرَعَ النَّاسِ رِدَّةً أَهْلُ الْأَهْوَاءِ[1]

خواہشات کے پیچھے چلنے والے سب سے جلدی ارتداد کی طرف بڑھتے ہیں، خواہش نفس خواہ وہ حبِّ جاہ کی ہو یا حب مال کی ہو یا حب زن کی ہو، کتب تاریخ میں واقعات بہت کثرت سے موجود ہیں۔

پانچواں سبب : کلمات کفریہ اور اعمال شرکیہ وکفریہ سے ناواقفیت ہے، جس کا بالتفصیل سابق میں ذکر ہو چکا ہے۔

خارجی اسباب میں ایک تو ہندو شدت پسند تنظیموں کی مختلف سازشیں ہیں، تو دوسری طرف عیسائی مشنریوں کے ذریعے پھیلایا جانے والا جال ہے،تو تیسری طرف قادیانیت اور دیگر نو پید متفرق فرقے اور نام نہاد اسلامی مسالک ہیں۔

حفاظت ایمان کے اسباب

☆ پہلا سبب: جتنی باتیں اوپر ایمان کی اہمیت وضرورت سے متعلق گزری ہے اس کو پڑھنے اور سمجھنے سے انسان مرتد ہونے سے بچ جاتا ہے۔

☆ دوسرا سبب: ارتداد کے جتنے اسباب ابھی گزرے ہیں ان سب سے بالکلیہ طور پر اجتناب کریں۔

☆ تیسرا سبب: مکاتب سے اپنے اپ کو اور علمائے کرام سے اپنے تعلقات کو مضبوط کریں اور جو بھی سوال اعتراض سامنے آ جائیں، اپنے عقل سے فیصلہ کیے بغیر شریعت کو جاننے والے ماہرین علماء کے سامنے اس کا موازنہ کرے۔

☆ چوتھا سبب: مشائخ اور بزرگان دین کی صحبت اختیار کریں

☆ پانچواں سبب: حفاظتِ ایمان کی دعائیں جو قران وحدیث میں موجود ہے

(۱) شرح عقیدہ طحاویہ،ص:۳۱۷

پڑھتے رہنا چاہیے۔

☆ چھٹا سبب: اولاد کی دینی تعلیم وتربیت کی فکر اور اس کے اسباب اختیار کرنا، فون کے غلط استعمال پر پابندی لگانا۔

☆ ساتواں سبب: اسلامی اسکول اور اسلامی ماحول والی بستی کا انتخاب کرنا۔

☆ آٹھواں سبب: خاندانی نظام کو مضبوط کرنا اپنی اولاد کو وقت اور محبت دینا، وقت پر شادی کرنا۔

☆ نواں سبب: وطن کی روٹی کو بیرون ملک کی نوکری پر ترجیح دینا۔

☆ دسواں سبب: ایمان پر موت کی دعا کرنا: **ربَّنا لا تزغ قُلوبَنا بعد إذ هديتَنا**(۱)

☆ گیارہواں سبب: ہر کلپ، ہر کتاب، ہر مصنف کو پڑھنے سے احتیاط کرنا جب تک کہ علم پختہ نہ ہو جائے، یا اہل حق کو اچھی طرح نہ پڑھ لیں۔

کافر، مرتد، زندیق، ملحد اور منافق کا فرق

☆ کافر اور مرتد کے درمیان فرق یہ ہے کہ کافر تو وہ ہے جو شروع ہی سے اسلام کو قبول نہ کرے، اور مرتد وہ ہے جو دین میں داخل ہونے کے بعد کفر کی طرف لوٹ جائے۔

جو لوگ پہلے مسلمان تھے پھر کسی جھوٹے مدعی نبوت کو ماننے لگے وہ تو کھلے مرتد ہے اور جو لوگ دعوائے اسلام کے باوجود کسی جھوٹے مدعی نبوت کو مانتے ہیں وہ زندیق ہے کیونکہ جو لوگ اپنے مذہب کو اسلام کے نام سے پیش کرتے ہو وہ کافر بھی ہے اور زندیق بھی۔

☆ اور جو لوگ دعویٰ اسلام کا کرے؛ لیکن عقائد کفریہ رکھتے ہو اور قرآن وحدیث کے نصوص میں تحریف کر کے انہیں اپنے عقائد کفریہ پر فٹ کرنے کی کوشش کرے تو انہیں زندیق کہا جاتا ہے ان کا حکم بھی مرتدین کا ہے۔(۲)

---

(۱) آل عمران: ۸

(۲) آپ کے مسائل اور ان کا حل، ص: ۴۰

☆ ملحد وہ شخص کہلاتا ہے جو شریعت سے ہٹ کر کفر کی طرف مائل ہو اور قرآن و سنت کے صحیح معنی و مفاہیم کو چھوڑ کر ادھر ادھر کی تلاوت کرے۔[۱]

☆ زندیق کا اطلاق ایسے شخص پر کیا جاتا ہے جو کسی دین کا پابند نہیں ہوتا نیز وہ بظاہر اسلام کو ظاہر کرتا ہے اور باطن میں کفریہ عقائد رکھتا ہے۔ الزندیق من یومن بالزندیقة[۲]

خلاصہ کے طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ ''کافر'' وہ شخص ہے جو دین اسلام کو ظاہراً و باطناً ماننے والا نہ ہو، ''زندیق'' وہ شخص ہے جو زبان سے مسلمان ہونے کا اقرار کر رہا ہو؛ لیکن احکامِ اسلام کی باطل تاویل کرتا ہو، ''مرتد'' وہ شخص ہے کہ اپنی مرضی اور رضامندی سے اسلام قبول کرنے کے بعد اسلام سے پھر جائے، ''ملحد'' اس شخص کو کہا جاتا ہے جو بظاہر تو دین حق کا اقرار کرتا ہے؛ لیکن ضروریات دین میں سے کسی امر کی ایسی تعبیر وتشریح کرتا ہو جو صحابہ وتابعین نیز اجماع امت کے خلاف ہو اور ''منافق'' اس کو کہا جاتا ہے جو دین حق کا اقرار کرتا ہے مگر دل سے اس کا منکر ہو۔

غلطی سے، مزاحاً یا لاعلمی میں کلمۂ کفر کہنا

ارتداد نام ہے دین اسلام میں داخل ہونے کے بعد یا اسلامی گھرانے میں پیدا ہونے کے بعد مکلف آدمی بالقصد اسلام سے نفرت کر کے دین سے پھر جائے اس سلسلہ میں خلاصۃً اصولی بات یہ ہے کہ جہالت سے ہو یا مزاحا ہو کلمہ کفر کہنے سے بالاتفاق کافر ہو جاتا ہے، کسی کی دھمکی اور جبر کی وجہ سے کلمہ کفر کہا ہے تو بالاتفاق کافر نہیں ہوگا، اور جس آدمی نے کلمہ کفر جانتے ہوئے عملا کہا تو وہ کافر ہو جائے گا، اور جس آدمی نے اپنے ارادہ و اختیار سے کہا لیکن اس کو یہ معلوم نہیں یہ کفریہ کلمہ ہے تو اس کے کافر ہونے میں علماء کا اختلاف ہے، یہ کس قدر جرأت کی بات ہے کہ انسان ایمان وکفر کی سرحد پر کھڑے ہو کر مزاح کرے، یہ جرأت ایمان وکفر کو بے اہمیت قرار دینے کے باعث بھی ہوسکتا ہے،

---

(۱) نجم الفتاویٰ، ص: ۵۴

(۲) نجم الفتاویٰ، ص: ۵۴

دوسروں کی نقالی یا دین بیزاری کے طور پر بھی ہوسکتا ہے، اس طرح کی حرکتوں سے خود کو بہت دور رکھنا چاہیے۔

الحاصل أن من تكلم بكلمة الكفر هازلا ولاعبا كفر عند الكل ولا اعتبار باعتقاده، ومن تكلم بها مخطئا أو مكرها لا يكفر عند الكل، ومن تكلم بها عامدا عالما كفر عند الكل، ومن تكلم بها اختيارا جاهلا بأنها كفر ففيه اختلاف.(۱)

مرتد کے نکاح اور اعمال کا حکم

☆ علمائے احناف کا اجماع ہے کہ محض مرتد ہونے کی وجہ سے نکاح فسخ ہوجاتا ہے۔

أجمع أصحابنا على أن الردة تبطل عصمة النكاح وتقع الفرقة بينهما بنفس الردة.(۲)

☆ نیز ارتداد سے قبل بحالت اسلام جو صوم وصلاۃ وغیرہ فوت شدہ ہیں بعد اسلام ان پر ان کی قضا کرنا واجب ہے، اس لیے کہ ترک صوم وصلاۃ معصیت ہے اور معصیت رِدّت کی وجہ سے ختم نہیں ہوتی بلکہ باقی رہتی ہے۔

☆ پھر ارتداد سے قبل جو صوم وصلاۃ حج وزکوۃ وغیرہ نیکیاں کی ہے وہ سب ارتداد کی وجہ سے باطل ہوجاتی ہے البتہ بعد اسلام ان میں سے صرف حج دوبارہ ادا کرنا واجب ہے اس کے ماسوا نہیں ہے۔

وما أدى منها فيه يبطل ولا يقضى من العبادات إلا الحج.... الخ.(۳)

☆ اس حوالے سے حضرت مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمانی دامت برکاتہم فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص خدانخواستہ مرتد ہوجائے تو دارالکفر میں اس کی بیوی کے تین

---

(۱) شامی

(۲) فتاوی قاضی خان: ۳،ص: ۴۳۲

(۳) ردالمحتار: ۴/۲۵۱

حیض گزرنے تک اس کے لیے غور وفکر اور توبہ کی مہلت ہے، اگر اس عرصے میں اس نے توبہ کرلی تو نکاح باقی رہے گا اور اگر اس واقعے کے بعد تین ماہواری گزر جائیں اور توبہ کی توفیق نہ ہو تو نکاح ختم ہو جائے گا جب توبہ کرے تو دوبارہ نئے مہر کے ساتھ نکاح کرنا ضروری ہوگا۔

☆ اگر خدانخواستہ کلمۂ کفر کسی جبر واکراہ کے بغیر بول دیا گیا تو چاہیے کہ دوبارہ کلمہ شہادت پڑھے اور جو کفریہ کلمہ پہلے کہا تھا اس سے برات کا اظہار کرے، اور توبہ کرے۔

وَإِسْلَامُهُ أَنْ يَأْتِيَ بِكَلِمَةِ الشَّهَادَةِ، وَيَتَبَرَّأَ عَنِ الْأَدْيَانِ كُلِّهَا سِوَى الْإِسْلَامِ، وَإِنْ تَبَرَّأَ عَمَّا انْتَقَلَ إِلَيْهِ كَفَى. (١)

اور آئندہ زبان کی احتیاط کو ملحوظ رکھے، کلمہ کفر سے واقف نہ ہونا معتبر نہیں کیونکہ ہر مسلمان کا فریضہ ہے کہ کم سے کم ایمان و کفر کے بارے میں آگاہی حاصل کرے کہ ایمان تو مومن کے لیے جان سے بھی زیادہ عزیز تر متاع ہے، اس سے ناواقفیت کیوں کر گوارا کی جاسکتی ہے۔

تجدید ایمان اور تجدید نکاح کا طریقہ

کسی قول یا فعل کی وجہ سے اگر آدمی اسلام سے خارج ہو جائے تو ایسے شخص کو تجدید ایمان کے ساتھ ساتھ موجباتِ کفر سے برأت بھی ضروری ہے، یعنی کلمہ شہادت زبان سے ادا کرے، دل سے اس کی تصدیق کرے، اور جس چیز سے انکار کی بنا پر ایمان سے خارج ہو گیا تھا اس کا اقرار کرے، اگر اسلام سے خارج ہو کر عیسائیت کو اختیار کرلیا تھا تو اس سے بیزاری اور برأت کرے، اور اگر کسی قول یا فعل کی وجہ سے کفر یا شرک ہو جائے تو اس قول یا فعل کی تردید کرے۔

ثُمَّ اعْلَمْ أَنَّهُ يُؤْخَذُ مِنْ مَسْأَلَةِ الْعِيسَوِيِّ أَنَّ مَنْ كَانَ كُفْرُهُ بِإِنْكَارِ أَمْرٍ

---

(١) فتاوی ہندیہ: ۲/ ۲۵۳

ضَرُورِيٍّ كَحُرْمَةِ الْخَمْرِ مَثَلًا أَنَّهُ لَا بُدَّ مِنْ تَبَرُّئِهِ مِمَّا كَانَ يَعْتَقِدُهُ.... الخ(۱)

فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ اگر شوہر و بیوی دونوں نے ایک ساتھ جانتے ہوئے یا نہ جانتے ہوئے کلمہ کفر کہے تو دونوں پر تجدید ایمان لازم ہوگا، تجدید نکاح کی ضرورت نہیں ہے اور اگر ایسا کلمہ کفر صرف بیوی یا شوہر نے کہا ہو تو اب ایمان کے ساتھ نکاح بھی ٹوٹ جاتا ہے، لہٰذا تجدید ایمان کے ساتھ تجدید نکاح بھی ضروری ہوگا۔

تمرینی سوالات

۱۔ارتداد کسے کہتے ہیں اور اسکا حل کیا ہے۔
۲۔ارتداد کے نقصانات کیا ہیں؟
۳۔مرتد ہونے کا حکم کب لگتا ہے؟
۴۔ارتداد کے اسباب کیا ہیں؟
۵۔حفاظتِ ایمان کے اسباب کیا ہیں؟
۶۔کافر، مرتد، زندیق، ملحد اور منافق کا فرق بتائیں۔
۷۔تجدید ایمان کا طریقہ کیا ہے؟
۸۔مرتد کے نکاح اور اعمال کا حکم بتائیں۔
۹۔سالہائے ماضیہ زکوٰۃ کا حکم بتائیں۔
۱۰۔لاعلمی میں کلمۂ کفر کا حکم کب لگتا ہے؟ بتائیں۔

(۱) ردالمحتار: ۴/ ۲۲۸

تکفیر

ذمہ داری، احتیاط، اور شرائط

کفر و تکفیر کا مطلب

یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ کفر شریعت میں ایمان کی ضد ہے لہذا جن باتوں کو ماننا ایمان لانے کے لیے ضروری ہے اس میں سے کسی ایک بات کا انکار بھی کفر ہے۔

اور تکفیر کا مطلب کافر بنانا نہیں ہے بلکہ کافر بتانا ہے کہ فلاں شخص اپنے کسی فعل یا قول کی وجہ سے کافر ہو گیا ہے۔

تکفیر میں احتیاط

تکفیر یعنی کسی کو کافر قرار دینا ایک انتہائی نازک اور حساس مسئلہ ہے، جس میں جلد بازی اور جذباتیت سے گریز کرنا ضروری ہے، کسی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھنا نہ صرف فرد کی مذہبی حیثیت بلکہ اس کے معاشرتی اور قانونی حقوق پر بھی اثر انداز ہونا ہے نکاح، نسب، میراث، ذبیحہ، امامت، نماز اور اجتماعی سیاسی حقوق ان سب چیزوں پر اس بات کا اثر پڑتا ہے۔

کسی کو دائرۂ اسلام سے خارج قرار دینے کے لیے شرعی اصول وضوابط مقرر کیے گئے ہیں اور یہ اختیار بشرائط مستند علماء کے پاس ہی ہے، احادیث میں کسی مسلمان کو بلاوجہ کافر کہنے کی ممانعت آئی ہے، بخاری شریف کی روایت ہے کہ جب کوئی کسی کو کافر کہتا ہے جبکہ وہ اس کا مستحق نہیں ہے تو کفر اسی پر لوٹ آتا ہے:

أَيُّمَا رَجُلٍ قَالَ لِأَخِيهِ: يَا كَافِرُ، فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا. (۱)

---

(۱) صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۵۷۵۳

مسلم شریف کی روایت ہے: **مَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكُفْرِ أَوْ قَالَ: عَدُوَّ اللهِ، وَلَيْسَ كَذَٰلِكَ إِلَّا حَارَ عَلَيْهِ.** (۱)

''جو شخص کسی کو کافر یا اللہ کا دشمن کہہ کر پکارے حالانکہ وہ ایسا نہیں ہے تو یہ الزام اور کفر اسی کی طرف لوٹ جائے گا۔''

ان مذکورہ دونوں حدیثوں سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ مسلمان کو غلط طور پر کافر کہنے سے خود کہنے والا کافر ہو جاتا ہے، بعض محدثین نے اس حدیث کو محض تہدید و تخویف پر محمول کیا ہے، اور بعض نے حقیقۃً کفر ہی مراد لیا ہے؛ کیوں کہ اس نے مسلمان میں پائے جانے والے ایمان کو کفر سے تعبیر کیا ہے اور ایمان کو کفر کہنا کفر ہے؛ لیکن اس دوسری تشریح کے لحاظ سے بھی حضراتِ فقہاء کرام اور علماء محققین نے اس کو کافر کہنے میں جلد بازی کرنے میں سختی سے منع کیا ہے، جب تک کہ اس کے عقیدۂ کفریہ یا کلمہ کفریہ کی کوئی جائز تاویل ہو سکتی ہے، اس کو کافر کہنا جائز نہیں۔ (۲)

اصول شرع میں یہ بات مسلم ہے کہ اگر کسی بات میں کفر کے علاوہ دوسرے معنی بھی مراد لیے جا سکتے ہوں تو وہاں وہی معنی مراد لے کر کفر کا حکم لگانے سے احتیاط کیا جائے گا عام طور پر فقہاء، علماء کی تصریحات موجود ہے کہ جو شخص کسی عقیدۂ کفریہ کا قائل ہو مگر صاف طور پر نہیں بلکہ تاویل کے ساتھ قائل ہو تو اس کو کافر نہ کہا جائے گا۔

اس بات کا خیال ہر وقت رکھنا چاہیے کہ یہ مسئلہ نہایت نازک ہے اس میں بے باکی اور جلد بازی سے کام لینا سخت خطرناک ہے۔

حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر مجھے حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت نہ ملتی تو میں فتوی باز مولوی بنتا۔

☆ دوسری بات یہ ہے کہ کفر و ارتداد اس صورت میں عائد ہوتا ہے جبکہ حکم قطعی کے

---

(۱) صحیح مسلم، حدیث نمبر: ٦١

(۲) مستفاد: ایمان و کفر قرآن و حدیث کی روشنی میں

تسلیم کرنے سے انکار کرے اور اس حکم کے واجب التعمیل ہونے کا عقیدہ نہ رکھے لہذا کوئی شخص حکم کو واجب التعمیل سمجھتا ہے (مثلاً فجر کی نماز کو) مگر غفلت وشرارت سے زندگی بھر عمل نہ کیا تو یہ کفر وارتداد نہیں ہے اس کے برخلاف کوئی شخص زندگی بھر فجر کی نماز پورے اہتمام سے پڑھتا رہا ہو لیکن واجب التعمیل ہونے کا عقیدہ نہ رکھتا ہو تو ایسا شخص کافر اور مرتد ہے۔

الأَصل بَقَاءُ الْمُسلِمِ عَلَى إِسلاَمِهِ حَتَّى يَقُومَ الدَّلِيل عَلَى خِلاَفِ ذَلِك، لِمَا ثَبتَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَال: مَنْ صَلَّى صَلاَتَنَا، وَاستَقْبَل قِبْلَتَنَا، وَأَكَل ذَبِيحَتَنَا فَهُوَ الْمُسْلِمُ. (۱)

☆ تیسری بات کسی بھی انسان کے کفر کا فیصلہ اس وقت تک نہیں کیا جا سکتا ہے جب تک کہ اس کے ارتداد و کفر پر دلیل قائم نہ ہو جائے۔

إِذَا كَانَ فِي الْمَسْأَلَةِ وُجُوهٌ تُوجِبُ التَّكْفِيرَ وَوَجْهٌ وَاحِدٌ يُمَانِعُهُ فَعَلَى الْمُفْتِي أَنْ يَمِيل إِلَى الْوَجْهِ الَّذِي يَمْنَعُ التَّكْفِيرَ تَحْسِينًا لِلظَّنِّ بِالْمُسْلِمِ. (۲)

کفر کا فتوی لگانے سے پہلے اچھی طرح جانچنا اور تاویل صحیح کا کوئی پہلو اگر نکل سکتا ہو تو نکالنا ضروری ہے، حضرات فقہاء کرام نے اس معاملے میں اس درجے احتیاط کا حکم دیا ہے کہ اگر کسی شخص سے کوئی مشتبہ کلام سرزد ہو جائے جس میں ۱۰۰/احتمال میں سے ۹۹/احتمالات مضمون کفر ہونے کے ہو اور صرف ایک احتمال اس کا بھی ہو کہ اس کے کوئی صحیح اور جائز معنی بن سکتے ہوں تو مفتی پر لازم ہے کہ 99 احتمالات کو چھوڑ کر اسی ایک احتمال کی طرف مائل ہو اور اس کو کافر کہنے سے باز رہے۔

فقہاء کے اس کلام کا یہ معنی نہیں کہ کسی شخص کے عقائد واقوال میں ایک عقیدہ وقول بھی ایمان کا ہو تو اس کو مومن سمجھو کیونکہ اگر یہ معنی ہو تو پھر دنیا میں کوئی کافر حتی کہ ابلیس بھی

(۱) الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۱۳، ص: ۲۲۸

(۲) الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۴، ص: ۲۶۶

كافرنہیں رہتا۔

☆ چوتھی بات کفر کا فتوی اس پر لگائیں گے جو عاقل بالغ مکلف مختار ہو، نابالغ، مجنون یا مکرہ پر کفر کا فتوی نہیں لگائیں گے، اسی طرح سبقتِ لسانی یعنی غلطی سے کلمہ کفر زبان سے نکل گیا تو کفر کا فتویٰ نہیں لگے گا جیسے مسلم شریف کی روایت میں ہے صحرائی علاقہ میں کھانے پینے سے لدھی سواری گم ہوجائے، مایوسی کی حالت میں جب اس سواری پر نظر پڑے اور مل جائے تو فرطِ مسرت میں اس اونٹ گم کرکے پانے والے نے کہا: **اللهم أنت عبدي و أنا ربک** ''اے اللہ آپ میرے بندے ہیں اور میں آپ کا رب''(۱)

اس حدیث سے اس بات کا اشارہ ملتا ہے کہ غلطی سے کلمۂ کفر زبان سے جاری ہوجانا جب کہ ارادہ واعتقاد کو دخل نہ ہو، موجب کفر نہیں، یہی بات فقہاء کرام نے لکھی ہے:

أما إذا أراد أن يتكلم بكلمة مباحة فجرى على لسانه كلمة خطا بلا قصد والعياذ بالله لا يكفر. (۲)

البتہ خدا کو گالی دینے، انبیاء کو گالی دینے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگا دے یا برائی کا عقیدہ رکھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صحبت کا انکار کرے تو کافر ہو جائے گا جادو کے جائز ہونے کا عقیدہ رکھے، شیخین کو گالی دے تو کافر ہوجائے گا۔

☆ پانچویں بات یہ ہے کہ کفر اور ارتداد صرف ان احکام کے انکار سے عائد ہوتا ہے جو قطعی الثبوت بھی ہو اور قطعی الدلالت بھی ہو۔

قطعی الثبوت کا مطلب یہ ہے کہ ان کا ثبوت قرآن مجید یا ایسی احادیث سے ہو جن کی روایت کرنے والے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہدِ مبارک سے لے کر آج تک ہر زمانے میں مختلف طبقات اور مختلف شہروں کے لوگ اس کثرت سے رہے ہوں کہ ان سب کا جھوٹی بات پر اتفاق کرلینا محال سمجھا جائے جس کو اصطلاح میں تواتر کہتے ہیں۔

(۱) صحیح مسلم، کتاب التوبة، حدیث نمبر: ۲۷۴۷

(۲) فتاویٰ بزازیہ

قطعی الدلالت کا مطلب یہ ہے کہ جو عبارت قرآن مجید میں اس کے حکم کے متعلق واقع ہوئی ہو یا حدیث کے متواتر سے ثابت ہوئی ہو، وہ اپنے مفہوم ومراد کو صاف صاف ظاہر کرتی ہو اس میں کسی قسم کی الجھن یا ابہام نہ ہو کہ جس میں کسی کی تاویل چل سکے۔

خلاصہ یہ ہے کہ تکفیر ایک ذمہ داری ہے، شرعی مسئلہ ہے، علماء ومفتیانِ کرام جس کے ذمہ دار ہیں، انسان خواہ کتنا ہی بڑا گنہگار ہو کافر نہیں کہا جا سکتا ہے تا آں کہ اس میں شرائطِ تکفیر نہ پائی جائیں۔

کیونکہ کسی کو کافر کہنے کا مطلب ہے کہ اسے سلام نہ کیا جائے، نہ اس سے قلبی تعلق رکھا جائے، نہ اس سے نکاح جائز ہے نہ اس کے لیے استغفار کیا جائے، موجودہ نکاح باطل ہو جائے، نہ اس کے لیے ایصالِ ثواب کیا جائے، نہ وراثت میں حصہ دیا جائے گا۔

خلاصہ یہ ہے کہ کسی مسلمان کو کافر کہنا یا کافر کو مسلمان کہنا دونوں جانب سے نہایت ہی سخت معاملہ ہے، اس معاملے میں عجیب افراط وتفریط پائی جاتی ہے، بعضوں نے مشغلہ ہی اختیار کرلیا ہے کہ ادنی معاملات میں مسلمانوں پر تکفیر کا حکم لگا دیتے ہیں اور جہاں ذرا سی کوئی خلافِ شرع بلکہ خلافِ طبع کوئی بات کسی سے سرزد ہوئی تو کفر کا فتوی لگا دیتے ہیں۔

دوسری طرف نو تعلیم یافتہ، آزاد خیال جماعت ہے جن کے نزدیک کوئی قول وفعل خواہ کتنا ہی شدید اور عقائد اسلامیہ کا صریح مقابل ہو کفر کہلانے کا مستحق نہیں، وہ ہر مدعی اسلام کو مسلمان کہنا فرض سمجھتے ہیں گرچہ اس کا کوئی عقیدہ اور عمل اسلام کے موافق نہ ہو، اور ضروریات دین کا انکار کرتا ہو؛ اس لیے ضروری ہے کہ کفر کا فتوی لگانے کے اصول اور شرائط کو اچھی طرح سمجھیں۔

تکفیر ایک ذمہ داری اور شرعی مسئلہ ہے

علماء کرام حلال وحرام بتاتے ہیں بناتے نہیں ہیں فتوی بتاتے ہیں بناتے نہیں ہیں اسی طرح مفتیان کرام مکمل تحقیق واطمینان کے بعد جب کسی شخص کے کافر ہونے کا فتوی دیتے ہیں کافر بتاتے ہیں بناتے نہیں ہیں۔

جیسا کہ کسی کے منہ پر کالک لگی ہو اور آئینہ کے سامنے کھڑا ہو جائے اور اس کو آئینے سے خبر ہو جائے کہ میرے منہ پر کالک لگی ہے تو یہ کالک آئینے نے نہیں لگائی بلکہ آئینے نے تو صرف آگاہی دی ہے، اسی طرح لوگ خود کسی کفریہ عقیدے یا قول وفعل کی وجہ سے کافر ہو جاتے ہیں البتہ اہل علم صرف خبر دیتے ہیں اس کے کافر ہونے کی اور تو اور انسان کے کافر ہونے کا تعلق خود اس کے کسی قول وفعل وہ عقیدے سے ہے نہ کہ مفتی کے فتوے سے چنانچہ اگر مفتی فتوی نہ بھی دے تو وہ کافر ہو جائے گا اپنے فعلِ کفر سے یا قولِ کفر سے تو کسی کا کافر ہونا فتوے پر موقوف نہیں ہے۔

اسی طرح جیسے مسائل بتانا، حرام سے بچانا، گمراہیوں سے بچانا علماء کی ذمہ داری ہے اسی طرح کافر ہونے کا فتوی ظاہر کرنا علماء کی ذمہ داری ہے اور مختلف مقاصد وفوائد ہیں۔

مثلا:

۱۔ مسلمانوں کو معلوم ہو جائے تا کہ اس سے نکاح یا اس جیسے انفرادی اور اجتماعی معاملات کرنے میں احتیاط کریں۔

۲۔ کافر ہو جانے والے شخص کو احساس وندامت ہو جائے اور وہ توبہ کر کے دوبارہ ایمان قبول کرے۔

۳۔ مسلمان اس کافر شخص سے دینی امور پر اعتماد نہ کریں اور نہ اس سے علم دین سیکھے

۴۔ مسلمانوں کے احکام اس کافر پر جاری نہ ہوں۔

۵۔ مسلمان اس کو عبرت جان کر اس طرح کی ذلت سے بچ جائیں۔

۶۔ مسلمان اس کافر شخص کو مسلمانوں کے حساس اور اہم مناصب سپرد کرنے میں احتیاط کریں۔ (۱)

شرائط تکفیر

یعنی کونسا بندہ کس بنیاد پر کفر کا فتوی لگائے گا، کفر کا فتوی لگانے والے مفتی میں

(۱) مستفاد: ایمان وکفر، مفتی مبین صاحب/ جواہر الفقہ، جلد اول

مندرجہ ذیل صفات ہو!

۱۔مسلمان ہو

۲۔عاقل ہو

۳۔ بالغ ہو

۴۔مامون ہو

۵۔فاسق نہ ہو، خلاف مروت بھی کام نہ کرے

۶۔ فقیہ النفس ہو یعنی نفس کے ہیر پھیر پر کنٹرول ہو

۷۔سلیم ہو ذہن ٹھیک ہو

۸۔پختہ رائے والا ہو، دلیل والی بات ہو

۹۔قوت استدلال ہو یعنی دلیل کی تہہ میں چھپ کر بات کر سکتا ہو

۱۰۔متیقظ (بیدار) ہو

۱۱۔عرف کو بھی جاننے والا ہو

موانعِ فتویٰ کفر بھی اس میں نہ پایا جاتا ہو۔

الغرض جب یہ چند صفات جس مفتی میں ہو چاہے وہ اندھا ہو فتویٰ کفر دے سکتا ہے۔

کن اسباب کی بنا پر کفر کا فتوی لگائے

۱۔ ضروریاتِ دین اور نصوص قطعیہ کا انکار کرنا، کسی ایک کا بھی انکار مثلا: قیامت کا انکار۔

جس طرح کفر وارتداد کی ایک قسم تبدیلِ مذہب ہے اسی طرح دوسری قسم یہ بھی ہے کہ ضروریات دین اور قطعیات اسلام میں سے کسی چیز کا انکار کر دیا جائے، یا ضروریات دین میں کوئی ایسی تاویل کی جائے جس سے ان کے معروف معانی کے خلاف معنی پیدا ہو جائیں اور غرض معروف بدل جائے۔

۲۔استحلال: یعنی حرام چیز کو حلال کہہ دے تو کافر ہے۔

۳۔استخفاف: یعنی جو چیز واجب الاحترام ہے اس کو ہلکا سمجھنا، قرآن، نبی خدا وغیرہ

کو ہلکا سمجھنا۔

۴۔استہزا: یعنی شرعی احکام کا مذاق اڑانا بھی کفر ہے۔

۵۔تاویل باطل: یعنی کسی نص یا عقیدہ قطعیہ کی ایسی تاویل جو بالکل نصوص قطعیہ کے خلاف ہو یہ زندقہ وکفر ہے۔

ضروریاتِ دین

ضروریاتِ دین ان قطعی اور یقینی امور کا نام ہے جو چیزیں حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بذریعہ تواتر اس درجہ شہرت و بداہت کے ساتھ ثابت ہو کہ ہر خاص و عام اس سے باخبر ہو ان کو فقہاء اور متکلمین کی اصطلاح میں ضروریات دین کہا جاتا ہے۔

ضروریات وقطعیات کا فرق

ضروریات وقطعیات کا فرق یہ ہے کہ ضروریات دین کا انکار با اجماع مطلقاً کفر ہے ناواقفیت اور جہالت کو اس میں عذر نہ قرار دیا جائے گا، اور نہ کسی قسم کی تاویل سنی جائے گی البتہ قطعیات محض جو شہرت نہیں رکھتے تو حنفیہ کے نزدیک اس میں تفصیل ہے، کہ اگر کوئی عام آدمی ناواقفیت کی وجہ سے انکار کرے تو اس کے کفر کا فیصلہ نہیں کیا جائے گا، بلکہ پہلے اس کی تبلیغ کی جائے گی کہ یہ حکم اسلام کے قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت احکام میں سے ہے، اس کا انکار کفر ہے، اس کے بعد بھی اگر وہ اپنے انکار پر قائم رہے تب کفر کا حکم کیا جائے گا۔ (۱)

حضرت مفتی شفیع صاحبؒ فرماتے ہیں جو چیز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بذریعہ تواتر ہم تک پہنچی ہیں اس کا ثبوت قطعی ہے، جیسے قرآن، نمازوں کی تعداد، تعداد رکعات اور رکوع وسجود وغیرہ کی کیفیات، اذان، زکوۃ کی تفصیلات، حج اور اس کی بہت سی تفصیلات، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم نبوت وغیرہ قطعیات دین ہیں، اور ضروریات دین وہ چیزیں جو بذریعہ تواتر اس درجہ شہرت

(۱) ایمان وکفر قرآن وحدیث کی روشنی میں: ۷۲

وبداہت کے ساتھ ثابت ہوں کہ ہر خاص وعام اس سے باخبر ہو۔ (۱)

اہل قبلہ کی تکفیر

احادیث میں یہ بات ملتی ہے کہ جو شخص لا الہ الا اللہ کی شہادت دے، نماز پڑھے، ہمارے قبلہ کا استقبال کرے، اور ہمارا ذبیحہ کھائے تو یہی مسلمان ہے، **من شهد أن لا إله إلا الله و استقبل....** الخ دوسری حدیث میں ہے: تین چیزیں اصل ایمان ہیں، جو لا الہ الا اللہ کہے اس شخص سے رکنا (قتال نہ کرنا) کسی گناہ کی وجہ سے کسی کی تکفیر نہ کرنا، کسی عمل کی وجہ سے اسلام سے خارج نہ کرنا، **ثلاث من أصل الإيمان الكف عمن قال.... الخ** ان روایتوں کے ظاہر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو خود کو ظاہراً مسلمان گردانے اس کو کافر نہیں کہنا چاہیے، بلکہ یہاں اچھی طرح سمجھنا چاہیے کہ کلمہ گو یا اہل قبلہ یہ دو اصطلاحی لفظ ہیں، ان کے مفہوم میں صرف وہ مسلمان داخل ہے جو شعائر اسلام نماز وغیرہ کے پابند ہونے کے ساتھ تمام موجبات کفر اور عقائد باطلہ سے پاک ہو۔

ہر قبلہ کی طرف منہ کرنے والے کو اہل قبلہ نہیں کہتے، حضرت مفتی شفیع صاحبؒ فرماتے ہیں کہ مانعین زکوۃ اور مدعی نبوت مسیلمہ کذاب اور اس کی جماعت کو کافر و مرتد قرار دے کر ان سے جہاد کرنے پر صحابہ کا اجماع اس کی کھلی ہوئی شہادت ہے کہ اہل قبلہ جن کی تکفیر ممنوع ہے اس کا مفہوم یہ نہیں ہے کہ جو قبلہ کی طرف منہ کرلے یا نماز پڑھ لے اس کو کسی عقیدۂ باطلہ کی وجہ سے بھی کافر نہ کہا جائے، بلکہ معلوم ہوا کہ کلمہ گو اور اہل قبلہ یہ دو اصطلاحی لفظ ہیں، ان کے مفہوم میں صرف وہ مسلمان داخل ہیں جو شعائر اسلام نماز وغیرہ کے پابند ہونے کے ساتھ ساتھ تمام موجبات کفر اور عقائد باطلہ سے پاک ہوں، ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ اہل قبلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو تمام ضروریات دین پر متفق ہیں، **اعلم أن المراد بأهل القبلة الذين اتفقوا على ما هو من ضروريات الدين....** (۲)

(۱) ایمان وکفر قرآن وحدیث کی روشنی میں: ۲۲، ۲۳

(۲) شرح فقہ اکبر: ۱۸۹

اہل قبلے کی تکفیر نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ معاصی کے ارتکاب کی وجہ سے اس کو کافر نہ کہیں اور نہ ایسے امور کے انکار کی وجہ سے کافر کہیں جو اسلام میں مشہور نہیں یعنی ضروریات دین میں سے نہیں۔ (۱)

کسی کے کفر کے بارے میں تردد ہو تو کیا کریں؟

اگر کسی شخص کے متعلق یا کسی جماعت کے متعلق کفر کے حکم میں تردد ہو تو خواہ یہ تردد علماء کے اختلاف کے سبب سے ہو یا قرائن کے آپس میں تعارض ہونے کی وجہ سے ہو یا اصول غامض اور دقیق ہونے کی بنا پر ہو اس صورت میں سلامتی کا طریقہ یہ ہے کہ نہ کفر کا حکم دیا جائے اور نہ اسلام کا حکم کیا جائے۔

لہٰذا نہ اس سے نکاح کی اجازت دیں گے، نہ اس کی اقتداء کریں گے، نہ ذبیحہ کھائیں گے، اسی طرح اس پر کفار و مرتد کے معاملات بھی جاری نہ کریں گے۔

الغرض اگر تحقیق کی قدرت ہو تو اس کے عقائد کی تفتیش کریں گے اور اس تفتیش کے بعد جو ثابت ہو اس کے مطابق احکام جاری کریں گے اور اگر تحقیق کی قدرت نہ ہو تو سکوت کریں گے اور اس کا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیں گے۔ (۲)

تمرینی سوالات

۱۔ کفر و تکفیر کا معنی بتائیں۔
۲۔ تکفیر میں کس قدر احتیاط ہونا چاہیے۔
۳۔ تکفیر کی حیثیت بتائیں۔
۴۔ تکفیر کے شرائط بتائیں۔
۵۔ ضروریاتِ دین و اہل قبلہ کی تکفیر سے متعلق بتائیں۔
۶۔ کسی کے کفر کے سلسلہ میں تردد ہو تو کیا کریں؟

---

(۱) مستفاد از: ایمان اور کفر قرآن و حدیث کی روشنی میں

(۲) اصول دین: ص 211: ڈاکٹر مفتی عبد الواحد

معاشرہ میں رائج کفریہ وشرکیہ اقوال وافعال

اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: قربِ قیامت ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگ صبح کو تو مسلمان رہیں گے اور شام ہوتے ہوتے کافر ہو جائیں گے، اور شام کو تو مسلمان رہیں گے صبح ہوتے ہوتے کافر ہو جائیں گے۔

عن أَنَسِ بن مَالكٍ، عن رَسولِ اللهِ ﷺ قال: "تكُونُ بَيْنَ يَدَي السَّاعةِ فِتَنٌ كَقِطَعِ اللّيْلِ المُظلِمِ، يُصْبحُ الرَّجلُ فِيها مُؤْمنًا وَيُمْسِي كافِرًا، ويُمْسِي مُؤْمنًا، ويُصْبحُ كافِرًا، يَبِيعُ أَقْوامٌ دِينَهُمْ بِعَرَضٍ من الدُّنْيا"(۱)

اور اس کے لیے کلمہ توحید سے انکار یا عقیدے کی تبدیلی کا اعلان ہی ضروری نہیں ہے، بلکہ جانے انجانے میں ہنسی، مذاق، لڑائی، جھگڑے کے موقع پر موت ونزاع کی کیفیت اور مصیبتوں کے پیش آمدہ اوقات میں شریعت کا مذاق، دین کی طرف منسوب افراد کی توہین، یا زبان سے بعض ایسے الفاظ کا صدور جنہیں بظاہر ہلکا اور معمولی سمجھا جاتا ہے؛ لیکن درحقیقت وہ ایمان سے خارج کر کے کفر کے دائرے تک پہنچا دیتا ہے۔

کتبِ فتاوی میں لکھا ہے کہ ناواقفیت وجہالت عذر نہیں ہے اور معاشرے میں ایسی بے اعتدالیاں، بدعقیدگی، دین بیزاری، شکوہ شکایت اور مایوسی کی کیفیت روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔

فتاوی کسی بھی معاشرے کی دینی، سماجی اور ثقافتی عکاسی کرتے ہیں؛ کیونکہ وہ اس معاشرے میں پیدا ہونے والے مسائل، رجحانات اور ضروریات کے مطابق جاری کیے جاتے ہیں، فتوے کسی بھی معاشرے کی صورتحال کا ایک آئینہ ہوتے ہیں؛ کیونکہ یہ ان

(۱) سنن ترمذی، حدیث نمبر: ۲۱۹۷

مسائل پر مبنی ہوتے ہیں جو اس وقت معاشرے میں موجود ہوتے ہیں، کسی بھی مخصوص موضوع پر فتاویٰ زیادہ دیے جاتے ہیں، تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہ وہ مسئلہ اس وقت معاشرے کے لیے اہم یا متنازع بن چکا ہے، اگر کسی دور میں طلاق خلع یا گھریلو ناچاقیوں پر زیادہ فتاویٰ دیے جارہے ہوں، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت خاندان میں ان مسائل کا سامنا زیادہ ہے، سود، رشوت اور غیر منصفانہ تجارت پر فتاوے اس بات کی علامت ہو سکتے ہیں کہ معاشرے میں اقتصادی بدعنوانی بڑھ رہی ہے، الغرض! فتاوے عموماً انہی مسائل پر دیے جاتے ہیں جو کسی معاشرے میں عام ہوں فتاوے محض شرعی احکام کا بیان نہیں ہوتے بلکہ وہ اس وقت کے سماجی سیاسی اقتصادی اور عملی رجحانات کو بھی ظاہر کرتے ہیں۔

علماء عرب وعجم نے عربی اردو کتابوں میں بہت تفصیل سے ابواب قائم کرکے کلماتِ کفر افعالِ کفر اور اس کے فتاوٰں کو لکھا ہے؛ ذیل میں فتاوی ہندیہ عالمگیری، بنوریہ ٹاؤن وغیرہ کتب فتاوٰوں سے عنوان وار بطور نمونے چند رائج کلمات عقائد واعمال کا تذکرہ کیا جا رہا ہے جن سے انسان عامۃً دائرہ اسلام سے نکل کر کفر کی اندھیریوں تک پہنچ جاتا ہے۔

ایمان واسلام سے متعلق

☆ جو شخص اپنے ایمان پر راضی ومطمئن نہ ہو تو وہ کافر ہے۔

من لا یرضی بالایمان فھو کافر۔ (۱)

☆ کسی نے کسی سے کہا کہ ائے کافر اے مجوسی تو اس نے اس کے جواب میں کہا کہ میں ایسا ہی ہوں تو وہ کافر ہو جائے گا۔

ولو قال لاجنبی: یا کافر یا یھودی، فقال انا ھکذا، فلاتصاحبنی... الخ (۲)

☆ بیوی شوہر سے کہے تمہارے ساتھ رہنے سے تو کافر ہونا بہتر ہے تو کافر ہو جائے گی۔

---

(۱) فتاویٰ ہندیہ، ج:۲،ص:۲۷۰، مکتبہ اتحاد

(۲) فتاویٰ ہندیہ، ج:۲،ص:۲۸۷، مکتبہ اتحاد

قالت امراۃ لزوجھا: الکفر احسن من معاشرتک تکفر۔ (۱)

☆ ایک شخص نے کسی مسلمان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تم سے تمہارا ایمان چھین لے اس نے اس کے جواب میں آمین کہا تو وہ دونوں کافر ہوجائیں گے۔

لو قال المسلم اللہ تعالی یسلب منک الایمان، وقال الآخر آمین یکفران جمیعا۔

اللہ کی ذات وصفات سے متعلق

☆ کسی بزرگ یا پیر کے ساتھ یہ عقیدہ رکھنا کہ ہمارے سب احوال کی اس کو ہر وقت ضرور خبر رہتی ہے تو یہ شرکیہ بات ہے۔ (۲)

☆ نجومی، پنڈت یا جس پر جن چڑھا ہوا ہو اس سے غیب کی خبریں پوچھنا یا فال کھلوانا پھر اس کو سچ جاننا یہ بھی شرک ہے۔

☆ کسی کو نفع ونقصان کا مالک سمجھنا کسی سے مرادیں مانگنا، روزی، اولاد مانگنا کسی کے نام کا روزہ رکھنا بھی شرک ہے۔

☆ کسی قبر یا مکان کا طواف کرنا کسی کو سجدہ کرنا بھی شرک ہے۔ (۳)

☆ جو شخص اللہ کی طرف سے کسی ایسے وصف کی نیت کرے جو اس کی شان کے لائق نہیں، یا اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کسی نام کا یا اس کے احکام میں سے کسی حکم کا مذاق اڑا لے، یا اس کے وعدوں اور وعیدوں کا انکار کرے، یا کسی کو اس کا شریک یا بیٹا یا بیوی ٹھہرائے یا اس کی طرف جہل کی یا عجز کی یا بھول کی یا کسی اور خرابی کی نسبت کرے ان صورتوں میں وہ کہنے والا کافر ہوجائے گا۔

یَکْفُرُ إِذَا وَصَفَ اللہَ تَعَالَی بِمَا لَا یَلِیقُ بِہِ، أَوْ سَخِرَ بِاسْمٍ مِنْ أَسْمَائِہِ، أَوْ بِأَمْرٍ مِنْ

(۱) اس مرکزی باب کے تمام عربی حوالے ''فتاوی ہندیہ، جلد دوم'' کے ہیں۔

(۲) بہشتی زیور، ص: ۴۰، کتب خانہ اختری، سہارنپو

(۳) بہشتی زیور، ص: ۴۰، کتب خانہ اختری، سہارنپو

أَوَامِرِهٖ، أَوْ نُكِرَ وَعْدَهُ وَوَعِيدَهُ، أَوْ جَعَلَ لَهُ شَرِيكًا، أَوْ وَلَدًا، أَوْ زَوْجَةً، أَوْ نَسَبَهُ إِلَى الْجَهْلِ، أَوِ الْعَجْزِ، أَوِ النَّقْصِ. (۱)

☆ اگر کوئی یہ کہے کہ اللہ میرے کفر پر راضی ہے تو کافر ہوجائے گا۔

وَيَكْفُرُ إِنِ اعْتَقَدَ أَنَّ اللّٰهَ تَعَالَى يَرْضَى بِالْكُفْرِ. (۲)

☆ ایک انسان کی وفات ہوئی دوسرے شخص نے کہا کہ اللہ کو ایسا نہیں کرنا چاہیے، تو کافر ہوجائے گا۔

☆ کوئی شخص بیمار نہیں ہوتا ہے تو اس کے بارے میں کہنا کہ اللہ اس کو بھول گیا، تو کہنے والا کافر ہوجائے گا۔

لَوْ قَالَ لِرَجُلٍ لَا يَمْرَضُ هَذَا مَنْسِيُّ اللّٰهِ تَعَالَى، أَوْ قَالَ هَذَا مِمَّا نَسِيَهُ فَهَذَا كُفْرٌ. (۳)

☆ کسی نے کسی سے یوں کہا کہ تیری زبان سے تو اللہ بھی قابو نہیں آتا میں کیسے آؤں گا تو کافر ہوجائے گا۔

لو قال: اللہ لا یکافی لسانک فکیف اکافی أنا؟ یکفر

☆ کسی نے اپنی بیوی سے یہ کہا کہ تم تو اللہ سے بھی زیادہ مجھے محبوب ہو تو وہ کافر ہو جائے گا۔

لو قال لامراته: انت احب الی من اللہ یکفر کذافی الخلاصة۔

☆ میرا حامی ومددگار آسمان پر اللہ کی ذات ہے اور زمین پر فلاں شخص تو یہ شخص کافر ہوجائے گا۔

ولو قال لی فی السماء الہ وفی الارض فلان یکفر

☆ کسی سے کہے اگر قیامت کے دن اللہ انصاف کرے گا، تو مجھے انصاف ملے گا تو

(۱) فتاوی ہندیہ، ج:۲، ص:۲۵۸

(۲) فتاوی ہندیہ، ج:۲، ص:۲۵۸

(۳) فتاوی ہندیہ، ج:۲، ص:۲۵۹

کافر ہو جائے گا کیونکہ لفظ ''اگر میں'' تردد اور غیر یقینی معنی پایا جاتا ہے۔

لو قال: ان قضی اللہ یوم القیامۃ بالحق و العدل اخذتک بحقی فھذا کفر

مجھے اللہ کی رضا نہیں چاہیے، مجھے اللہ کا ڈر نہیں ہے مجھے اللہ کی دوستی مطلوب نہیں، تو کافر ہو جائے گا۔

لو قیل له اطلب رضااللہ فقال له ''مر انمی باید ا'' و قیل لاتعص اللہ فان اللہ یدخلک النار فقال: انا لا ابالی من النار۔

☆ کسی نے کہا کہ تم اپنی بیوی کے قابو میں آگئے تو جواب میں کہا کہ عورتوں کے قابو میں اللہ بھی نہیں آتا، تو کافر ہو جائے گا۔

قیل الرجل ماقدرت علی امراۃ فقال :اللہ لم یقدر علیھا فکیف اقدر انا؟ یکفر۔

☆ اللہ دوزخ بنانے کے علاوہ اور کیا کر سکتا ہے، تو کافر ہو جائے گا۔

اللہ لا یقدر علی شئیی آخر سوی جھنم فقد کفر

انبیاء ورسل کے بارے میں

☆ جو شخص انبیاء میں سے کسی بھی نبی کا اقرار نہیں کرے گا، یا کسی سنت کا استخفاف و عدم اطمینان کا اظہار کرے گا، کافر ہو جائے گا۔

من لم یقر ابعض الانبیاء او لم یرض بسنۃ من سنن المرسلین فقد کفر۔

☆ جس نے یہ نہیں جانا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں، وہ مسلمان نہیں۔

إذا لم یعرف الرجل ان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخر الانبیاء فلیس بمسلم

☆ جو شخص اپنے قلب میں کسی بھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں بغض رکھے تو وہ کافر ہے۔

کل من اراد بقلبه بعض نبي کفر

☆ جو یہ کہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجنون تھے تو وہ کافر ہو جائے گا۔

من قال: جن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یکفر

مصیبتوں اورحالات کے وقت

☆ جوشخص اللہ کی طرف ظلم کی نسبت کرے کہ اللہ نے میرے اوپر ظلم کیا اور میرے بیٹے کو ماردیا وغیرہ، تو یہ شخص کافر ہوجائے گا۔

من نسب اللہ إلی الجور فقد کفر

☆ بیمار شدتِ مرض میں موت کی دعا کرتے ہوئے یہ کہے کہ حالتِ اسلام میں موت دے یا حالت کفر میں تو کافر ہوجائے گا۔

إذا مر الرجل و اشتدمر ضه و دام فقال المریض : ان شئت تو فني مسلما و ان شئت تو فني کافر ا یصیح کافر ا باللہ

☆ دعا کے قبول نہ ہونے پر کہنا کہ اللہ کہاں ہے؟ وہ ہماری دعا کیوں نہیں سنتا؟ وہ ہے بھی یا نہیں؟ اگر ہے تو ہماری مدد کیوں نہیں کررہا ہے؟ تو کافر ہوجائے گا۔

و کذا الرجل اذا ابتلی بمصیبات متنوعة فقال : اخذت مالی و اخذت ولی ـــ و ما اشبه هذا فقد کفر

قرآن، نماز، روزوں سے متعلق

☆ ایک شخص قرآن پڑھ رہا تھا دوسرے نے سن کر کہا یہ کیا طوفان کی آواز ہے، تو یہ کہنے والا کافر ہوجائے گا۔

ماهذا الصوت الذی کالطوفان؟ فهذا کفر۔

☆ میں قرآن سے بیزار ہوں اس لیے نہیں پڑھ رہا ہوں، تو کافر ہوجائے گا۔

لم لا تقرا القران؟ فقال : زعلت من القران یکفر

☆ میں پاگل ہوں؟ جو نماز پڑھوں اپنے اوپر کام بڑھاؤں، دل اکتا گیا نماز سے، نماز سے کوئی سرفرازی نہیں ہے، وغیرہ الفاظ سے کافر ہوجائے گا۔

☆ اذان سن کر یہ کہا کہ یہ تو گھنٹے کی آواز ہے، تو کافر ہوجائے۔

لو سمع الاذان فقال هذا صوت الجرس یکفر

شریعت کا مذاق یا دین بیزاری اور علم اور علماء کی توہین

☆ تجھ پر اور تیری مسلمانی پر لعنت ہو، تو وہ کافر ہو جائے گا۔

لعنۃ اللہ علیک و علی اسلامک یکفر

☆ میں آخرت واخرت کچھ نہیں جانتا، تو کافر ہو جائے گا۔

لا اخاف القیامۃ یکفر

☆ جب کوئی مسلمان کسی کو کلمۂ کفر کی تلقین کرے، تو یہ تلقین کرنے والا کافر ہو جائے گا۔

لقن الرجل رجلا کلمۃ الکفر فانہ یصیر کافرا و ان کان علی وجہ اللعب۔

☆ اگر کوئی بغیر کسی ظاہری سبب کے کسی عالم دین سے بغض رکھے، تو اس کے کافر ہو جانے کا خوف ہے۔

من ابغض عالما من غیر سبب ظاھر خیف علیہ الکفر۔

☆ ثرید دو پلاؤ کا پیالہ علمِ دین سے بہتر ہے، تو وہ کافر ہو جائے گا۔

قصعۃ من ثرید خیر من العلم کفر

☆ زنا، جوا، شراب سے پہلے بسم اللہ کہنے سے کافر ہو جائے گا۔

یصیر کافرا ان بسمل وقت مباشرۃ الزنی

☆ گناہ کو حلال سمجھ کر کرنے والا کافر ہو جائے گا چاہے گناہ صغیرہ ہی کیوں نہ ہو۔

ان استحلال المعصیۃ صغیرۃ کانت او کبیرۃ کفر اذا ثبت کونھا بدلالۃ قطعیۃ۔ (۱)

☆ جان بوجھ کر بے وضو نماز پڑھا، تو کافر ہو جائے گا۔

من صلی مع الإمام بجماعۃ بغیر طھارۃ عمدا کفر وافیہ

☆ داڑھی والے کو حقارت واستخفاف کی وجہ سے بکرا کہے تو وہ کافر ہو جائے گا۔

---

(۱) الفقہ الاکبر: ۱۰۲

ویکفی۔۔۔باستخفافة بسنة من السنن [۱]

☆ مجھے شریعت سے کوئی سروکار نہیں، تو وہ کافر ہوجائے گا۔[۲]

☆ تیرے فتوے پر پیشاب کرتا ہوں، اگر مفتی کی ذاتی عداوت مقصود ہے تو کفر نہیں ہے؛ لیکن اگر شریعت اور حکم شریعت کی توہین مقصود ہے، تو کفر ہے۔[۳]

☆ ''مسجد پر پیشاب کروں گا، سور کاٹ کرڈالدوں گا'' کہنے سے بھی کافر ہوجائے گا۔[۴]

مندرجہ ذیل اشیاء شرک نہیں!

☆ چھوٹوں کے سلام کرنے پر بڑوں کا سلام کے جواب میں جیتے رہو، خوش رہو، کہنا یہ خلاف سنت اور غیروں کا طریقہ ہے اس سے احتراز کرنا چاہیے۔[۵]

☆ بعض دفعہ انسان کسی جانی یا مالی خسارے کا شکار ہوجاتا ہے تو کہتا ہے کہ میری بدقسمتی کی وجہ سے ایسا ہوا ہے، اس کا یہ جملہ اللہ کی شان میں گستاخی اور بے ادبی ہے۔[۶]

☆ جھک کر سلام کرنا مکروہ ہے، اس سے احتراز کرنا چاہیے۔[۷]

☆ بعض لوگ کسی کے یہاں بن بلائے نہ جانے پر اپنے خودداری کا ثبوت ان الفاظ سے پیش کرتے ہیں، کہ بن بلائے تو اللہ کے گھر بھی نہ جاؤ یعنی جب بھی بغیر بلائے نماز کے لیے مسجد نہ جاتا تو کسی انسان کی دعوت دیے بغیر میں اس کے ہاں کیسے چلا جاؤں،

---

(۱) البحر الرائق ص 121 / ج 5) نجم الفتاوی ص 119 / ج 1

(۲) ایمان وکفر قرآن وحدیث کی روشنی میں: ۲:۷

(۳) ایمان وکفر قرآن وحدیث کی روشنی میں: ۲:۷

(۴) فتاویٰ ہندیہ: ۲/ ۲۹۳

(۵) ایمان وکفر قرآن وحدیث کی روشنی میں: ۲:۷

(۶) ایمان وکفر قرآن وحدیث کی روشنی میں: ۲:۷

(۷) ایمان وکفر قرآن وحدیث کی روشنی میں: ۲:۷

شرعاً یہ الفاظ گستاخانہ ہیں اس طرح کے الفاظ سے توبہ کی جائے تجدیدِ ایمان ونکاح کی جائے۔(۱)

☆ بلا کسی سبب کے کسی مسلمان کو قبیح چیز کی طرف منسوب کرنا جرم اور گناہ ہے کسی آدمی کو گدھا کہنے سے وہ کافر نہ ہوگا البتہ کہنے والا قابل تعزیر ضرور ہوگا۔(۲)

☆ بتوں کو تراشنا یا ان کی خرید وفروخت کرنا نہ بت پرستی ہے نہ ہی اس سے بت پرستی پر رضامندی کا الزام آتا ہے ایسے شخص کو کافر نہیں کہیں گے۔(۳)

☆ محض کسی مسلمان کو کافر کہنے سے، وہ کافر نہ ہوگا، نہ کہنے والا نہ مخاطب البتہ کہنے والا سخت گنہگار ہوگا۔(۴)

☆ اگر میں فلاں کام کروں تو کافر ہو جاؤں کہنے سے کافر نہ ہوگا، اگر وہ کام کرے تب بھی کافر نہ ہوگا؛ البتہ اس فعل کفر پر رضامندی کے ساتھ کرے تو رضائے کفر کی وجہ سے کافر ہوگا۔(۵)

☆ نیند کی حالت میں آدمی مکلّف نہیں ہوتا، لہٰذا نیند میں کوئی کلمہ کفر کہہ دے نعوذ باللہ تو کافر نہ ہوگا۔(۶)

☆ ماں باپ کو اگر سجدہ عبادت کے طور پر نہ کرے بلکہ بطور تعظیم کیا ہے، لہٰذا کافر تو نہ ہوگا؛ البتہ حرام کام کا ارتکاب ہوگا۔

☆ اگر کسی شخص نے غیر جہت قبلے کی طرف جان بوجھ کر نماز پڑھ لی تو ایک شخص

---

(۱) ایمان وکفر قرآن وحدیث کی روشنی میں: ۲۰۷

(۲) فتاویٰ حقانیہ: ۱/ ۱۴۳

(۳) فتاویٰ حقانیہ: ۱/ ۱۴۵

(۴) ایمان وکفر قرآن وحدیث کی روشنی میں: ۲۰۷

(۵) فتاویٰ عثمانی: ۱/ ۹۷

(۶) ایمان وکفر قرآن وحدیث کی روشنی میں: ۲۰۷

سخت گنہگار رہوگا؛ البتہ اس عمل کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوگا۔ (۱)

☆ جو یہ کہے کہ میں جزا وسزا سے آزاد ہوں مجھے عبادت کر کے کیا کرنا ہے، تو یہ شخص دائرۂ اسلام سے خارج نہیں ہوگا؛ لیکن یہ کلمات اندیشہ کفر سے خالی بھی نہیں ہے، لہذا اجتناب ضروری ہے۔ (۲)

☆ شیعہ کی نماز جنازہ شریعت کا حکم سمجھ کر پڑھتا ہے تو دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا، ورنہ فاسق ہوگا۔ (۳)

☆ کسی کافر کو گالی کے طور پر کافر کہنا جائز نہیں ہے، البتہ اگر تحقیر مقصود نہ ہو بلکہ اظہار حقیقت کے طور پر کسی کو کافر کہا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

یارسول اللہ مدد کہنا

کفریہ وشرکیہ الفاظ کی دو قسمیں ہیں:

ایک قسم یہ ہے کہ ان میں کسی قسم کی تاویل ممکن ہو، دوسرے یہ کہ ان میں کسی قسم کی تاویل ممکن نہ ہو، اگر قائل کا قول ایسا صریح ہے کہ اس میں کسی طرح تاویل کی گنجائش نہیں تو اس صورت میں کسی طرح کی تاویل اس کفر سے نہیں بچا سکے گی اور اگر وہ قول ایسا ہے کہ اس میں تاویل ممکن ہے اور متکلم سے جب اس کی مراد معلوم کی جاتی ہے تو وہ صریح کفر کے بجائے کسی بدعقیدگی یا جاہلانہ عقیدے پر دلالت کرتا ہے تو ایسے شخص کے بارے میں کفر کا قول نہیں کیا جائے گا، بلکہ اس کے قول میں تاویل کر لی جائے گی۔

اب اگر کوئی شخص ''یارسول اللہ'' مدد'' یاعلی مدد'' اور اس طرح کے دوسرے الفاظ غیر اللہ سے مدد مانگنے کے جواز کے عقیدے کے ساتھ کہے: اللہ کی طرح غیر اللہ سے بھی اس طرح کی مدد ممکن ہے، تو یہ کفر صریح ہوگا اور مذکورہ شخص دائرہ اسلام سے خارج ہوگا۔

---

(۱) نجم الفتاویٰ: ۱/ ۸۲

(۲) ایمان وکفر قرآن وحدیث کی روشنی میں: ۲۷

(۳) ایمان وکفر قرآن وحدیث کی روشنی میں: ۲۷

اور اگر قائل کی مراد یہ ہے کہ ان کے واسطے سے اللہ سے مدد طلب کی جاتی ہے تو گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوگا؛ کیونکہ واسطے کی صورت میں بھی یہ خطاب اللہ کو ہی ہو جائے گا کیونکہ وہی ذات عالم الغیب ہے اور عالم ما کان و ما یکون ہے؛ لیکن یہ شخص کافر نہیں سمجھا جائے گا۔

یا علی المدد مشکل کشا کہنا

یا عليّؒ یا عليّؒ مدد کا حکم بتانے سے پہلے بطور تمہید کے یہ جاننا ضروری ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی سے مدد مانگنے کی دو صورتیں ہیں:

1: اس کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا کہ اس میں ذاتی طور پر قدرت وطاقت ہے کہ وہ جو چاہے کر سکتا ہے یہ شرک وکفر ہے، اسی طرح کسی غیر خدا کے متعلق عقیدہ رکھا جائے کہ اس کو خدا نے تمام اختیار دے دیے ہیں اور وہ جو چاہے کر سکتا ہے، ہر قسم کی مرادیں ہر جگہ سے اس سے مانگی جائے یہ بھی شرک ہے، جو ناجائز اور حرام ہے، مشکل کشا حاجت روا اور متصرف فی الامور ذات صرف اللہ کی ہے۔

2: کسی بھی غیر خدا سے ظاہری استعانت کرنا یعنی جو عادتاً انسان کے بس میں ہوتا ہے، مثلاً: روپے پیسہ کپڑا وغیرہ دینا یہ چیزیں اگر کسی سے مانگی جائیں تو یہ درست ہے، لہٰذا نعرۂ حیدری ''یا علی'' کہنا اس عقیدے سے کہ علی رضی اللہ عنہ کے پاس ہر قسم کے اختیارات ہیں جو چاہے جس کی چاہے مدد کر سکتے ہیں تو یہ کفر ہے اور شرک ہے، اگر یہ اعتقاد نہ بھی ہو تو موہم شرک ضرور ہے لہذا اس سے بچنا چاہیے۔

فتاویٰ محمودیہ کے حوالہ سے محمود الفتاویٰ میں لکھا ہے کہ: حضرت علیؓ بہت مشکل مقدمات اور معاملات کو آسانی سے حل فرمایا کرتے تھے، اس لیے ان کو 'حلّال المعضلات'' کہتے تھے، اس کا فارسی میں ترجمہ مشکل کشا ہے؛ لیکن ان کی محبت وعقیدت میں غلو کرنے والوں نے یہ سمجھ لیا کہ ہر مشکل کو خواہ کسی زمانہ میں پیش آئے حضرت علیؓ حل کرتے ہیں اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ پریشانی اور مصیبت کے وقت ''یا علی'' پکارتے ہیں، حتی کہ اللہ

پاک سے بھی وہ بے نیاز ہو گئے اور جملہ امور میں کارسازِ حقیقی حضرت علیؓ کو ہی قرار دے دیا تو یہ عقیدہ اور طریقہ اسلام کے خلاف اور شرک ہے، اس سے بچنا لازم ہے۔

یا غوث اعظم کہنے کا حکم

اہل سنت والجماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی اور سے مدد طلب کرنا اور اس کو ہر چیز میں با اختیار سمجھ کر پکارنا شرک ہے غوث کا لغوی معنی ہے:

۱۔ مدد ۲۔ امداد ۳۔ پکارنا

اور صوفیاء کرام کی اصطلاح میں غوث ولایت الٰہی کا ایک درجہ ہے، اس درجے کا حامل شخص پوری دنیا میں صرف ایک ہی ہوتا ہے، اس کی اہم خصوصیتوں میں سے یہ ہے کہ وہ مستجاب الدعوات ہوتا ہے[۱] لہذا یا غوث المدد کہنا اس مقصد سے کہ حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو پکار کر ان سے استغاثہ ہو اور یہ اعتقاد ہو کہ ان کے پاس ہر قسم کے اختیارات ہیں، جو چاہیں جس کی چاہیں مدد کر سکتے ہیں، تو یہ کفر ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ایمان باقی نہیں رہتا اور اگر یہ اعتقاد نہ بھی ہو تب بھی موہمِ شرک ضرور ہے۔

ہاں البتہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو لکھتے وقت اسی لقب سے لکھنا یا تذکرہ کرنا اسلاف اور اکابر علماء سے منقول ہے، اس لیے اگر باطل عقیدہ نہ ہو تو ان کا اس لقب سے لکھنا یا تذکرہ کرنا جائز ہے۔[۲]

یا رسول اللہ/ یا محمد کہنے کا حکم/ لبیک یا رسول اللہ کہنے کا حکم

''یا رسول اللہ'' لفظ ''یا'' حرف ندا پر مشتمل ہے اور لفظ یا عربی زبان میں کسی ایسے شخص کو پکارنے، آواز دینے کے لیے استعمال ہوتا ہے جو اس مجلس میں حاضر ہو جبکہ اہل سنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حاضر وناظر ذات صرف باری تعالیٰ کی ذات ہے،

---

(۱) ایمان وکفر قرآن وحدیث کی روشنی میں: ۲۷

(۲) بنوریہ ٹاؤن: 144404100430

اس کے علاوہ کائنات میں کوئی بھی ایسی ذات نہیں ہے جو ہر جگہ موجود ہو اور سب کچھ دیکھ اور سن رہی ہو، یہاں تک کہ نبی آخر الزماں محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی حاضر و ناظر نہیں اور آپ کے بارے میں بھی حاضر و ناظر کا عقیدہ رکھنا کفر ہے، نیز اہل سنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر اطہر میں باحیات ہیں، اور جو شخص روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہو کر سلام پیش کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس اسے سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں، جس کی وجہ سے روضۂ اقدس پر کھڑے ہو کر ندا اور صیغہ خطاب کے ذریعے سلام پیش کرنا جائز ہے، البتہ روضہ اقدس کے علاوہ دنیا کے کسی اور مقام سے درود پڑھا جائے تو اللہ کی جانب سے مامور فرشتے پڑھے جانے والے درود کو پڑھنے والے کے نام کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے ہیں مذکورہ بالا تمہید کے بعد مسئلہ یہ ہے کہ یارسول اللہ کہنا مطلق ممنوع نہیں ہے بلکہ اس کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہے حکم بھی مختلف ہوگا۔

1: غائبانہ اس عقیدہ سے یارسول اللہ کہنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی طرح ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں ہماری ہر پکار اور فریاد کو سننے والے ہیں، حاجت رواں ہیں یہ ناجائز اور شرک ہے۔

2: روضۂ اقدس کے سامنے کھڑے ہو کر یارسول اللہ کہنا جائز ہے اس لیے کہ لفظ ''یا'' کے ذریعے سے اسی کو مخاطب کیا جاتا ہے جو سامنے ہو حاضر ہو اور روضۂ اطہر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم باحیات ہیں سلام کا جواب بھی دیتے ہیں لہذا یہ خطاب درست ہے۔

3: عقیدہ تو صحیح ہے کہ غائبانہ فرشتے میرا اسلام پہنچاتے ہیں فرطِ محبت میں شاعروں کے طرز پر محبوب سے خیالی کلام کے طور پر کہنا جائز تو ہوگا، لیکن عوام کو یہ تفصیل معلوم نہیں ہوتی ہے وہ حاضر و ناظر کا عقیدہ سمجھ لیتے ہیں اور اشتباہ ہو جائے گا اس لیے مجمع میں کہنا درست نہیں ہے۔

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بارادۂ استعانت واستغاثہ یا حاضر و

ناظر ہونے کے منہی عنہ ان اور بدون اس اعتقاد کے محض شوقاً واستلذ اذاً ماذون فیہ ہے۔

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے یا رسول اللہ کہنے کی پانچ صورتیں ذکر کی ہیں۔

(۱) شعرا کی طرح تخیل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے یا رسول اللہ کہنا۔

(۲) اظہار محبت کے لیے یا رسول اللہ کہنا۔

(۳) روضہ اقدس پر یا رسول اللہ کہنا۔

(۴) اس عقیدے کے ساتھ کہنا کہ فرشتے درود پہنچاتے ہیں۔

(۵) اس عقیدے کے ساتھ کہنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم براہ راست خود اس درود کو سن رہے ہیں۔

پہلی چار صورتوں میں ''یا محمد'' اور ''یا رسول اللہ'' کہنا جائز ہے اور پانچویں صورت ناجائز ہے۔(۱)

اذان کے وقت کانوں میں انگلی ڈال لینا

اذان شعائر اسلام میں سے ہے، اذان میں اللہ کی کبریائی، توحید و رسالت کی گواہی نماز اور کامیابی کی طرف دعوت اور معبودانِ باطلہ سے بیزاری کا اعلان ہوتا ہے، اگر کوئی شخص اذان کی آواز سن کر کانوں میں انگلیاں ڈالتا ہے، اگر یہ شخص بلا عذر یہ کرتا ہے تو شیطانی عمل ہے، فوراً توبہ واستغفار کرنا چاہیے، اگر کوئی شخص عذر کی وجہ سے (مثلاً لاؤڈ اسپیکر کی آواز بہت تیز ہے یا سر یا کانوں میں درد ہے) کانوں میں انگلیاں ڈالتا ہے، اذان سے بیزاری کا اظہار مقصود نہیں ہے تو ایسا شخص معذور شمار ہوگا۔(۲)

(۱) مستفاداز: بنوریہ ٹاؤن

(۲) بنوریہ ٹاؤن:144312100360

اولیاء سے استمداد (مدد حاصل کرنا)

اولیاء اللہ کی ارواح سے استمداد کرنا یعنی یہ عقیدہ رکھنا کہ ہم جب مصیبت میں گرفتار ہوکر ان بزرگوں کو آواز دیتے ہیں، اور ان سے مدد مانگتے ہیں تو وہ ہماری مدد فریاد کو ہر جگہ سنتے اور ہماری مدد کے لیے آتے ہیں، یہ عقیدہ اسلامی عقیدہ نہیں بلکہ مشرکانہ عقیدہ ہے اس سے اسلام کا سلامت رہنا دشوار ہے۔

سجدۂ تعظیمی اور قدم بوسی کا حکم

متعدد کتب فتاویٰ (محمودیہ، قاسمیہ، بنوریہ وغیرہ) میں بصراحت موجود ہے کہ سجدۂ تعظیمی انبیاء سابقین میں جائز تھا، مگر شریعت محمدیہ میں یہ حکم منسوخ ہو چکا ہے، خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے آپ کو سجدہ کرنے سے ممانعت فرمائی ہے، شرک سے مشابہت اور حرام ہے؛ البتہ والدین، اساتذہ ومشائخ کی قدم بوسی بغرض تبرک اس شرط کے ساتھ کہ رکوع اور سجدہ کی ہیئت نہ بن جائے جائز ومباح ہے، وفد عبد القیس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دست بوسی وقدم بوسی فرمائی ہے۔ **فتقبل ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ورجلہ**[1]

بیوی سے کہنا کہ ”تجھے اللہ سے زیادہ پسند کرتا ہوں“

ضروریات دین میں سے کسی ایک چیز کا انکار کرنے سے انسان کافر ہو جاتا ہے، اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بھی چونکہ ضروریات دین میں سے ہے، لہٰذا جو شخص بھی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے مقابلے میں مخلوق میں سے کسی کے لیے زیادتی ءمحبت کا اقرار کرتا ہے، تو وہ شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور اس کی بیوی اس پر حرام ہو جاتی ہے، لہذا اگر وہ شخص اپنی بیوی کو یہ جملہ کہے کہ ”میں تجھے اللہ سے زیادہ پسند کرتا ہوں“ یہ جانتے ہوئے کہا کہ میں کلمہ کفر کہہ رہا ہوں تو اسلام سے خارج ہوگا اور اس پر اس کی بیوی حرام ہوگئی لہذا اس پر تجدید ایمان اور تجدید

(۱) ابوداؤد، کتاب الادب

نکاح لازم ہے۔

لیکن اگر اس نے یہ جملہ جہالت وناواقفیت کی بنا پر کہا ہے تو پھر یہ شخص کافر تو نہیں ہوگا، اور نہ ہی اس پر اس کی بیوی حرام ہوگی البتہ یہ جملہ کہنے کی وجہ سے یہ شخص سخت گنہگار اور فاسق ہوگا لہذا اس پر توبہ واستغفار لازم ہے اور احتیاطاً تجدید نکاح بھی کر لینا چاہیے۔[1]

ناجائز کاموں کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا

بسم اللہ پڑھنا کسی نیک یا جائز کام شروع کرتے وقت تو بہت ثواب اور خیر کا باعث ہے، نہ پڑھیں تو اس کام میں برکت نہیں ہوتی؛ لیکن کسی ناجائز کام کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا حرام ہے، اور اگر خدانخواستہ کسی نے تمسخر کے طور پر ایسا کیا تو کافر ہو جاتا ہے۔

وتكره عند كشف العورة أو محل النجاسات..... وتحرم عند استعمال محرم.... يكفر عند مباشرة كل حرام قطعي الحرمة.[2]

عامل یا نجومی سے چور کو پہچاننا

کسی کا کوئی سامان چوری ہو جائے اور وہ کسی عامل سے اس کی تحقیق کروائے، وہ عامل کسی شخص کے بارے میں شک کا اظہار کرے تو ایسی صورت میں اس کی بات پر یقین کرنا تصدیق کرنا اور اسی بنا پر اس سے مطالبہ کرنا یہ سب ناجائز ہے اور اس کا تصدیق کرنا اور یقین کرنا کفر ہے۔[3]

ناموں میں شرک

نام انسان کے تعارف کا ذریعہ ہے، اسی کے ذریعے وہ مخاطب کیا جاتا ہے، اسی سے انسان کے معاشرے میں ابتدائی شناخت ہوتی ہے، بچوں کے والدین پر جو حقوق

---

(۱) نجم الفتاویٰ: ۱/ ۶۳

(۲) شامی

(۳) نجم الفتاویٰ: ۱/ ۱۰۹

عائد ہوتے ہیں ان میں ایک اہم ترین حق بچے کا اچھا نام رکھنا ہے۔

من وُلِدَ لَه ولَدٌ فَلْيُحسِنْ اسمَه و أدبه. (۱)

جس طرح والدین کی ذمہ داری بچوں کی نگہداشت وحفاظت اور ان کی نشونما و بہترین تعلیم دینا ہے، ایسے ہی یہ بھی ضروری ہے کہ بچوں کے اچھے نام رکھیں، نام کا اثر زندگی وطبیعت پر ضرور ہوتا ہے، حضور اکرم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشتر صحابہ کے نام جن میں شرک، بدفالی، سختی یا حیوانیت کی مشابہت کی بو آرہی تھی اس کو بدلا اور ایسا نام رکھا جن میں عبدیت، نیک فالی آسانی ہو۔

معاشرے میں نام رکھنے سے متعلق بہت سی بے اعتدالیاں پائی جاتی ہے، سب سے پہلے بعض لوگ تو وہ ہیں جو نام رکھنے کو اہمیت ہی نہیں دیتے، بعض فاسقوں، اداکاروں کی طرف منسوب نام رکھتے ہیں تو بعض قرآن کھول کر جو نام سامنے آجائے نام رکھ دیتے ہیں، جب کہ قرآن میں حمار، کلب، ذنب، حزن وغیرہ کے اسماء بھی موجود ہے اور بعضوں کی جہالت ایسی کہ محض نام ہی سے عشق رسول کا دعوی کرنا جانتے ہیں اور سببِ مغفرت گردانتے ہیں، زندگی کے کسی عمل سے سنت سے محبت دور دور تک نظر نہیں آتی اگر واقعةً ایسے ہی ہوتا تو کوئی شخص جہنمی نہ ہوتا، کوئی یہ نہیں سوچتا کہ شریعت کی تعلیمات اس سلسلہ میں کیا ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسے نام رکھو جس میں اللہ کی نسبت کے ساتھ ساتھ عبدیت کا اظہار ہو عبدالرحمن عبداللہ جیسے ناموں کو مثال دے کر اس کی تحسین فرمائی ہے، نیز ان ناموں کو عبد کے بغیر پکارنے کو منع فرمایا ہے۔

جس طرح اللہ تبارک وتعالی ذات کے اعتبار سے واحد اور یکتا ہے، اسی طرح اسماء کے اعتبار سے بھی واحد اور یکتا ہے، علماء کرام نے فرمایا کہ اللہ تعالی کے صفاتی نام کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ وہ صفات جو خالق اور مخلوق دونوں کے درمیان مشترک (Common) ہیں

(۱) مشکوۃ المصابیح، حدیث نمبر: ۳۱۳۸

مگر اللہ تعالی کے لیے کسی اور معنی میں ہوتی ہے اور مخلوق کے لیے ان کے حسب حال یہ صفات محدود متناہی اور عطائی ہے، جیسے شاہد، غنی ،رؤوف، حمید، سمیع، طاہر، بصیر، جلیل ،رحیم، علیم ،رشید، علی، کریم ،عزیز وغیرہ کا استعمال اور حدیث میں اللہ تعالی کے علاوہ کے لیے بھی ہوا ہے اس لیے یہ صفاتی نام عبد کے اضافت کے ساتھ بھی اور اضافت کے بغیر بھی بندوں کے لیے رکھے جا سکتے ہیں یہ اسماء خالق ومخلوق دونوں کے لیے الگ الگ حیثیت سے معنی مراد لیے جاتے ہیں۔

۲۔ وہ صفات جو اللہ رب العزت کے لیے خاص ہے اور ان کا اعتبار فقط اللہ کے لیے ہی کیا جا سکتا ہے، ان سے مشتق صفاتی اسماء غیر اللہ کے لیے نہ رکھے جا سکتے ہیں اور نہ پکارے جا سکتے ہیں، جیسے اللہ تعالی کے ساتھ الہ (معبود) ہونے میں کوئی شریک نہیں ہے، وہ بدیع السموات والارض ،اور فاطر السموات والارض پوری دنیا کا خالق اور اسے عدم سے وجود میں لانے والا ہے، اس میں کسی کا کوئی اشتراک نہیں ہے، وہ سبحان ہے کائنات کی ہر چیز اس کے پاکیزگی بیان کرتی ہے وہی رازقِ حقیقی اور مالک نفع وضرر ہے، وہی دعاؤں کو سننے والا ہے، اس کی صفت رحمان ہے، یہ صفت کسی اور کے لیے جائز نہیں ہے جبکہ رحیم مخلوق کے لیے جائز ہے گویا معبود، خالق سبحان، رزاق، غفار، خالص اللہ تعالی کی صفات ہیں، اور یہ اسماء بھی اس کے ساتھ خاص ہے اس لیے ان میں سے کوئی نام بندوں کے لیے رکھا جائے گا تو اس کے ساتھ عبد کی اضافت کی جائے گی جیسے عبداللہ، عبدالمعبو، دعبدالخالق ،عبدالغفار، عبدالسبحان، عبدالستار، عبدالرزاق، عبدالرحمن وغیرہ ان ناموں میں عبد کے بغیر صرف معبود، خالق، غفار پکارنا جائز نہیں ہے جان بوجھ کر ایسا کرنا گناہِ کبیرہ ہے۔

مزاروں پر کفر وشرک

موت وآخرت کی یاد کے لیے عامۃ المومنین کی قبروں کی زیارت کی اجازت احادیث میں ملتی ہے، ان قبرستانوں کی خاموشی تنہائی وحشت سے عبرت لی جاتی ہے، محاسبہ مراقبہ، اور اپنے مرنے کے بعد خبر میں دفن کیے جانے کا تصور پیدا ہوتا ہے اولیاء و

بزرگان کے مزارات بھی زیارتِ قبور میں داخل ہے لیکن جو مقصد حدیث میں بیان کیا گیا ہے وہ موجودنہ زمانے اور ہمارے معاشرے میں ہرگز وہ مقصد حاصل نہیں ہوتا۔

موجودہ زمانے میں بیشتر مزارات پر بدعات اور خلاف شرع امور کا ارتکاب ہوتا ہے، عورتوں کا اجتماع، مردوزن کا اختلاط ہوتا ہے، اور یادرکھیں مردوزن کے اختلاط کے ساتھ نہ دینی علم حاصل کرنے کی اجازت ہے نہ دنیاوی نہ ملازمت نہ عبادت تو پھر زیارتِ مزارات کے لیے کیوں کر اجازت ہوسکتی ہے۔

میلے کی شکل اختیار کی جاچکی ہے مزارات کا طواف بعض مقامات پر سجدہ بہت سے ناواقف لوگ براہ راست صاحبِ مزار سے دعا کرتے ہیں نمازیں ہرگز نہیں ہوتی، ٹخنوں سے نیچے پائجامہ رکھنے والے بے ریش مجاوروں کی حکومت چلتی ہے، عورتیں رات بھر محرم وغیر محرم کے ساتھ مقیم رہتی ہیں، تفریح گاہ کا تصور اور منتیں ومرادیں مانگنے کے لیے لوگ آتے ہیں، ان مقامات ومزارات پر جانا نہ صحابہ سے نہ مستحدین وتابعین سے ثابت ہے، بلکہ نیکی برباد اور گناہ لازم کا مصداق ہوتا ہے قران کہتا ہے:

وَأَنَّ ٱلْمَسَٰجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا۟ مَعَ ٱللَّهِ أَحَدًا. (۱)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

لَعَنَ اللّٰہُ الْیَھُودَ وَالنَّصَارٰی اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِیَائِھِمْ مَسَاجِدَ. (۲)

لہٰذا اگر جانا ہی ہو تو عورتوں کے بغیر ایصال ثواب وتبرک کے لیے جائیں ان کی زندگی کو اپنی زندگی بنانے کے ارادے سے جائیں ورنہ ان مزارات پر ہرگز نہ جائیں۔

درگاہ پر پیسے، بکرا وغیرہ چڑھانا

درگاہ یا ولیوں کے مزار پر جو پیسے یا پھول وغیرہ ڈالے جاتے ہیں، وہ عامۃً

---

(۱) الجن:۱۸

(۲) صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۵۶۳۷

حقیقت میں ڈالے نہیں جاتے بلکہ چڑھائے جاتے ہیں اور ان دونوں میں فرق ہے، چڑھانے کی صورت میں نیت یہ ہوتی ہے کہ اس سے بزرگ خوش ہوں گے، ہماری مراد پوری ہوگی، اور ہمیں بزرگ کے پاس خاص مرتبہ حاصل ہوگا، اس کا ثبوت اس طرح دیا جاسکتا ہے، کہ اس طرح پیسے ڈالنے والے سے کہو کہ یہ پیسے کسی غریب ومحتاج کو دے دیں اور اس کا ثواب بزرگوں کی روح کو بخش دو، تو وہ شخص اس کے لیے راضی نہیں ہوگا، اس سے معلوم ہوا کہ حصولِ قربت کے لیے یہ پیسے صدقہ نہیں کیے گیے بلکہ چڑھاوا چڑھایا گیا ہے، جو کہ باطل وحرام ہے (اگر یہ نیت ومقصد نہیں ہے تو پھر جائز ہوگا)(۱)

اسی طرح چڑھاوے کے بکرے کو خریدنا اور اس کا گوشت کھانا بھی حرام ہوگا؛ کیوں کہ منت تو صرف اللہ کے لیے ہوتی ہے، اور درگاہ پر بزرگ کے لیے چڑھاوا دیا گیا ہے۔(۲)

اسی طرح قبر پر پھول، ناریل وغیرہ چڑھانا بھی ناجائز ہے۔(۳)

جشن میلاد منانا

پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف واخلاق ومحاسن وکمالات، عبادت ومعاملات، ولادت، وفات کا ذکر باعثِ برکت اور اجر وثواب ہے، مستحسن اور افضل الاذکار ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد دنیا کے لیے ایک نعمت ہے، اندھیروں میں ایک روشنی ہے مسلمانوں کا خوش ہونا ایک فطری امر ہے؛ لیکن اس پر خوش ہونے کا وہی طریقہ اختیار

---

(۱) فتاویٰ دینیہ: ۱/ ۲۳۲

(۲) فتاویٰ دینیہ: ۱/ ۲۳۲

(۳) فتاویٰ دینیہ: ۱/ ۲۳۲

کرنا چاہیے جو محسنِ کائنات سے ثابت ہو، یا صحابہ وتابعین نے اس پر عمل کیا ہو۔

اس سلسلہ میں نکتہ وار چند باتیں قابل ذکر ہیں!

۞ میلاد کا مطلب پیدائش کا تذکرہ کرنا، جشن کا مطلب خوشی منانا جس کے کئی طریقے ہو سکتے ہیں

۞ صحابۂ کرام جو ہم سے بہت زیادہ نیکیوں کے حریص، عبادات کا شوق رکھنے والے اور نبی کے سچے عاشق ہونے کے باوجود کبھی اپنی زندگی میں، خلافت کے ادوار میں، نہ انفراداً نہ اجتماعاً، ولادت کے موقع پر نہ خوشی منائی نہ جشن کیا، نہ محفلیں قائم کیں، اور نہ یہ شریعت کا مزاج ہے۔

۞ جو عرب وعجم کے علماء اس کے جواز کے قائل ہیں، یا بدعتِ حسنہ قرار دیتے ہیں، ان کے یہاں بھی مخصوص شرائط کے ساتھ جائز ہے، کسی کو تکلیف دیے بغیر جلسہ منعقد کیا جائے، محاسن وکمالات، ولادت ووفات کا تذکرہ، اتباعِ سنت کا شوق، محبت میں ڈوب کر درود وسلام کی کثرت کے ساتھ حلال روزی اصلاح معاشرہ نماز، روزہ، لباس کو سنت کے لحاظ سے اپنانے کے جذبے کے ساتھ کیا جائے، مروجہ میلاد کی کوئی اجازت نہیں دیتا۔

مروجہ میلاد میں:

۱۔ عید کا تصور کیا جاتا ہے جو کہ ناجائز ہے۔

۲۔ راستوں کو جام کیا جاتا ہے جو کہ ایذاءِ مسلم اور حرام ہے۔

۳۔ شرکیہ اشعار وقوالی لگائی جاتی ہے۔

۴۔ موسیقی کو دف سمجھ کر نعتوں اور قوالیوں میں نیکی سمجھ کر سنایا جاتا ہے، جو کہ کفر کے قریب ہے۔

۵۔ نعرے بازی سے دیگر مذاہب واقوام میں تشدد وتعصب ونفرت کا اظہار ہوتا ہے اور ان کو موقع ملتا ہے۔

۶۔گاڑیوں اور سائیکل میں ایک ساتھ نکل کر نبی کے نام پر اپنی خواہش کی تکمیل اور دل کی تسکین کرتے ہیں، ان میں اکثر نہ نماز پڑھتے ہیں نہ چہرے پر ڈاڑھی رکھتے ہیں۔

۷۔ان میں سنجیدہ علماء کی رہبری وقیادت نہیں ہوتی۔

۸۔نہ سنتوں کا احیا ہوتا ہے، نہ معاشرے کی اصلاح ہوتی ہے

۹۔نہ کرنے والوں کو طعنہ دیا جاتا ہے اور خود اس عمل سے عاشقِ رسول کا لقب طے کیا جاتا ہے جو کہ الزام وخود فریبی ہے۔

۱۰۔اس مختلف فیہ بدعتِ حسنہ قرار دیے جانے والے جائز عمل کو لازم سمجھا جائے گا۔

۱۱۔اس دن کیے جانے والی تقریروں اور جلسوں میں بجائے سیرت نبوی وتعلیمات کے مانعین کو طعنہ دیا جاتا ہے۔

۱۲۔ٹھٹھا کیا جاتا ہے، مزاحیہ گفتگو اور موضوع غیر صحیح روایات کو پیش کیا جاتا ہے۔

۱۳۔ چراغاں کیا جاتا ہے جو کہ ہنود کی مشابہت ہے۔

۱۴۔کرسمس کی طرح میلاد النبی کو منایا جارہا ہے، جو کہ عیسائیوں کی مشابہت ہے۔

تمرینی سوالات

۱۔معاشرہ، میں رائج کلمات وافعال سے متعلق ۸ سطر لکھیں۔

۲۔ ایمان ،عبادات ،علماء ،اللہ اور انبیاء سے متعلق ۱۰ وہ باتیں لکھیں جن سے انسان کافر ہوجاتا ہے۔

۳۔کیا شریعت کا مذاق اڑانے سے انسان کافر ہوجاتا ہے؟ ۳رمثالیں دیں۔

۴۔۱۰وہ باتیں لکھیں جن سے انسان کافر نہیں ہوتا۔

۵۔کیا آپ کے معاشرہ میں اس جیسی شرکیہ باتیں رائج ہیں؟ ۳رمثالیں دیں۔

۶۔یارسول اللہ کہنا کیسا ہے؟

۷۔یاعلی المدد مشکل کشا کہنا کیسا ہے؟

۸۔ یاغوث اعظم کہنا کیسا ہے؟
۹۔لبیک یارسول اللہ کہنے کا حکم بتائیں۔
۱۰۔اذان کے وقت کانوں میں انگلی ڈالنا کیسا ہے؟
۱۱۔اولیاء سے مدد مانگنے کا حکم بتلائیں۔
۱۲۔ سجدۂ تعظیمی اور قدم بوسی کا حکم بتلائیں۔
۱۳۔خدا سے زیادہ بیوی سے محبت کا دعوی کرنا کیسا ہے؟
۱۴۔ناجائز کاموں کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا کیسا ہے؟
۱۵۔عامل سے چور پہچاننے کا حکم بتائیں۔
۱۶۔ناموں میں شرک سے متعلق ۸ رسطریں لکھیں۔
۱۷۔مزاروں پر کفروشرک پر ۸ رسطریں لکھیں۔
۱۸۔درگاہ پر پیسے، بکرا وغیرہ چڑھانے کا حکم بتائیں۔
۱۹۔جشن میلاد منانے کا حکم بتائیں۔

تشبہ اقسام واحکام

دینِ اسلام ایک کامل ومکمل مذہب ہے، تمام ملتوں اور شریعتوں کا ناسخ بن کر آیا ہے وہ اپنے پیروکاروں کو اس کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ ناقص ومنسوخ ملتوں کے پیروکاروں کی مشابہت اختیار کرے یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے، کہ آسمانی خدائی ناسخ کامل تاقیامت باقی رہنے والا مذہب زمینی انسانوں کے خودساختہ فانی مذہب کی اتباع کو روا رکھے، جس طرح اسلام معتقدات اور عبادات میں مستقل ہے کسی کا تابع نہیں ہے، اسی طرح اسلام اپنے معاشرتی آداب وعادات تہذیب وثقافت روزمرہ کی زندگی میں بھی تابع ومقلد نہیں ہے حضور پرنور محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس بات کو سخت ناپسند کرتے تھے کہ کوئی مسلمان اسلامی تہذیب وثقافت کو چھوڑ کر غیروں کی نقل اوران کی مشابہت اختیار کرے۔

قبلے کے ایک ہونے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تردد تھا، ڈاڑھی رکھنے اور مونچھ کاٹنے کا حکم دیا گیا، محرم میں صرف دس محرم کے بجائے ۹ر یا ۱۱ر کا روزہ رکھنے کا فرمان ہے، صحن صاف رکھنے کا حکم ہے یہودیوں سے فرق رکھنے کے لیے، غیروں کی مشابہت اختیار کرنا غیرت کے خلاف ہے، اپنی کمتری اور غلامی کا اقرار ہے، اسلام کی تابعیت اور مغلوبیت کا اعلان ہے، غیروں کی سیادت وبرتری کا اعتراف ہے، اسلام سے بے وفائی وعدم اطمینان کا نام ہے۔

لغت میں تشبہ کسی جیسا بننے اوراس کی مماثلت اختیار کرنے کو کہتے ہیں۔ (۱)

سچی بات یہ ہے کہ تہذیب ختم ہوتی ہے، تو مذہب ختم ہوجاتا ہے، آج دنیا میں

(۱) تشبہ عربی زبان کا لفظ ہے، بابِ تفعل کا مصدر ہے، جس کا مفہوم یہ ہے کہ قصد اور ارادہ کے ساتھ کسی کے جیسی ہیئت اور شکل وصورت یا وضع قطع یا طور وطریق اختیار کرنا، اگر قصد وارادہ نہیں ہے تو اس کو تشبہ نہیں کہتے، بلکہ وہ مشابہت کہلاتی ہے اوراس صورت میں اس کے لیے حدیث میں مذکور وعید نہیں ہے۔ (محمود الفتاویٰ: ۱ر۴۲۵)

تہذیبوں کی جنگ چل رہی ہے، خدا سے بیزار خود ساختہ تہذیبوں کو بچانے کی فکر سوار ہے، تہذیبی شناخت میں بعض چیزیں جیسے اذان، ڈاڑھی، شعار ہے، بعض واجبات ہیں، بعض مستحبات، معلوم ہونا چاہیے کہ سنتِ عادت، نفل حج سے بھی افضل ہے، آج کل سمجھ سکتے ہیں کہ باورچی، ویٹر کا ڈریس الگ ہوتا ہے، مالک منیجر کا الگ ہوتا ہے، دشمن ملک کا یونیفارم پولیس نہیں پہن سکتی، دشمن خدا کا لباس مسلمان پہن لیتا ہے تو باطن پر اثر ہوتا ہے، لباس کا اثر ہوتا ہے، جس کرسی پر آدمی بیٹھتا ہے اس کا اثر ہونے لگتا ہے، کلکٹر کی کرسی پر بچہ بیٹھتا ہے تو اس کی نقالی کرنے لگتا ہے، ظاہر صلحاء اور اولیاء کا ہوگا تو باطن بھی نیک ہوتا چلا جائے گا۔

اور اصطلاحی مختلف تعریفیں کی گئی ہیں:

حضرت مولانا ادریس صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ تشبہ کی حقیقت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں تشبہ کی تعریف سنیے تاکہ آپ تشبہ کی قباحتوں اور مضرتوں کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

۱۔ اپنی حقیقت، اپنی صورت اور وجود کو چھوڑ کر دوسری قوم کی حقیقت، اس کی صورت اور اس کے وجود میں مدغم ہونے کا نام تشبہ ہے۔

۲۔ یا اپنی ہستی کو دوسری کی ہستی میں فنا کردینے کا نام تشبہ ہے۔

۳۔ اپنی ہیئت اور وضع کو تبدیل کر کے دوسری قوم کی وضع اور ہیئت اختیار کر لینے کا نام تشبہ ہے۔

۴۔ اپنی شانِ امتیازی کو چھوڑ کر دوسری قوم کی شانِ امتیازی کو اختیار کر لینے کا نام تشبہ ہے۔

۵۔ اپنی اور اپنوں کی صورت وسیرت کو چھوڑ کر غیروں اور پرائیوں کی صورت و سیرت کو اپنا لینے کا نام تشبہ ہے۔

اس لیے شریعت حکم دیتی ہے کہ مسلمان قوم دوسری اقوام سے ظاہری طور پر ممتاز

اور جدا ہونی چاہیے، دوسروں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے کی ممانعت کسی تعصب پر مبنی نہیں ہے، بلکہ غیرتِ حمیت اور اسلامی خصوصیات و امتیازات کے تحفظ کے لیے ہے، اس لیے کہ کوئی قوم اس وقت تک قوم نہیں کہلاتی، جب تک اس کی خصوصیات اور امتیازات پائیدار اور مستقل نہ ہو۔

دارالعلوم دیوبند کے ایک فتوے میں لکھا ہوا ہے کہ:

تشبہ بالکفار کی کئی صورتیں ہیں، اور صورتوں کے مختلف ہونے سے احکام بھی مختلف ہوتے ہیں۔

(۱) کفر: عقائد و عبادات میں تشبہ اختیار کرنا کفر ہے، جیسے کافرانہ عقائد ونظریات اختیار کر لیے جائے یا ان جیسی عبادات مثلاً بتوں کو سجدہ وغیرہ کیا جائے اس سے انسان بلا شبہ کافر ہوجاتا ہے۔

اسی طرح ہندوؤں کے عقیدۂ حلول وتناسخ، عیسائیوں کے عقیدۂ تثلیث، روافض کے عقیدۂ تحریفِ قرآن وغیرہ اختیار کرنا یا کسی قوم اور فرقے کے کفریہ وشرکیہ شعائر وعلامات کو صحیح سمجھنا، اس کی تعریف یا تعظیم کرنا بھی کفر میں شامل ہے۔

(۲) حرام: مذہبی رسومات میں تشبہ اختیار کرنا حرام ہے، جیسے نصاریٰ کی طرح صلیب لٹکانا، ہندوؤں کی طرح زنار ڈالنا (باندھنا) وغیرہ یہ سب حرام ہے اور ان کے مرتکب پر کفر کا قوی اندیشہ ہے، کیونکہ علی الاعلان شعائر کا اختیار کرنا کفر پر راضی ہونے کی دلیل ہے۔ (اسی لیے بعض علماء کے نزدیک یہ چیزیں بھی کفر ہیں)

(۳) مکروہ: عادت ومعاشرت اور قومی شعائر میں تشبہ اختیار کرنا مکروہ تحریمی ہے البتہ اگر یہ شعار اس قدر عام ہوجائے کہ اس کا استعمال دوسری اقوام میں بھی عام ہوجائے اور ہر طرح کے لوگ اس کو استعمال کرنے لگیں اور تشبہ باقی نہ رہے تو محض تشبہ کی وجہ سے

کراہیت کا حکم نہ ہوگا۔

(۴) مباح: ایجادات وانتظامات وغیرہ میں تشبہ اختیار کرنا مباح ہے۔[۱]

اسلامک فقہ اکیڈمی کے تجاویز

تشبہ سے متعلق اصولی بحث مکمل ہونے کے بعد اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے 32ویں فقہی سمینار ''تشبہ سے متعلق مسائل'' کے تجاویز پیش کیے جارہے ہیں۔

سوال نامہ:

اسلام چاہتا ہے کہ مسلمان جہاں بھی رہیں، اپنی پہچان کے ساتھ رہیں، وہ ہمسایہ قوموں کے ساتھ اتحاد اور رواداری کا برتاؤ کریں؛ لیکن ایسا بھی نہ ہو کہ وہ اپنے وجود کو کھودیں اور دوسری قوموں میں ضم ہو کر رہ جائیں، اسی پسِ منظر میں تشبہ یعنی دوسری قوموں کی مشابہت اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے، اس سلسلے میں آپ ﷺ نے من حیث القوم فرمایا: **من تشبه بقوم فهو منهم.**[۲]

تشبہ کو منع فرمایا اور یہ بھی پسند نہیں فرمایا کہ ایک جنس دوسری جنس کے ساتھ مشابہت اختیار کرے جیسا کہ ارشاد ہے:

لعن الله المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات.[۳]

موجودہ دور میں ہندوستان کے مسلمانوں کو دوطرفہ مذہبی وتہذیبی یلغار کا سامنا ہے، ایک طرف ہمارے ملک میں عقیدہ سے لے کر لباس و پوشاک، یہاں تک کہ طریقہ تعمیر سب کو مشرکانہ رنگ میں رنگنے کی کوشش کی جارہی ہے، اور آئے دن اس کی نئی نئی مثالیں سامنے آرہی ہیں، میڈیا اور سرکاری تعلیمی پالیسی بھی اس میں اہم کردار ادا کررہی ہے،

---

(۱) سیرت مصطفی۔لباس کے آداب/دارالعلوم دیوبند، سوال نمبر 601444، معاشرت، لباس، وضع قطع

(۲) سنن ابوداؤد، حدیث نمبر: ۴۰۳۱

(۳) صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۵۸۸۵

دوسری طرف ہندوستان کے بشمول پوری دنیا پر مغربی تہذیب اپنا تسلط قائم کرنا چاہتی ہے اور قوموں کے اختلاف کو تہذیب میں تصادم کا نام دے رہی ہے، ان حالات میں تشبہ کا موضوع بہت اہم ہے، اور وسیع تر تناظر میں اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے اس پس منظر میں چند سوالات پیش خدمت ہیں:

الف: اصولی طور پر تشبہ

1: تشبہ کی حقیقت کیا ہے؟

2: بہت سی چیزوں میں فطری طور پر مماثلت پائی جاتی ہے اور ایک ہی معاشرہ میں رہنے والے لوگ اس کو اختیار کرتے ہیں، تو کیا ہر تشبہ کی ممانعت ہے یا خاص نوعیت کا تشبہ مراد ہے؟

3: کن امور میں تشبہ مباح ہے، کن امور میں تشبہ کفر ہے، کن امور میں تشبہ مکروہ ہے؟ اس سلسلے میں اصول پر روشنی ڈالئے۔

4: **من تشبہ بقوم فھو منھم** کس درجہ کی روایت ہے؟

5: کوئی بھی فعل یا وضع جو ایک زمانہ میں کسی خاص قوم کی پہچان رہی ہو، اگر وہ عام ہو جائے اور مختلف قوم کے لوگ اس کو استعمال کرنے لگیں تو کیا اب بھی اس میں تشبہ باقی رہے گا یا تشبہ کی جہت ختم ہو جائے گی؟

ب: مذہبی امور میں تشبہ

ا۔ رسول اللہ ﷺ نے تشبہ کی بعض ایسی قسموں سے منع فرمایا، جن میں مذہبی امور میں تشبہ پایا جاتا ہے، جیسے آپ نے یہودیوں کے تشبہ سے بچنے کے لئے افطار میں عجلت کا حکم دیا، تو اب سوال یہ ہے کہ مذہبی امور میں تشبہ سے کیا مراد ہے؟ ہمارے ملک میں بہت سے دین سے ناواقف نوجوان برادرانِ وطن کے ساتھ ہولی کھیلتے ہیں، دیوالی میں پٹاخے پھوڑتے ہیں، کرسمس میں شریک ہو جاتے ہیں، ہندو بھائیوں کے تہواروں

میں بھی شریک ہوتے ہیں، جیسے وہ اپنے گھروں پر زعفرانی جھنڈے لگاتے ہیں، مسلمان بھی رنگ کی تبدیلی کے ساتھ جھنڈے لگاتے ہیں، یوگا کرتے ہیں، ملاقات کے لئے نمستے کہا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ، کیا ان افعال کا شمار مذہب کے اعتبار سے تشبہ میں ہوگا؟

۲۔ اسی سے متعلق ایک اہم سوال یہ ہے کہ شعائر دین سے کیا مراد ہے؟ کیوں کہ شعار کی خصوصی اہمیت ہے، اور جو باتیں دوسری قوموں کے مذہبی شعار میں شامل ہوں، ان کو اختیار کرنا تشبہ کی سنگین ترین صورت ہے، جیسے آج کل بہت سے تعلیمی اداروں میں وندے ماترم پڑھوایا جاتا ہے، بائبل یا گیتا سے دعائیہ کلمات پڑھوائے جاتے ہیں، سرسوتی نامی دیوی کے سامنے ہاتھ جوڑ کر سلام کیا جاتا ہے، پیشانی پر مسلمان لیڈری بھی قشقہ لگواتے ہیں، ہندو دیویوں اور دیوتاؤں کے نام کے نعرے لگوائے جاتے ہیں، مشنری اسکولوں میں ان کے عقائد کے مطابق حضرت مسیح کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑا کیا جاتا ہے، یا کسی قدر سر جھکایا جاتا ہے، کیا یہ سب شعائر کفر میں داخل ہیں؟

ج: تہذیبی وقومی امور میں تشبہ

آپ علیہ السلام نے بعض ایسی باتوں سے بھی منع فرمایا ہے، جو چاہے غیر مسلم برادران وطن کے مذہب کا حصہ نہ ہوں لیکن ان کے تہذیب کا حصہ ہوں جیسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ سر کے کچھ بال مونڈے جائیں اور کچھ کو باقی رکھا جائے، یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ٹخنوں سے نیچے تک لٹکی ہوئی ازار کو منع فرمایا، یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھانے میں کانٹوں کے چمچوں کے استعمال کو پسند نہیں فرمایا کہ یہ اہل ایران کا طریقہ ہے، یا جیسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مخالفت مجوس کے پس منظر میں داڑھی مونڈنے کی مخالفت فرمائی، موجودہ دور میں چوں کہ ملا جلا معاشرہ ہے، مختلف مذہب اور مختلف علاقوں کے لوگ ایک جگہ رہتے ہیں، اس میں تہذیبی دین کا عمل بھی جاری رہتا ہے۔

اس پس منظر میں درج ذیل سوالات کے جواب مطلوب ہیں:

۱۔ تہذیب کا اطلاق کن چیزوں پر ہوگا جو مذہب کا حصہ نہیں سمجھی جائیں گی؟

۲۔ ساڑی، دھوتی، ٹائی، ہاتھ میں ڈوری، خواتین کے لئے سیندور ٹکلی (بندی)، آنکھوں میں مختلف کلر کے لینس لگانے کا کیا حکم ہوگا؟

۳۔ جو لباس غیر مسلم حضرات کے یہاں کثرت سے پہنا جاتا ہے، جیسے دھوتی، شرٹ، پینٹ، کورٹ، ٹائی، اگر مسلمانوں میں بھی اس کا رواج ہو جائے تو کیا اس میں تشبہ باقی رہے گا یا ختم ہو جائے گا؟

۴۔ مکانات کی تعمیر میں ہندوؤں کے تصور کے مطابق واستو کی رعایت، مکان کے دروازوں اور نئی خریدی گئی گاڑیوں پر لیموں اور مرچ کا ہار بنا کر لگانا، کیا یہ سب تشبہ میں شامل ہوگا؟

۵۔ نیا سال منانے کا رواج روز بروز بڑھ رہا ہے، اور مسلمان بھی اس کا شکار ہور ہے ہیں تو کیا یہ عمل تشبہ کے دائرہ میں آئے گا؟

۶۔ اسی طرح اپنے بچوں کی اور شادی کی سالگرہ منانے کا کیا حکم ہے؟

۷۔ اپریل فول کا کیا حکم ہوگا، جس کا رواج مسلمان نو جوانوں میں بھی پڑھتا جا رہا ہے؟

تجاویز

اللہ تعالی نے ہر انسان کے اندر اپنا تشخص قائم کرنے اور اس کی حفاظت کرنے کا جذبہ رکھا ہے، اسلام اس جذبہ کو اہمیت دیتا ہے، اس لیے اگر غیر مسلم بھائیوں کا کوئی گروہ اپنے لیے اپنی مذہبی یا تہذیبی شناخت کو قائم رکھنا چاہتا ہو اور اس سے دوسروں کو کوئی ضرر نہ ہو تو مسلمانوں کو اجازت نہیں دیتا ہے کہ وہ اس میں رکاوٹ بنیں، یا خلل پیدا کریں۔

اسی طرح اسلام مسلمانوں سے بھی مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اپنی مذہبی وتہذیبی شناخت کو قائم رکھیں اور دوسری قوموں کا ایسا اثر قبول نہ کریں کہ اس سے ان کی اپنی دینی وقومی شناخت متاثر ہو جائے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو کسی اور قوم کی مشابہت اختیار کرے وہ انہی میں سے ہے: مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد معتبر طریقہ سے ثابت ہے اور اسی لیے فی الجملہ اس کے ضروری ہونے پر پوری امت کا اتفاق ہے۔

لہٰذا اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے ۳۲ ویں فقہی سمینار منعقدہ ۱۸-۲۰ نومبر ۲۰۲۳، بمقام جامعۃ الاسوۃ الحسنہ پلاپٹی تمل ناڈو میں تشبہ سے متعلق مسائل، پر غور وخوض اور بحث ومناقشہ کے بعد درج ذیل تجاویز منظور کی گئیں:

(1) کسی فرد یا جماعت کا کسی ایسی چیز جو کسی خاص قوم کی پہنچان وامتیاز ہو، اختیار کرنا تشبہ ہے۔

(2) جن امور کو عادتاً ایک طرح پر کیا جاتا ہے اور ان سے اسلام میں منع نہیں کیا گیا ہے تو ان کو اسی طریقہ پر کرنے میں تشبہ نہیں ہے

(3) نئی ایجادات اور عام ضروریات زندگی سے متعلق امور میں تشبہ مباح ہے۔

(4) کسی بھی قوم یا مذہب کی وہ خاص علامت جس سے ان کی شناخت ہوتی ہو۔ اسکو شعار کہتے ہیں اور کسی دوسری قوم کا شعار اختیار کرنا جائز نہیں۔

(5) اگر کسی قوم کا کوئی مروج عمل اتنا عام ہوجائے کہ اب اس کو اس قوم کی پہچان نہ قرار دیا جائے اس میں تشبہ کی جہت ختم ہوجائے گی۔

(6) وہ امور جن کا تعلق عقیدہ وعبادات سے یا مذہبی عرف وعادت سے ہے، ان میں تشبہ حرام ہے اور ان کی بعض صورتوں میں کفر کا اندیشہ ہے۔

(7) صلیب لٹکانا زنار پہنا، قشقہ لگانا، ہولی کھیلنا، دیوالی میں دیا جلانا، کرسمس میں شریک ہونا، یوگا کرنا، یا اس طرح کے دوسرے مذہبی اعمال، یہ سب مذہبی تشبیہ کے دائرہ میں آتے ہیں اور یہ سب ناجائز ہیں۔

(8) سرسوتی وندنا، سوریہ نمسکار، وندے ماترم، بائبل یا گیتا سے مشرکانہ دعائیہ کلمات پڑھنا، دیوی دیوتاؤں کے سامنے ہاتھ جوڑنا یا ان کے نام کے نعرے لگانا، حضرت مسیح کے مجسمہ وفوٹو کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہونا، یہ سب دیگر مذاہب کے مذہبی

شعار ہیں، ان سے بچنا لازمی ہے اور ان کے ارتکاب کی وجہ سے دائرۂ ایمان سے نکل جانے کا اندیشہ ہے۔

(9) لباس میں اس بات کا لحاظ رکھنا چاہیے کہ اس سے ستر پوشی کے تقاضے پورے ہو رہے ہوں، نیز دوسری قوموں کے مروّج لباس کی نقّالی بھی نہ ہو، لہذا ساڑی، دھوتی جن علاقوں میں غیر مسلموں کا لباس نہیں ہے اور وہ ساتر بھی ہوں اور ان کے پہننے سے شناخت مشتبہ نہ ہو تو ان کے استعمال کی گنجائش ہے، اسی طرح کوٹ پینٹ اور ٹائی، جواب کسی قوم کے ساتھ خاص نہیں، ان کے استعمال کی بھی اجازت ہے۔ (ڈھیلے ڈھالے ہوں اور ٹخنوں کے اوپر)

(10) ٹکلی اور سندور کا استعمال جن علاقوں میں غیر مسلموں کے ساتھ خاص ہے وہاں اس کا استعمال مسلم خواتین کے لیے جائز نہیں۔

(11) دوسری اقوام کی نقل میں یا نفع ونقصان کے عقیدہ سے ہاتھوں وغیرہ میں دھاگہ باندھنا ناجائز ہے اور مشرکانہ عمل ہے۔

(12) مکانات کی تعمیر یا اس کی خریداری میں واستو کی رعایت کو ضروری تصور کرنا، نیز مکان کے دروازوں اور نئی خریدی گئی گاڑیوں پر لیموں مرچ کا لٹکانا مشرکانہ عمل ہے۔

(13) نیا سال منانا ایک غیر اسلامی عمل ہے۔ اسی طرح بچوں کے یوم پیدائش اور شادی کی سال گرہ منانا وغیرہ بھی غیر اسلامی طریقہ ہے، اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

(14) اپریل فول منانا دھوکہ اور جھوٹ پر مبنی ہونے کی وجہ سے قطعاً ناجائز ہے۔

(15) مردوں کی مشابہت اختیار کرتے ہوئے ان کے طریقہ پر چھوٹے بال رکھنا خواتین کے لیے درست نہیں ہے۔

(16) مردوں کے لیے کان اور گلے میں زیور پہننا، ہاتھ میں سونا، چاندی یا لوہے کا کڑا پہننا ناجائز ہے۔

(17) عورتیں جس طرح کے شوخ رنگ اور چھینٹ کے رنگ کے کپڑے پہنتی ہیں

مشابہت کی وجہ سے مردوں کواس طرح کے کپڑے پہننا مناسب نہیں ہے۔

(18) زیب وزینت میں مبالغہ مردوں کے لیے زیب نہیں ہے، اس لیے مروجہ راجستھانی شیروانی اور ایسے کپڑے جن میں تزئین کاری میں مبالغہ اختیار کیا جائے ، نامناسب ہے۔

(19) زیب وزینت کے لیے مردوں کو ہاتھ پاؤں میں مہندی وغیرہ لگانا جائز نہیں۔

تمرینی سوالات

(۱) تشبہ کسے کہتے ہیں؟ ۱۰ ر سطروں میں بتائیں۔
(۲) تشبہ سے متعلق لکھے گئے اصول بتائیں۔
(۳) علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی اصولی بات بتائیں۔
(۴) تشبہ کے مراتب نقل کریں۔
(۵) فقہ اکیڈمی کے ۱۰ ر تجاویز نقل کریں۔

مشرکانہ تہواروں کے مسائل

جے شری رام کہنے لکھنے کا حکم

''رام'' ہندو مذہب میں ایک دیوتا کا نام ہے، شری کا لفظ ادب کے لیے استعمال ہوتا ہے جس کے معنی ہیں صاحب، جناب، اور جے کا معنی ہے زندہ باد یعنی جیتے رہو، اس کے مطابق جے شری رام کا مطلب نعوذ باللہ یہ ہوا کہ خدا شری رام کی جیت ہو، جیتے رہو جو کہ سراسر ایک شرکیہ جملہ ہے یہ نعرہ ہندوؤں کا ایک مذہبی نعرہ اور شعار ہے جو کوئی اختیار سے یہ جملہ کہتا ہے نعرہ لگاتا ہے یا لکھتا ہے تو وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے، تجدید ایمان اور تجدید نکاح لازم ہو جاتا ہے البتہ اگر غلطی سے نکل جائیں یا جبراً زبان سے نکالا گیا ہو، مجبور کیا گیا ہو دھمکی دی گئی ہو، قتل یا کسی عضو کے تلف کرنے کی، اور دل کہتے وقت ایمان سے مطمئن ہو تو اسلام سے خارج نہیں ہوتا احتیاطاً استغفار و توبہ کر لینا چاہیے۔ (۱)

اسلام جبراً کسی کو قبول نہیں کروایا گیا، وہ تو دل کے اعتقاد کو چاہتا ہے، کفر پر ہمیشہ جبر کیا گیا، اسلام چھوڑنے پر جبر کیا گیا، مشرکانہ یا ملحدانہ اعمال کھیل کود یا سیاسی مجالس کی افتتاح میں بھی کیے جاتے ہیں، شمع روشن کرنا، ناریل پھوڑنا، مالا چڑھانا وغیرہ، اہل اسلام کو چاہیے کہ ضرور غیر مسلموں سے عیادت، تعزیت، سماجی خدمات کا تعلق رکھیں؛ لیکن توحید کو متاثر ہونے نہ دیں، شرکیہ افعال ہرگز انجام نہ دیں، سیکولرازم کو باقی رکھنے کے لیے (ایک جمہوری ملک میں) ارتداد قبول کرنا ضروری نہیں، وطن سے محبت ہی ہوگی اس کی عبادت نہیں، اہل وطن کو چاہیے کہ وہ اچھی طرح سمجھیں وطن کو اس کی عبادت کی ضرورت نہیں، باشندگانِ وطن میں باہمی محبت والفت، مساویانہ ترقی، امن وانصاف، روزگار وتعلیم کی

(۱) بنوریہ ٹاؤن، فتوی نمبر: 14450102097/144307101804

ضرورت ہے، ہمارے غیر مسلم بھائیوں کے تمام تہواروں کا پس منظر ہے، مذاہب وتہذیبوں کا تنوع ہی ملکِ ہندوستان کا امتیاز ہے، پورے ملک کو ایک مذہب کے رنگ میں رنگانہ ممکن ہے، نہ ہوا ہے، نہ کبھی ہوگا۔

”جے ماتادی“ کہنا

”جے ماتادی“ ایک ہندوانہ نعرہ ہے ماتا کے معنی ماں کے آتے ہیں لیکن ہندوؤں کے عقیدے میں ماتا کو خدا اور معبود کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے اور اس نعرے کا مطلب ان کے یہاں یہ ہے کہ جوان کا معبود ہے اس کی جے ہو۔ وہ ہمیشہ زندہ رہے بلند رہے چونکہ یہ ایک شرکیہ عقیدہ ہے لہذا ایسے نعرے لکھنا جو کافروں کا شعار ہو اور وہ اس سے اپنے کفریہ عقیدے کی ترجمانی کرتے ہیں جائز نہیں۔ (۱)

مورتی پوجا پر مبارک بادی

اسلام ایسا مذہب ہے جو اپنے عقیدہ پر ثابت قدمی کے ساتھ ساتھ دوسرے مذاہب سے رواداری کے سلوک کی تعلیم دیتا ہے لیکن اس کی رواداری کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ انسانی اخلاقی سلوک میں دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کے ساتھ بھی فراخ دلی کا مظاہرہ کیا جائے اور ان کے مذہبی معاملات میں دخل اندازی سے بچا جائے، ان کے دیویوں، دیوتاؤں، اور بزرگوں کو برا بھلا نہ کہا جائے یہاں تک کہ اسلامی حکومت میں بھی غیر مسلموں کو اگر ان کے مذہب میں شراب پینے کی اجازت ہو تو شراب پینے کی اجازت ہوگی اور اگر ان کا مذہب کسی محرم سے نکاح کو جائز رکھتا ہے تو حکومت اسلام اس میں کوئی دخل نہیں دیگا، البتہ اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ مسلمان عقیدہ اور مذہب کے معاملات میں ”لو“ اور ”دو“ کا رویہ اختیار کریں۔

اس مسئلے میں اسلام کی غیرت کا حال یہ ہے کہ اس نے دوسری قوموں سے تشبہ

---

(۱) بنوریہ ٹاؤن، فتوی نمبر: 144212202071

سے بھی سختی سے منع کیا ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَن تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ (۱)

اسلام کے تمام احکام کی اصل بنیاد توحید پر ہے اور اس میں ادنیٰ درجہ بھی لچک اختیار کرنے کی گنجائش نہیں اس لیے کسی مورتی پوجا، تہوار پر مبارک باد اظہار مسرت اور اس طرح کے مشرکانہ عقیدہ کے مظہر جلوس کا استقبال کرنا قطعاً جائز نہیں ہے۔ (۲)

مورتی کے سامنے ہاتھ جوڑنا

حب الوطنی، باہمی رواداری، غیر مسلموں کو قریب کرنے، قریب ہونے یا سیاسی کسی فائدہ کے پیشِ نظر مورتی کے سامنے ہاتھ جوڑنا، ادب سے کھڑے ہونا اور پھول وغیرہ ڈالنا اگر دلی عظمت اور کفر کی محبت کے ساتھ ہو تو کفر میں کوئی شک نہیں ہے؛ لیکن قانونی مجبوری کے بغیر چاہے سیاسی مفاد کے پیش نظر ہاتھ جوڑنا ہو تب بھی ناجائز وحرام ہوگا، جیسے حقیقۃً پوجا کرنا جائز نہیں، اسی طرح ظاہراً غیر اللہ کی پوجا میں کھڑے ہونا بھی حرام ہے، کفر کے قریب ہے، فتاویٰ دار العلوم وقف دیوبند کو تفصیل کے لیے دیکھ سکتے ہیں۔

محمود الفتاویٰ جلد اول میں لکھا ہے کہ دینی کام کرنے والے اور مصلحین کی جماعتوں میں جو فتنے آج کل رونما ہو رہے ہیں ان میں سے ایک عظیم فتنہ ہر دل عزیزی کا فتنہ ہے، یہ فتنہ آج کل خوب برگ وبار لا رہا ہے، کوئی دینی یا علمی خدمت کی جائے اس میں پیش نظر یہ خیال رہتا ہے کہ ہم سے کوئی بھی ناراض نہ ہو، سب خوش رہیں، اس فتنہ کی اساس وبنیاد حب جاہ ہے، اور جب ہر دل عزیزی اور صلح کل میں حبِ جاہ کے ساتھ حبِ مال بھی

(۱) سنن ابوداؤد، حدیث نمبر: ۴۰۳۱

(۲) کتاب الفتاویٰ: ۱/ ۳۰۸

شامل ہوجائے تو پھر اس کی قباحت ''کریلا نیم چڑھا'' کا مصداق ہے۔(۱)

پوجا پاٹ میں شرکت

مندروں میں جا کر بتوں کی پوجا پاٹ کرنا موجبِ کفر ہے اسی طرح بھگوت سننا اور تعظیما سادھوؤں کی خدمت کرنا اور وہاں تعاون کرنا سب امور گناہ کبیرہ ہیں بہرحال تجدیدِ ایمان اور تجدید نکاح کرنا بھی لازم ہے۔

اس حوالے سے حضرت خالد سیف اللہ صاحب رحمانی فرماتے ہیں: پوجا کا پتھر رکھنا، کُم کُم لگانا، اور ناریل پھوڑنا صریحا مشرکانہ فعل ہے، کسی بھی مسلمان کے لیے اس طرح کے افعال کرنا قطعا درست نہیں ہے، اگر اس کا حکم جانتے بوجھتے ایسا کرے تو دائرۂ اسلام میں بھی باقی نہیں رہے گا، اسلام نے ایسی رواداری کو جائز نہیں رکھا ہے، ہمارے لیے جائز نہیں کہ ہندو بھائیوں کے پوجا پارٹ میں خلل ڈالے یا ان سے کوئی ایسی بات کہے یا ایسی حرکت کریں جن سے ان کی دل آزاری ہوتی ہو؛ لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ مسلمان خود مشرکانہ افعال کرنے لگے یہ اسی طرح نامعقول ہے جیسے یہ کہ مسلمان کسی غیر مسلم سے نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے کا تقاضا کرے۔(۲)

اسی طرح گنیش مورتی یا کسی اور مورتی پر پھول چڑھانا جائز نہیں، یہ مشرکانہ عمل ہے اسی طرح گنیش مہاراج کی جئے کا نعرہ لگانا کفریہ نعرہ ہے اس طرح کا قول وفعل قطعاً حرام ہے۔(۳)

بزرگوں کی تصویر پر پھول مالا چڑھانا

جاندار کی تصویر بنانا اور اس کو خریدنا اور بیچنا حرام ہے، اور حدیث میں اس کی

(۱) محمود الفتاویٰ:۱/۳۹۰

(۲) کتاب الفتاوی:۱/۳۴۷

(۳) کتاب الفتاوی:۱/۳۴۷

صراحت موجود ہے، خاص کر وہ تصویر جس کو بطور احترام کے لٹکا کر رکھا گیا ہو ان کے ناجائز ہونے پر تو جمہور فقہاء متفق ہے، اور تصویر کی ممانعت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ پہلے لوگوں کے ذہن میں اس کی عظمت وتوقیر پیدا ہوتی ہے، پھر آہستہ آہستہ لوگوں کو شرک کی طرف لے جاتی ہے، پھول چڑھانا اور اگربتی جلانا تو اس بات کی صاف دلیل ہے کہ صاحب تصویر کی مبالغہ آمیز طریقے پر تعظیم مقصود ہے، لہذا ان کاموں سے بہت زیادہ بچنے کی ضرورت ہے۔

حضرت خالد سیف اللہ رحمانی دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ بزرگوں کی تصویر کھینچنا خود حرام ہے، اس تصویر کو بطور احترام کے لٹکانا بالاجماع حرام اور گناہِ کبیرہ ہے، پھر اس پر پھول اور اگربتی وغیرہ چڑھانا اور لگانا تو خالصۃً مشرکانہ فعل ہے، کفر کا اندیشہ ہے۔ (۱)

اسلام میں عبادت، عزت اور عقیدت کے اپنے اصول ہیں، محبت وادب میں غلو بھی اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے، ہندو معاشرے میں مورتیوں اور تصاویر پر مالا چڑھانا بطور عبادت واحترام ہوتا ہے، ان کی مشابہت اختیار کرنے والا عمل ہے، شرک کا دروازہ کھولنا ہے، انبیاء کی قبروں کو سجدگاہ بنانے پر حدیث میں لعنت بھیجی گئی ہے۔

بزرگانِ دین سے محبت کی جاسکتی ہے، ان کی تعلیمات کو زندہ رکھا جاسکتا ہے، ان کے لیے دعا واستغفار کیا جاسکتا ہے، ان کا وسیلہ بھی اختیار کیا جاسکتا ہے، بزرگوں کو مانا جاسکتا ہے؛ لیکن ان سے مانگا نہیں جائے گا، نہ ان کے سامنے تعظیماً کھڑا ہونا جائز ہوگا۔

برادرانِ وطن سے محبت یا ووٹوں کو حاصل کرنے اور ان کو خوش کرنے کے لیے ان کے پیشواؤں کے مجسمے پر پھولوں کا ہار چڑھانا، فعلِ قبیح وحرام ہے، ندامت کے ساتھ استغفار وتوبہ کرنا چاہیے اور اگر یہ عمل رضا ورغبت کے ساتھ ہوا ہے، احتیاطاً تجدید ایمان کرنا ہوگا۔

فتاوی دارالعلوم وقف میں لکھا ہے کہ

(۱) کتاب الفتاوی: ۱/۲۷۸

اسلام میں مجسموں کی حیثیت بت کی ہے اور بت کی تعظیم کفر ہے، یہ ایک متفقہ مسئلہ ہے، اب یہاں دیکھنا ہے مجسموں پر ہار ڈالنا کیا کوئی قانونی مجبوری ہے یا باہمی رواداری ہے، اگر کوئی قانونی یا سیاسی مجبوری ہو تو ناجائز اور غلط سمجھتے ہوئے ہار ڈالا جا سکتا ہے، جب کہ اس پر توبہ واستغفار بھی کرنا چاہیے اور اگر یہ کوئی قانونی مجبوری نہیں ہے تو محض اپنے آپ کو سیکولر دکھانے کے لیے حرام کاموں پر جرأت نہیں کرنی چاہیے اور اگر کوئی شخص مجسموں پر ہار ڈالتا ہے اسے غلط سمجھتے ہوئے تو اس کا یہ عمل غلط ہوگا؛ لیکن اسکی بنا پر اسکی تکفیر نہیں کی جائے گی، اور اگر اس کا یہ عمل مجسموں کی تعظیم کے پیش نظر ہو تو بت کی تعظیم کی وجہ سے اس کا یہ عمل دائرہ کفر میں آئے گا جب کہ غالب گمان یہ ہے کہ سیاسی لیڈران اپنے سیکولر کردار کو ظاہر کرنے کے لیے ایسا کرتے ہیں، مجسموں کی تعظیم کے پیش نظر ایسا نہیں کرتے ہیں۔ (۱)

کلائی پر دھاگہ یا زنجیر باندھنا

آج کل ایک رواج لڑکوں کے ہاتھوں کی کلائی میں دھاگے باندھنے کا بڑھتا جا رہا ہے، کبھی یہ دھاگہ کالا ہوتا ہے، کبھی لال اور بعض دفعہ سونا چاندی یا لوہے کی زنجیر بھی پہنی جاتی ہے، بعض لوگ اس عقیدے کے تحت پہنتے ہیں کہ اس کی وجہ سے نظر بد سے یا مصیبتوں سے محفوظ رہیں گے، اور بعض نوجوان فیشن کے طور پر پہنتے ہیں، جبکہ نفع ونقصان پہنچانے والی ذات اللہ تعالی کی ہے، اس لیے کہ اس عقیدے کے ساتھ ہاتھوں میں دھاگہ یا زنجیر کا باندھنا درست نہیں کہ اس طرح مصائب سے نجات مل جائے گی بلکہ بعض فقہاء نے تو اسے افعالِ کفر میں شمار کیا ہے اسے ''رتیمہ'' کہا جاتا ہے۔

اور اگر یہ عمل فیشن اور آرائش کے طور پر ہو تب بھی درست نہیں، سونے اور لوہے کے کسی بھی زیور کا استعمال مرد کے لیے جائز نہیں، چاندی کی بھی صرف انگوٹھی استعمال کی جا سکتی ہے، زنجیر نہیں پہنی جا سکتی ہے، اگر سیاہ یا سرخ دھاگہ اس نیت سے کلائی پر

(۱) فتاوی دار العلوم وقف دیوبند: ۱/ ۱۷۵

باندھے تو اس میں عورتوں کی مشابہت ہے؛ کیونکہ یہ عورتوں کے لیے مقامِ زینت ہے نہ کہ مردوں کے لیے اور عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت بھیجی ہے۔

اسی طرح ہاتھوں میں کڑا پہننا بعض غیر مسلموں کا مذہبی شعار ہے اور غیر مسلموں کا تصور اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے، مسلمان نوجوان کو چاہیے کہ وہ شریعت کے حدود میں رہتے ہوئے زیب وزینت اختیار کرے، اور ہر رواج کو قبول کرنے کا مزاج نہ بنا لے، آپ کا مقام یہ نہیں کہ لوگوں کے رنگ میں رنگ جائے بلکہ آپ کا مقام یہ ہے کہ دنیا آپ کو اپنے لیے نمونہ بنائے۔ (۱)

اہم مسائل جن میں ابتلاء عام نامی کتاب میں لکھا ہے کہ جو شخص ایسا دھاگہ بد عقیدگی کے ساتھ نافع وضار کے عقیدے کے ساتھ باندھتا ہے تو حرام ہے اور اگر محض زیب وزینت کے طور پر ہے تو مکروہ تحریمی ہے۔

وندے ماترم اور جَن گَن من کا حکم

وندے ماترم (اے مادر وطن میں سر جھکائے ہاتھ جوڑ کر تیری تعظیم بجالاتا ہوں) ایک مشہور قومی گیت ہے جو بنکم چندر چٹو پادھیائے کے ناول آنند مٹھ میں شامل تھا، جو بنگالی اور سنسکرت زبان میں لکھی گئی، اس گیت کو بھارت میں قومی تحریک کے دوران کافی اہمیت دی گئی اور آج بھی اسے حب الوطنی کے جذبے کے طور پر دیکھا جاتا ہے لیکن چونکہ وندے ماترم کا مطلب زمین کے سامنے سر جھکانے اور تعظیم وعبادت کے ہیں اور اس گیت میں اسلامی عقائد ونظریات کے خلاف موہمِ شرک الفاظ ہیں اور یہ گیت ہندو مذہب کا شعار بن چکا ہے اس لیے اس گیت اور اس لفظ کا پڑھنا مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے اور بھارتی سپریم کورٹ کے مطابق کسی کو زبردستی قومی ترانہ گانے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔

حضرت خالد سیف اللہ صاحب رحمانی نے جدید فقہی مسائل پہلی جلد میں اور بنوریہ

---

(۱) مستفاد: کتاب الفتاوی: ۷/۶۷ / ج: ۱، ص: ۲۱

ٹاؤن کے فتوے میں اس کے کہنے کو ناجائز قرار دیا ہے۔

حضرت مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمانی دامت برکاتہم اس حوالے سے رقمطراز ہیں کہ جہاں تک وندے ماترم کی بات ہے تو یہ پوری نظم مشرکانہ نظریات و تعبیرات سے پر ہے، اس میں صراحۃً زمین کو معبود کہا گیا ہے اور خود اس نظم کا کہنے والا اعلانیہ کافر و مشرک تھا، اس لیے وندے ماترم نہ پڑھنا جائز ہے اور نہ کوئی مسلمان اس طرح کے نظموں کے لزوم کو قبول کرسکتا ہے۔ (۱)

☆ جن گن من گیت کا بھی تقریباً یہی حکم ہے۔

ناجائز کاموں میں تعاون کا اصول

کسی معصیت کی اعانت جواز روئے قرآن حرام ہے، وہ ہے جس میں معصیت کا قصد و نیت حقیقۃً یا حکماً شامل ہو، حقیقۃً یہ کہ دل ہی میں یہ ہو کہ اس کے ذریعہ عمل معصیت کیا جائے، یا یہ کہ صلب عقد میں احد المتعاقدین کی طرف سے اس معصیت کی تصریح آجائے، اور حکماً یہ ہے کہ وہ چیز بجز معصیت کے کسی دوسرے کام میں آتی ہی نہ ہو، جیسے آلات معازف طبلہ سارنگی اور مختلف قسم کے آلات موسیقی ان چیزوں کا بنانا اور بیچنا اگر چہ بقصد معصیت نہ ہو مگر حکما وہ بھی قصد معصیت میں داخل ہیں، اور جہاں قصد معصیت نہ حقیقت ہو نہ حکما، وہ اعانت علی المعصیۃ میں داخل نہیں، البتہ اعانت سے ملتی جلتی ایک اور چیز ہے جس کو اصطلاح میں تسبب کہتے ہیں، وہ بھی از روئے نص قرآن حرام ہے، خواہ ہیئت معصیت ہو یا نہ ہو، مثلا سبّ الٰہ مشرکین کی نص قرآنی میں ممانعت اسی لئے فرمائی گئی ہے کہ وہ سبب ہوتی ہے سبّ الٰہ حق کیلئے اسی طرح کسی کے ماں باپ کو گالی دینا حدیث میں اپنے ماں باپ کو گالی دینا اسی تسبب کی بناء پر قرار دیا گیا، و لا یضربن بأرجلھن میں ضرب أرجل للنساء کی ممانعت اسی تسبب للمعصیہ پر مبنی ہے، و لا تخضعن بالقول کی نہی بھی اسی پر وارد ہے، اگر چہ یہ ظاہر ہے کہ ان تمام امور میں معصیت کے

(۱) کتاب الفتاوی: ۱/ ۳۱۵

قصد و نیت کا دور کا بھی احتمال نہیں۔

لیکن یہاں ایک اہم بات قابل غور یہ ہے کہ تسبب ایک ایسا وسیع لفظ ہے، جس میں سارے مباحات آجاتے ہیں، اگر تسبب کے مفہوم کو مطلقاً سببیت کے لئے عام رکھا جائے، تو شاید دنیا کا کوئی مباح کام بھی مباح اور جائز نہیں رہے گا، زمین سے غلہ اور پھل اگانے والا اس کا بھی سبب بنتا ہے کہ اس غلہ اور ثمرات سے اعداء اللہ کو نفع پہنچے، کپڑا بننا، مکان بنانا، ظروف اور استعمالی چیزیں بنانا، ان سب میں بھی یہ ظاہر ہے کہ ہر ایک بر و فاجر ان کو خریدتا استعمال کرتا ہے، اور اپنے فسق و فجور میں بھی استعمال کرتا ہے، اور سبب اس کا ان چیزوں کا بنانے والا ہوتا ہے، اگر اس طرح حرمت کو عام کیا جائے، تو شاید دنیا میں کوئی کام بھی جائز نہ رہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ سبب قریب و بعید کا فرق کیا جائے، سبب قریب ممنوع اور سبب بعید مباح ہو، مذکورہ امثلہ سب سبب بعید کی مثالیں ہیں، اس لئے وہ جائز رہیں گی، پھر سبب قریب کی بھی دو قسمیں ہیں۔

ایک سبب جالب و باعث جو گناہ کے لئے محرک ہو کہ اگر یہ سبب نہ ہوتا، تو صدور معصیت کے ہونے کی کوئی ظاہری وجہ نہ تھی، ایسے سبب کا ارتکاب گویا معصیت ہی کا ارتکاب ہے، علامہ شاطبی نے موافقات جلد اول کے مقدمہ میں ایسے ہی اسباب کے متعلق فرمایا ہے کہ ایقاع السبب ایقاع للمسبب۔

نص قرآنی میں جہاں تسبب کو حرام قرار دیا ہے، جیسے سب الہ مشرکین یا عورتوں کے لئے ضرب ارجل یا خضوع بالقول یا تبرج جاہلیت یہ سب اسی قسم کے اسباب ہیں کہ معصیت کی تحریک کرنے والے اور جالب و باعث ہیں، ایسے اسباب کا ارتکاب معصیت ہی کا ارتکاب سمجھا جاتا ہے، اس لئے بالاتفاق حرام ہیں۔

ایسے اسباب معصیت کا ارتکاب گویا خود معصیت ہی کا ارتکاب ہے، اس لئے معصیت کی نسبت اس شخص کی طرف ہی کی جائے گی، جس نے اس کے سبب کا ارتکاب کیا، کسی فاعل مختار کے درمیان میں حائل ہونے سے معصیت کی نسبت اس سے منقطع

نہیں ہوگی، جیسا کہ حدیث میں دوسرے شخص کے ماں باپ کو گالی دینے والے کے حق میں اپنے ماں باپ کو گالی دینے والا کہا گیا ہے، کیونکہ ایسا تسبب للمعصیہ بنص قرآن وحدیث خود ایک معصیت ہے۔

دوسری قسم سبب قریب کی وہ ہے کہ ہے تو سبب قریب مگر معصیت کے لئے محرک نہیں بلکہ صدور معصیت کسی دوسرے فاعل مختار کے اپنے فعل سے ہوتا ہے، جیسے بیع عصیر عنب ممن یتخذہ خمراً یا اجارۃً دار ممن یتعبد فیھا الاصنام وغیرہ کہ یہ بیع و اجارہ اگرچہ ایک حیثیت سے سبب قریب ہے معصیت کا، مگر جالب اور محرک للمعصیۃ نہیں، شیرۂ انگور خریدنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کو شراب ہی بنائے اور گھر کو کسی مشرک کے لئے کرایہ پر دینے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اس میں بت پرستی بھی کرے، بلکہ وہ اپنی خباثت یا جہالت سے اس گناہ میں مبتلا ہوتا ہے، شیرہ بیچنے والا یا مکان کرایہ پر دینے والا معصیت کا باعث اور محرک نہیں ہے۔

ایسے سبب قریب کا حکم یہ ہے کہ اگر بیچنے یا اجارہ پر دینے والے کا مقصد اس معصیت ہی کا ہو، تب تو یہ خود ارتکاب معصیت اور اعانتِ معصیت میں داخل ہو کر قطعاً حرام ہے۔ اور اگر اس کا قصد و نیت شامل نہ ہو، تو پھر اس کی دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ اس کو علم بھی نہ ہو کہ یہ شخص شیرۂ انگور خرید کر سرکہ بنائے گا یا شراب، یا گھر کرایہ پر لے کر اس میں صرف سکونت کرے گا، یا کوئی ناجائز کام فسق و فجور کرے گا، اس صورت میں یہ بیع و اجارہ بلا کراہت جائز ہے، اور اگر اس کو علم ہے کہ یہ شخص شیرۂ انگور خرید کر شراب بنائے گا، یا مکان کرایہ پر لے کر فسق و فجور کرے گا یا سودی کاروبار کرے گا، یا جاریہ کو خرید کر اس کو گانے کے کام میں لگائے گا، یا امرد کو خرید کر اس سے سیاہ کاری میں مبتلا ہوگا یا لوہا خرید کر مسلمانوں کے خلاف استعمال کرے گا، تو اس صورت میں یہ بیع و اجارہ مکروہ ہے، اسی صورت میں حضرت امام اور صاحبین کا اختلاف منقول ہے مگر اس میں جو امام صاحب کی طرف قولِ جواز منقول ہے اس کا وہی مطلب ہے، جو سوال میں بحوالہ خلاصۃ الفتاوی نقل

کیا ہے، اب اگر حضراتِ صاحبین اس عقد ہی کو جائز قرار نہیں دیتے، تو اختلاف حقیقی ہو گیا کہ ان کے نزدیک عقد ہی درست نہیں، اور متعاقدین کے لئے مبیع وثمن میں تصرف حلال نہیں، اور امام صاحب کے نزدیک عقد درست مگر گناہ ہے، اور اگر صاحبین کے قول عدم جواز کا حاصل بھی صرف ارتکابِ گناہ ہے، فسادِ عقد نہیں، تو پھر یہ اختلاف صرف لفظی ہو گا کہ صاحبین نے ناجائز قرار دیا بمعنی الاثم والمعصیت اور امام صاحب نے جائز قرار دیا بمعنی جواز عقد نہ بمعنی رفعِ اثم۔ پھر اس مکروہ کی بھی دو قسمیں ہیں، ایک یہ کہ معصیت اس کے عین کے ساتھ متعلق ہو، بغیر کسی تغیر اور تصرف کے، دوسرے یہ کہ کچھ تصرف وتغیر کے بعد وہ معصیت کے کام میں آئے، پہلی صورت مکروہ تحریمی ہے، دوسری مکروہ تنزیہی۔ فتاویٰ قاضی خان اور دوسری کتب فقہ کی عبارتوں میں جو کراہت تحریم وتنزیہہ کا اختلاف نظر آتا ہے، اس کی تطبیق بھی اس تفصیل سے ہو جاتی ہے **فللّٰہ الحمد**[۱]

اس اصولی بحث وگفتگو کے بعد بیشتر مسائل حل ہو جاتے ہیں جن کی بعض مثالیں اگلے عناوین میں آ رہی ہیں۔

جھنڈے کو سلامی دینا یا جھکنا

عبادت کے تصور سے اللہ کے علاوہ کسی بھی بُت، قبر و انسان کے سامنے جھکنا، سجدہ کرنا حرام وشرک ہے، اور تعظیماً جھکنے کو بھی مکروہ قرار دیا گیا ہے: **یکرہُ الانحناء للسلطان وغیرہ**[۲]، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کوئی شخص اپنے بھائی یا دوست سے ملتے ہوئے کیا اس کے لیے جھک سکتا ہے؟ **أینحني له**؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا[۳]، اس سے معلوم ہوا کہ جھنڈے کے سامنے تعظیماً جھکنا (مشرکانہ فعل تو نہیں کہا جائے گا) ناجائز ضرور ہے؛ البتہ جھنڈے کو سلامی دینا جائز ہے۔

---

(۱) جواہر الفقہ: ۵۱۰۔ ۵۱۳، جلد: ۷

(۲) شامی، ج: ۶ ص: ۳۸۳، باب الاستبراء وغیرہ

(۳) ترمذی، حدیث نمبر: ۲۷۲۸

مفتی کفایت اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں:

جھنڈے کو سلامی مسلم لیگ بھی کرتی ہے، اور اسلامی حکومتوں میں بھی ہوتی ہے، وہ ایک قومی عمل ہے، اس میں اصلاح ہوسکتی ہے، مگر مطلقاً اس کو مشرکانہ فعل قرار دینا صحیح نہیں ہے۔[1]

حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب فرماتے ہیں:

جھنڈا لہرانا درست ہے اور اہل علم نے اس کو جائز قرار دیا ہے، البتہ اس موقع پر ایسا عمل کرنا جس سے جھنڈے کی غیر معمولی تعظیم ظاہر ہوتی ہو جیسے دونوں ہاتھ جوڑنا، یا جھکنا جائز نہیں ہے۔[2]

دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ ہے:

شریعت مطہرہ میں سلام اور جواب سلام سے متعلق جو کچھ احکام وہدایات ہیں وہ پرچم کی سلامی پر لاگو نہیں ہوتے، بلکہ یہ تو ایک قومی مشترکہ عمل کے قبیل سے ہے، اگر قومی ترانہ کا مضمون درست ہو اور اس کے پڑھنے میں قانوناً کھڑا ہونا لازم ہو تو کھڑے ہو کر پڑھنے کی گنجائش ہے۔[3]

فتاویٰ رحیمیہ میں ہے:

یہ محض سیاسی چیز ہے اور حکومتوں کا طریقہ ہے، اسلامی حکومتوں میں بھی ہوتا ہے، بچنا اچھا ہے، اگر فتنہ کا ڈر ہو تو بادلِ ناخواستہ کرنے میں مواخذہ نہ ہوگا۔[4]

وطن سے محبت کا مطلب

دین اسلام توحید کے بارے میں بہت حساس رہتا ہے، دخولِ ایمان اور خروجِ

---

(۱) کفایۃ المفتی: ۹/۳۷۸

(۲) کتاب الفتاویٰ: ۱/۲۸۲

(۳) فتویٰ نمبر: 21173

(۴) فتاویٰ رحیمیہ: ۱۰/۱۸۰

ایمان کی بنیاد ہی اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شارع اور اللہ کے لاڈلے ہونے کے باجود ان کے سامنے سجدہ کو شرک قرار دیا گیا ہے، ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہونے کا مطلب سجدہ نہیں ہے، قدم بوسی کو بھی مخصوص کیفیات وصورتوں میں جائز قرار دیا گیا ہے، نبی کی قسم کھانے کو شرک، بدفالی لینے اور نجومی کے پاس جانے کو بھی شرک سے تعبیر کیا گیا ہے، کعبہ کا رخ کیا جاتا ہے نہ کہ اس کو سجدہ کیا جاتا ہے، تو پھر وطن کی عبادت اور شرکیہ نعروں کو کیسے روا رکھا جاسکتا ہے۔

وطن سے محبت ہے وطن کی عبادت نہیں ہے، وطن محبوب تو ہوسکتا ہے معبود نہیں، ماں باپ، بیوی بچے، شہر علاقہ، ملک اور اس کی آب وہوا غذا وزبان سے محبت فطری امر ہے؛ لیکن ان کو سجدہ نہیں کیا جاتا، عاشق اپنے معشوق پر اپنے مخصوص مزاج کو تھوپ نہیں سکتا تو مذہب کو کیسے مسلط کیا جاسکتا ہے؟ محبت میں محبوب کی آزادی کا خیال ہوتا ہے، مذہبی نعروں سے تنگی کی کوشش نہیں کی جاتی ہے۔

وطن سے محبت کا مطلب یہ ہے کہ ملک کی بے روزگاری کو ختم کیا جائے، بیٹیوں کی عفت کو داغدار ہونے سے بچایا جائے، تعلیم کو مفت اور مہنگائی کو ختم کیا جائے، نفرتوں کے بجائے محبتوں کے نعرے، اتحاد اور مشترکہ امور میں شرکت کے پہلوؤں پر بلایا جائے، عیادت وتعزیت، خوشی غمی میں شرکت کو نیکی وثواب سمجھا جائے، پٹاخے جلانے، پتنگ وہولی میں شرکت، دیوالی ودسہرہ میں تعاون، گنیش ودیگر تہواروں میں تعاون ہی کو محبت کی علامت قرار دینا کم عقلی اور بے وقوفی ہے، ہمیشہ وطن سے محبت کے عنوان سے ہم ہی سے سند کیوں مانگی جاتی ہے؟ ان تہواروں میں شرکت اور مخصوص نعروں میں آواز ملانا ایسے ہی ہے جیسے ہمارے خدا کو گالی دینا ہے، اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا یہ اللہ کو (نعوذ باللہ) گالی دینا ہے۔

بعض نادان مسلمان بھی رواداری، مرعوبیت، وطن سے محبت کے عنوان سے لاعلمی و ناواقفیت کے باعث شریک ہوجاتے ہیں اور شرک کر بیٹھتے ہیں، اور بعض تو ’’حب الوطن

من الایمان'' کو حدیث کا حصہ سمجھتے ہیں، جبکہ موضوع حدیث ہے، بے سند اور من گھڑت حدیث ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نسبت کرنا حرام و ناجائز ہے۔

یوگا اور سوریہ نمسکار کا حکم

جان و مال اللہ کی امانت ہے، جسکی حفاظت واجب ہے، بیماریوں سے بچنے اور بیماریوں کے لاحق ہونے کے بعد کی دعائیں احادیث میں منقول ہیں، عافیت مانگنے کا حکم دیا گیا ہے، مضر صحت غذاؤں سے بچنا لازم قرار دیا گیا ہے، نماز کی حرکات و سکنات بھی عبادت کے ساتھ ساتھ صحت کا پہلو دکھاتی ہے، گرچہ نماز سے بندگی ہی مقصود ہے، گھوڑ سواری، تیراندازی، دوڑ لگانے، کشتی اور ان جیسے کھیلوں کی اجازت دی گئی ہے، جس سے جسم میں توانائی باقی رہتی ہے۔

لیکن ان مباح و مفید کاموں کے لیے حرام کا دروازہ کھٹکھٹانے کی اجازت نہیں دی جائے گی، کسی اچھے کام یا اچھے مقاصد پر مشتمل افعال کے حصول کے لیے حرام کو وسیلہ نہیں بنایا جاسکتا ہے ''جیم'' (Gym) کرانے اور ''باکسنگ'' جیسے ورزش میں بے ستری، برہنہ پن کو روا نہیں رکھا جاسکتا ہے۔

دوسری طرف اسلام توحید کے معاملہ میں بہت ہی حساس ہے، کوئی ایسا کام یا بول گوارا نہیں کرتا جس سے توحید متاثر ہوسکتی ہے، کوئی ایسا قول و عمل جو غیروں کے طریقہ عبادت کے مشابہ ہو جائز قرار نہیں دیا جاسکتا ہے۔

یوگا ایک قدیم جسمانی، ذہنی، روحانی ورزش ہے جسکے اصول قریب زمانہ میں پتنجلی والوں نے مرتب کیے اور مذہبی رنگ دیا، بعض احباب (کم علم دانشوران و سیاست دان) نے یوگا کے محض فوائد کو سامنے رکھ کر محتاط انداز میں جواز کی گنجائش نکالی ہے؛ لیکن تقریبا سارے ہی اہل علم فقہاء کرام نے اسکی روح و حقیقت کو سامنے رکھا کہ یوگا حرکات و سکنات میں بدھسٹوں اور ہندوؤں کے طریقۂ عبادت سے ملتا ہے، جیسے خاص وضع سے بیٹھنا، ہاتھ جوڑنا مخصوص طریقہ سے نمسکار کہنا، لفظ ''اوم'' کا استعمال، اسی طرح سورج کی پرستش کا

رنگ بھی ظاہر ہے کہ سورج کے طلوع وغروب کے اوقات میں اہتمام سے کیا اور کرایا جاتا ہے، سکھانے اور تربیت دینے والے لوگ بھی مذہبی رنگ اختیار کرنے والے ہیں۔

اور سوریہ نمسکار دراصل یوگا ہی کا ایک حصہ اور اہم عنصر ہے، جو یوگا کے درمیان انجام دیا جاتا ہے، یوگی کے لیے ضروری ہے کہ یوگا مشق کی ابتداء اور اس کے اختتام پر مشق کی جانب آنکھیں بند کر کے دونوں ہاتھوں کو جوڑ کر سوریہ نمسکار کرے، جو کہ سورج کی پرستش ہی کی ایک شکل ہے، مشرق کی طرف رخ کر کے آلتی پالتی بیٹھ کر سورج کے لیے سلام وآداب بجالانا سوریہ نمسکار ہے، جس کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں ہے، یہ عمل توحید کے منافی ہے، دارالعلوم دیوبند کے ایک فتویٰ میں لکھا ہے کہ یوگا کا عمل اگر شرکیہ امور پر مشتمل ہو اور اسکول میں اس کے کرنے کی لازمی ہدایت ہو تو ایسے اسکول سے احتراز لازم ہے، ان امور کے پیشِ نظر بیشتر اس لیے علماء کرام نے اسکو ناجائز اور حرام قرار دیا ہے، انڈونیشیا، ملیشیا، عرب وعجم کے فقہ اکیڈمیوں نے بھی عدم جواز وحرام کا فتویٰ دیا ہے، بعض اہل علم کے مضامین وکتابچے بھی تیار ہو چکے ہیں۔

نجومی اور ہاتھ کی لکیریں

اللہ تعالی نے ہر انسان کی تقدیر لکھ دی ہے اور لکھ کر فرشتوں کے حوالے بھی کی ہے یہ قسمت انسان کے ہاتھ یا جسم پر نہیں لکھی جاتی ہے اس لیے لکیروں سے قسمت کا حال معلوم کرنا اور اس پر اعتماد کرنا سخت گناہ اور ناپسندیدہ ہے نہ شرعا ایسا درست ہے **مَنْ أَتَى عَرَّافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ، لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً** (۱) اور نہ طبیعت اور سائنسی اعتبار سے ان لکیروں کا انسانی احوال سے کچھ تعلق ہے جیسے اللہ تعالی نے چہرے، مہر، رنگ وروپ، آواز اور چال وڈھال کے اعتبار سے ہر شخص کو دوسرے سے ممتاز اور مشخص رکھا ہے، اسی طرح انگوٹھے اور انگلیوں پر پائی جانے والی باریک لکیریں اور ہتھیلیوں میں موجود نمایاں لکیریں بھی ایک دوسرے سے ممتاز اور جداگانہ رکھی گئی ہے، اس سے ہر شخص

---

(۱) صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۵۸۲۱

کی شناخت اور اس کا تشخص متعلق ہے نہ کہ اس کی تقدیر اور اس کی زندگی کے احوال و واقعات۔

نیز نجومی اور جوتشی سے قسمت کا حال معلوم کرنا غیب کے علم میں اس کو خدا کا شریک ٹھہرانا ہے اس لیے یہ قطعاً جائز نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جو ایسے لوگوں کے پاس آئے اس کی ۴۰/دن کی نمازیں مقبول نہیں ہوگی۔

حضرت خالد سیف اللہ رحمانی صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ نجومی کا عمل کرنا اور قسمتوں کے حال بتانا سخت گناہ بلکہ قریب بہ کفر ہے، حاضرات کے عمل کی شرعاً کوئی حقیقت نہیں، جیسے انسان جھوٹ بولتا ہے، اجنہ اور شیاطین بھی جھوٹ بول سکتے ہیں، بلکہ ان کے جھوٹ بولنے کا گمان زیادہ ہے، لہذا ان کی باتوں پر اعتقاد کرنا قطعاً جائز نہیں، اور عامل حضرات عام طور پر یہی کرتے ہیں۔ (۱)

اس نکتہ کو بھی اپنے ذہن میں رکھنا چاہیے کہ انسان کے مستقبل کو اس کی نگاہوں سے اوجھل رکھنا بھی اللہ تعالی کی بہت بڑی رحمت ہے، اگر انسان کو موت آنے سے پہلے موت کا وقت معلوم ہو جائے، اور مصیبتوں اور آزمائشوں سے دوچار ہونے سے پہلے آنے والی مصیبتوں سے مبتلا کر دیا جائے تو یہ بجائے خود اس مصیبت سے بڑھ کر مصیبت اور موت سے زیادہ باعث اذیت ہو کر رہ جائے گا، اس لیے ان کی کھوج اور تجسس اپنے آپ کو پریشانی میں ڈالنا ہے۔ (۲)

غیر مسلموں کے تہوار میں شرکت

مذہبی تہواروں کی جڑیں عقیدہ اور مذہبی نظریات میں پیوست ہوتی ہیں، غیر مسلم بھائیوں کے جو تہوار ہیں، ان میں مشرکانہ تصورات کہیں نہ کہیں ضرور موجود ہیں، اس لیے

---

(۱) کتاب الفتاویٰ: ۱/۳۰۰

(۲) معارف القرآن: ۸۰

ان میں شرکت جائز نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مسلمانوں نے ایرانیوں کے طرز پر موسم بہار کی آمد اور موسم کے اختتام پر تہوار منانے کی اجازت چاہی؛ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت نہیں دی(۱)، پھر اس میں غیر مسلم اقوام سے مماثلت بھی ہے، سورج نکلنے ڈوبنے اور نصف النہار کے وقت نماز پڑھنے سے منع کیا گیا؛ کیوں کہ یہ آفتاب پرست قوم اور دوسری قوموں میں عبادت اور پوجا پاٹ کا خصوصی وقت ہے(۲)، تو جب اسلام کو غیر مسلموں کے تہواروں سے یہاں تک کہ ان کی عبادتوں کے اوقات سے بھی مماثلت گوارا نہیں تو ان کے تہواروں میں شرکت کیسے جائز ہوسکتی ہے؟ بعض حضرات اس کو مذہبی رواداری سمجھتے ہیں؛ لیکن یہ ناسمجھی کی بات ہے، رواداری، مذہب فروشی کا نام نہیں، یہ تو بے ضمیری کی بات ہوگی، رواداری اپنے عقیدہ اور مذہب پر رہتے ہوئے دوسروں کو برداشت کرنے اور دوسری قوموں کے مذہبی معاملات میں عدم مداخلت کی پالیسی پر قائم رہنے کا نام ہے۔(۳)

کیا مسلمان ہولی کھیل سکتا ہے؟

کفار مشرکین اور بے دین لوگوں کے مذہبی مراسم تہواروں اور ان کے کفریات و شرکیات پر مشتمل تقریبات ومحافل میں شریک ہونا یا ان کے امتیازی علامات (مجوسیوں کے ٹوپی اور عیسائیوں کے زنار وغیرہ) کو استعمال کرنا ان کی شکل وصورت بنانا تشبہ، بالکفار کی وجہ سے حرام ہے۔

حضرت مفتی عبدالرحیم صاحب لاجپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب قبر پرستی

---

(۱) مشکوٰۃ، حدیث نمبر: ۱۴۳۹

(۲) سنن نسائی، حدیث نمبر: ۵۸۳

(۳) کتاب الفتاویٰ: ۱/۳۰۶

اور تعزیہ داری میں شریک ہونا اور حصہ لینا جائز نہیں تو ہولی میں شریک ہونا اور عملاً حصہ لینا کس طرح جائز ہوسکتا ہے، ہولی کے ارد گرد چکر لگانا سجدہ کرنا ناریل وغیرہ چڑھانا قطعاً حرام ہے اور مشرکانہ افعال ہے۔ (۱)

مندر تک پہنچانے کی اجرت اور گنیش لے جانے کا حکم

بہت سے مسلم آٹو، لاری ڈرائیور جو کرایہ پر اپنی گاڑی چلاتے ہیں، غیر مسلم صراحت کے ساتھ مندر لے جانے یا کسی مورتی کو لے جانے آٹو، گاڑی کرایہ پر لیتے ہیں، ان سے کسی مناسب انداز میں معذرت کر دینی چاہیے، (مثلاً مجھے اس رخ پر جانا نہیں ہے، میری گاڑی اس وزن کی متحمل نہیں ہے، تہوار کے موقع پر کوئی دوسرا کام کرلے، الغرض کوئی مناسب تدبیر اختیار کرنی چاہیے، بچنے والا بچ ہی جاتا ہے) ورنہ یہ صریح گناہ کے کام میں تعاون شمار ہوگا جو کہ حرام ہے: **وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ** (۲) اسی طرح الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ میں لکھا ہے: **اتفقوا على أنه لا يجوز للمسلم أن يؤجر نفسه للكافر لعمل لا يجوز له فعله كعصر الخمر ورعي الخنازير وما أشبه ذلك.** (۳) البتہ کبھی انکار خلافِ مصلحت اور فتنہ پروری کا ذریعہ محسوس ہو تو دل میں ناگواری و کراہت محسوس کرتے ہوئے استغفار اور اس کی ہدایت کی دعا کے ساتھ اس کو لے جائے اور احتیاطاً وہ رقم صدقہ کر دے۔ (۴)

راکھی باندھنا، پٹاخے جلانا اور اس کا کاروبار کرنا

راکھی کا معنی ہے "ہاتھ رکشا" یعنی محافظت کرنے والا ڈورا جو رکشا بندھن تہوار کے موقعہ پر غیر مسلم عورتیں اپنے بھائی کے ہاتھ پر باندھتے ہیں، چوں کہ یہ عمل کفارہ کا مذہبی شعار بن چکا ہے، لہٰذا

---

(۱) بنوریہ ٹاؤن، فتویٰ نمبر: 144509101542

(۲) المائدۃ: ۲

(۳) الموسوعة الفقهية الكويتية، حرف الخاء: خدمة الكافر

(۴) مستفاد: فتاویٰ دار العلوم دیوبند، جواب نمبر: 608113

مسلمان کے لیے ہندوؤں کے کسی بھی مذہبی تہوار میں شرکت کرنے یا اس کا کاروبار کرنے کی قطعاً اجازت نہیں ہے، نہ راکھی باندھنا جائز ہے، نہ اس رسم میں شرکت روا ہے نہ اس کا کاروبار درست ہے۔

اسی طرح دیوالی کے موقع پر پٹاخے جلانا بھی مذہبی شعار بن چکا ہے، نیز اسراف، فضول خرچی کے علاوہ جانی نقصان کا قوی اندیشہ ہے جس کا ہر سال ملک مشاہدہ کرتے رہتا ہے، لہذا پٹاخے جلانا یا اس کا کاروبار کرنا بھی جائز نہ ہوگا۔

گنیش یا غیر مسلموں کے مذہبی کاموں میں چندہ

غیر مسلم بھائیوں کی انسانی نقطہ نظر سے مدد کرنا جائز بلکہ باعث ثواب ہے، لیکن مذہبی کاموں میں چندہ دینا یا تعاون کرنا جائز نہیں ہے؛ کیونکہ یہ عملاً ان کے فکر وعقیدے کی تصدیق وتوثیق ہے اور گنیش تہوار کی بنیاد بھی ظاہر ہے کہ وہ مشرکانہ عقیدہ پر ہے، اس لیے فقہاء نے بڑی شدت سے اس طرح کے عطایا کو منع کیا ہے: **أهدى إلى بعض المشركين بيضة يريد به تعظيم ذلك اليوم فقد كفر بالله.** (۱)

اگر چندہ دینے پر مجبور ہو جائے اور نہ دینے کی صورت میں فتنہ وفساد کا اندیشہ ہو تو چندہ مانگنے والے کو یہ کہہ کر دے دے کہ میں تم کو دیتا ہوں اب تم جہاں چاہو خرچ کرو تاکہ کم از کم فعلِ شرک میں براہِ راست تعاون نہ ہو اور ایک حد تک شرک میں تعاون کے گناہ سے بچا جا سکتا ہے۔ (۲)

دسہرا کے موقع پر غیر مسلم کا مسلمان سے بکرا ذبح کرانا

غیر مسلم اپنے تہوار دسہرہ وغیرہ کے موقع پر بت کے نام بکرا ذبح کرواتے ہیں اور وہ یہ بکرا کسی مسلمان کے ہاتھوں ذبح کراتے ہیں مسلمان بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر اسے ذبح کرتا ہے، مگر غیر مسلم کی نیت بت کے نام ذبح کی وجہ سے مسلمان کے بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر ذبح کرنے

---

(۱) فتاویٰ تاتارخانیہ: ۱/ ۵۲۳

(۲) کتاب الفتاویٰ: ۱/ ۳۰۴

سے جانور حلال نہیں ہوگا، اور نہ اس جانور کا گوشت کھانا مسلمان کے لیے حلال ہوگا۔ (۱)

دسہرہ کی دعوت میں شرکت

عام حالات میں اگر غیر مسلم مسلمانوں کو مدعو کریں اور حلال ذبیحہ پکانے کا اہتمام کریں تو یہ جائز ہے، بلکہ از راہِ انسانیت دعوت قبول کر لینا مستحب ہے، البتہ کسی مذہبی تقریب کی مناسبت سے ہونے والی دعوت کی نوعیت عام دعوتوں سے الگ ہوتی ہے؛ کیوں کہ اس میں تہوار کی ایک درجہ میں تحسین وتائید پائی جاتی ہے، اس لیے اگر چہ مسلمانوں کے ہاتھ ذبح کیے ہوئے جانور کا گوشت پکایا جائے، پھر بھی ایسی دعوتوں میں شریک ہونا درست نہیں ہے۔ (۲)

گائے کا پیشاب اور پرشاد کھانے کا حکم

حضرت خالد سیف اللہ رحمانی صاحب اس حوالہ سے فرماتے ہیں کہ غیر مسلموں کے ایسے تحفے قبول کرنا جائز ہیں، جن کا تعلق مذہبی تہواروں سے نہ ہو، جیسے شادی بیاہ، بچے کی پیدائش، یا کسی اور خوشی کے موقعہ پر مٹھائی یا تحفہ دیں تو اسے کھایا جاسکتا ہے، **أن یهودیة أتت النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشاة مسمومة فأكل منها** (۳) لیکن جو مٹھائی بتوں پر چڑھائی گئی ہو اور ایسے ہی چڑھاوے کی مٹھائی کو یہ حضرات پرشاد کہتے ہیں تو ان کا کھانا جائز نہیں، گو یہ ذبیحہ نہیں؛ لیکن قرآن مجید نے بتوں کے نام پر اور آستانوں پر ذبح کیے گئے جانوروں کو جس سبب سے حرام قرار دیا ہے وہ یہی ہے کہ ان کے ذریعہ شرک کی تعظیم کی گئی ہے، اور یہ بات پرشاد اور چڑھاوے میں بھی پائی جاتی ہے، اور گائے کا پیشاب ناپاک ہے، اس لیے اگر گائے کے پیشاب کے چھڑکاؤ کی اطلاع صحیح ہو تو اس کے حرام ہونے کے دو اسباب جمع ہیں اس لیے اس سے احتراز کرنا چاہیے۔ (۴)

---

(۱) آپ کے مسائل، ج:۶، ص:۲۸۳

(۲) کتاب الفتاویٰ:۷/۵۸

(۳) صحیح بخاری، حدیث نمبر:۲۶۱۷

(۴) کتاب الفتاویٰ:۱/۳۰۲، ۳۰۳

غیر مسلموں کو ان کے تہوار کی مبارک بادی دینا

چونکہ غیر مسلموں کے مذہبی تہوار مشرکانہ اعتقادات پر مبنی ہوتے ہیں اور ہر مسلمان پر، اسکے مسلمان ہونے کی حیثیت سے شرک سے براءت بے زاری اور بے تکلفی کا اظہار ضروری ہے۔

اور غیر مسلموں کے تہواروں پر ان کو مبارک بادی دینا، گویا ان کے نقطہ نظر کی تائید ہے، اور ان سے اظہارِ یکجہتی ہے، اس لیے غیر مسلموں کو ان کے تہواروں پر مبارک بادی دینا جائز نہیں ہے، بلکہ اگر غیر مسلموں کو ان کے تہواروں پر مبارک بادی دیتے وقت ان کی تعظیم وتکریم اور ان کے مذہبی تہواروں کی تحسین مقصود ہو تو کفر کا بھی اندیشہ ہے لہذا اس سے اجتناب ضروری ہے۔ (۱)

غیر مسلم سے چندہ

دین کے شعائر جیسے مسجد کی تعمیر، مدرسہ، قرآن کی طباعت وغیرہ میں غیر مسلم کا مال لینا درست نہیں، بلکہ خاص مسلمانوں کا مال ہونا چاہیے، البتہ اگر مقصد عام انسانیت کی بھلائی ہے جیسے غریبوں کو کھانا کھلانا، علاج یا تعلیم میں مدد وغیرہ میں چندہ لینا جائز ہوگا، بشرطیکہ اس بات کا اندیشہ نہ ہو کہ وہ بدلہ میں اپنے تہوار اور عبادت گاہ کے لیے چندہ کا مطالبہ کریں گے۔ (۲)

ماتھے پر بندیاں لگانے کا حکم

تشبہ بالکفار اعتقادات وعبادات میں کفر ہے اور معاشرہ و عادات اور قومی شعائر میں تشبہ مکروہ تحریمی ہے مثلاً: کسی قوم کا مخصوص لباس استعمال کرنا جو خاص انہی کی طرف منسوب ہو، اور اس کا استعمال کرنے والا اسی قوم کا کافی سمجھا جانے لگے جیسے نصاریٰ کی ٹوپی (یعنی Hat) اور ہندوانہ دھوتی اور جوگیانہ جوتی یہ سب ناجائز اور ممنوع ہے، اور تشبہ

---

(۱) کتاب الفتاویٰ: ۱/ ۳۰۴

(۲) مستفاد از: کتاب الفتاویٰ: ۱/ ۳۰۷

میں داخل ہے، بالخصوص جن کو بطور تفاخر یا انگریزوں کی وضع بتانے کی نیت سے پہنا جائےتو اور بھی زیادہ گناہ ہے۔

لہذا خواتین کے لیے ایسے بناؤ سنگار کی شرعا اجازت ہے جس میں غیر مسلموں کی مشابہت نہ ہو، زیب وزینت کی خاطر مسلمان خواتین کے لیے اپنی پیشانی پر بندی لگانا جو کہ خاص ہندو خواتین کا طریقہ ہے ناجائز ہے، لہذ بندی لگانے سے احتراز لازم ہے۔ (۱)

ماتھے پر قشقہ لگانا

غیر مسلوں کے یہاں عام طور پر اور تہوار کے موقعہ پر خاص طور پر ماتھے پر قشقہ لگانے کا رواج ہے، بعض مرتبہ مسلم لیڈران یا غیر مسلم اکثریت علاقہ یا آفس میں مسلمان خواتین بھی اس عمل میں شریک ہو جاتی ہیں اس حوالہ سے مفتی کفایت اللہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:

چندن کا قشقہ لگانا اگر چہ ہندوؤں کا قومی اور مذہبی شعار ہے؛ لیکن اس میں شبہ ضرور ہے کہ آیا یہ فعل ان کا ایسا مذہبی شعار ہے جو مستلزم کفر ہو یا نہیں جو لوگ اسے شعارِ کفر قرار دیں وہ ان لوگوں کی تکفیر کریں گے؛ لیکن مجھے تامل ہے میرے خیال میں یہ شعار کفر نہیں اگر چہ کافروں کا شعار ہے، اس کی مثال ڈاڑھی منڈانا، الٹی طرف گریبان بنانا یا انگریزی ٹوپی پہن لینا ہے، کہ یہ قوم کفار کے قومی شعار ہیں؛ لیکن شعارِ کفر نہیں ہے، اسی طرح چندن کو بھی خیال کرتا ہوں، ورنہ کم از کم اس میں شبہ ضرور ہے اور شبہ کی حالت میں تکفیر کی جرأت نہیں کرسکتا۔ (۲)

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند وقف میں لکھا ہے کہ یہ غیر مسلموں کی تہذیب سے مشابہت ہے جسکی ہرگز اجازت نہ ہوگی، اوران مذہبی قومی شعار میں اتحاد و یگانگت پیدا کرنے کی بھی اجازت نہ ہوگی، باقی تکفیر تو نہ کی جائے گی جب تک کہ رضا اور خوشی سے لگانا واضح نہ

(۱) بنوریہ ٹاؤن، فتوی نمبر:144203200428

(۲) کفایت المفتی: ۱۳: ۱۸۰

ہو جائے۔(۱)

چرچ، مندر یا گردوارہ جانا کیسا ہے؟

وہ مقامات جہاں غیر اللہ کی عبادت کی جاتی ہے یا کفار اپنے عقیدے کے مطابق عبادت کرتے ہیں چونکہ یہ مقامات معصیت کا گڑھ ہے اور شیطان کی آماجگاہ ہوتے ہیں اس کی وجہ سے ان مقامات پر جانے کی شرعاً اجازت نہیں ہے۔

فقہاء کرام نے ایسے شخص کو تعزیری سزا کا مستحق قرار دیا ہے جو کفار کی عبادت گاہ مستقل جاتا ہو۔

خلاصہ یہ ہے کہ مسلمانوں کا مندروں ''چرچ'' گردوارہ اور کفار کی دیگر عبادت گاہوں میں جانا جائز نہیں ہے لہذا سیر وسیاحت کے لیے گرونانک جانا جائز نہیں ہے

امداد الفتاوی میں ہے: میلہ پرستش گاہ ہنود میں عموماً مسلمانوں کا جانا اور خصوصا علماء کا جانا اور یہ بھی نہیں کہ کوئی ضرورتِ شدیدہ دنیاوی ہی ہو محض سیر وتماشے کے لیے جانا سخت ممنوع وقبیح ہے۔(۲)

اس حوالہ سے حضرت خالد سیف اللہ رحمانی صاحب فرماتے ہیں کہ غیر مسلم کی عبادت گاہوں میں اس طرح داخل ہونا جائز نہیں کہ شعائرِ کفر کا احترام مقصود ہو، یا نیت تو ایسی نہ ہو؛ لیکن موقع تہوار وغیرہ کا ہو، جس میں لوگ عبادت وتعظیم غیر اللہ کی نیت سے جایا کرتے ہوں، البتہ محض کسی عمارت کو دیکھنے یا وہاں کسی سے ملاقات کرنے یا اسی طرح کی کسی ضرورت کے لیے جائے تو اس کی گنجائش ہے؛ چنانچہ حضرت عمرؓ کا فتح بیت المقدس کے بعد گرجا گھروں میں جانا اور نماز ادا کرنا ثابت ہے۔(۳)

---

(۱) مستفاد از: فتاویٰ دار العلوم وقف: ۱/ ۱۷۳، ۱۷۴

(۲) بنوریہ ٹاؤن، فتوی نمبر: 144107200152

(۳) کتاب الفتاویٰ: ۱/ ۳۱۳

بتوں پر چڑھائے ہوئے ناریل خریدنا یا کھانا

ناریل خود ایک جائز اور حلال پھل ہے؛ لیکن اگر کوئی حلال چیز بھی غیراللہ پر چڑھائی جائے تو وہ حرام ہو جاتی ہے اور قرآن مجید میں **و ما أهل به لغير الله** جو وارد ہوا ہے یعنی وہ چیز جس پر غیراللہ کا نام لیا گیا ہو، وہ ایسی تمام چیزوں کو شامل ہے، خواہ وہ حیوان ہوں یا نباتات ہوں، گرچہ خریدار نے خود بت پر نہیں چڑھایا ہے؛ لیکن اصول یہ ہے کہ اگر کسی شئے کا حرام ہونا معلوم ہو تو ملکیت بدل جانے کے بعد بھی حرمت متعدی ہوتی ہے، یعنی اگر کوئی دوسرا شخص اسکو خرید لے یا بہ طور ترکہ کے وہ اس کے حصہ میں آئے تب بھی وہ حرام ہی باقی رہے گی، ملکیت کی تبدیلی کی وجہ سے حرمت ختم نہیں ہوتی۔

الحرمة تنتقل مع العلم (۱)

غرض مسلمانوں کے لیے پجاری کے پاس سے ناریل خرید کرنا جائز نہیں، رہ گیا اس ناریل میں پکا ہوا پکوان، تو اس میں چوں کہ ناریل کو سالن کے دوسرے اجزاء سے الگ کرنا ممکن نہیں اور بذاتِ خود حلال ہے اس لیے اس کے کھانے میں کراہت تو ہوگی، مگر بالکل حرام نہیں ہوگا۔ (۲)

ہوٹل اور دوکانوں سے متعلق جب تک یقینی طور پر علم نہ ہو جائے یا ثبوت وشواہد کی بنیاد پر غالب گمان حاصل نہ ہو جائے کہ اس ہوٹل میں مندر میں چڑھایا ہوا ناریل استعمال ہو رہا ہے، اس وقت تک محض شبہ اور بے دلیل گمان کی بنیاد پر ناریل اور اس سے بنی ہوئی چیزوں کو ناجائز قرار نہیں دیا جا سکتا ہے۔

اس حوالہ سے بنوریہ ٹاؤن میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص ان پجاریوں سے ناریل خرید کر اس کا تیل نکال کر اسے فروخت کرتا ہے تو یہ جائز ہے، اور اس سے قبل خرید کر

---

(۱) شامی: ۹/ ۵۵۴

(۲) کتاب الفتاویٰ: ۷/ ۴۲

استعمال کرنا بھی جائز ہے۔(۱)

بلاؤں سے بچنے کے لیے لیمو یا ناریل رکھنا

نفع ونقصان کا مالک اللہ ہے یہ ہمارا عقیدہ ہے، جادو اور نظرِ بد بھی اللہ کے حکم سے واقع ہوتی ہے، نحوست کا تعلق ہمارے اعمالِ بد سے ہے، بے برکتی فجر نہ پڑھنے یا بعد فجر سو جانے سے ہے، اگر حالات موافق نہ ہوں، مصائب وبلاؤں کا تسلسل ہو تو اسکے علاج ودفع کے لیے وہ طریقے اختیار کیے جانے چاہیے جسکی اللہ نے نبی کو رہبری فرمائی ہے، اللہ کی طرف رجوع ہو جائے، معوذتین کا معمول بنائیں، صبح وشام کی مسنون دعاؤں کا اہتمام کریں؛ لیکن بلاؤں سے بچنے کے لیے، دوکان، مکان کی چوکھٹوں پر ناریل یا لیموں کاٹ کر ڈالنا، یہ گمراہی اور جہالت کے کام ہیں، مشرکانہ تصورات کا نتیجہ ہیں، بدترین گناہ اور عقیدے کا بگاڑ ہے، جو اسلام اور اہل اسلام کی شان کے بالکل خلاف ہے۔

وساوس اور مشرکانہ تصورات سے بچنے کے طریقے

۱۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کا اہتمام کریں۔

۲۔ ذہن کو اختیاری طور پر مزید خیال میں غوطہ لگائے بغیر، توجہ دیے بغیر کسی مثبت کام میں لگ جائے۔

۳۔ تنہائی میں زیادہ نہ رہیں۔

۴۔ مثبت اور کرنے کے کام کو غالب رکھیں۔

۵۔ اپنی قوت ارادی کو مضبوط کرتے ہوئے پوری قوت سے وسوسہ دور کرنے اور اپنے ذہن کو کسی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کریں۔

۶۔ آمنت باللہ و رسلہ کہے۔

۷۔ پیشاب کی چھینٹوں سے بچنے کی کوشش کریں۔

---

(۱) بنوریہ ٹاؤن، فتوی نمبر: 14390920466

۸۔ حضرت مولانا احمد خانپوری دامت برکاتہم بطورِ وظیفہ کے یہ فرماتے ہیں کہ آمنت باللہ و رسلہ چلتے پھرتے پڑھا کریں اور فجر اور مغرب کے بعد چوتھا کلمہ پڑھنے کی عادت ڈالیں۔

۹۔ جو خیالات غیر اختیاری آتے رہتے ہیں اس سے نہ ایمان میں خلل واقع ہوتا ہے نہ گناہ ہوتا ہے، بلکہ ان خیالات سے طبیعت کو جو تکلیف ہوتی ہے اس کا ثواب بھی ملتا ہے۔ تو یہ دینی اعتبار سے راحت کی بات ہوئی نہ کہ پریشانی کی بات ہوئی۔

غیروں کے طریقوں کو پسند کرنا/غیروں کی نقالی کرنا

بعض دین بیزار آزاد خیال غیروں کے ساتھ رہنے والے لوگ لباس وگفتار میں غیروں کی نقل مسلمانوں کے مقابلے میں ان کی مدد اور ان سے مدد لیتے ہیں ان پر اعتماد ان کو ہمراز و مشیر بناتے ہیں، اسلامی تاریخ چھوڑ کر ان کے ہاں مروجہ تاریخ کو اپناتے ہیں، ان کے تہواروں میں شرکت ان کے تہذیب وتمدن کی تعریف کرتے ہیں یہ سب غیروں سے محبت کی علامت ہے جبکہ شریعت نے ان سے محبت کرنے سے منع فرمایا ہے ان سے احتراز کریں۔

دنیاوی مفاد یا کافر ملک کا ویزا حاصل کرنے کے لیے خود کو قادیانی بتلانا

کسی کافر ملک کا ویزا حاصل کرنے کے لیے یا کسی اور دنیاوی مصلحت کے لیے پاسپورٹ اور ویزا فارم پر مذہب کے خانے میں کسی مسلمان کا دانستہ اپنے آپ کو قادیانی لکھنا صراحۃً اور کافر مذہب کی طرف اپنی نسبت کرتا ہے جو سراسر موجب کفر ہے۔

مُسْلِمٌ قَالَ: أَنَا مُلْحِدٌ يَكْفُرُ، وَلَوْ قَالَ: مَا عَلِمْتُ أَنَّهُ كُفْرٌ لَا يُعْذَرُ بِهَذَا. (۱)

موجودہ زمانہ میں عیسائی حقیقت میں عیسائی نہیں، اگر ہیں تو حضرت عمرؓ کے حکم کے مطابق ہمارا نکاح نسلوں کو عیسائی بنادے گا، امریکہ وغیرہ کے ویزے کے لیے کسی عیسائی عورت سے نکاح کرنا بھی جائز نہیں، غیر اسلامی حرکت ہونے کے ساتھ دھوکہ اور فریب بھی ہے۔

---

(۱) فتاوی ہندیہ، ج:۲، ص:۲۷۹

نمسکار کہنے کا حکم

اگرکوئی کافر اپنے طریقے سے سلام کرے اورکوئی ایسا لفظ استعمال کرے جس میں مشرکانہ معنی نہ ہوتو جواب میں انہی کو دہرانا بہتر ہے اوران کوملاقات کے موقع پراس لفظ سے مخاطب کیا جا سکتا ہے جیسا کہ بعض علاقوں میں ہندو بھائی کوآداب کا جواب آداب سے دینا یاملاقات کے موقع پران کوآداب کہنا درست ہے،نمسکار میرے علم کے مطابق مشرکانہ معنی پر مشتمل ہے اس لیے نمسکار کہنا درست نہیں،حدیث میں غیر مسلموں کوسلام کا جواب وعلیکم کہنے کا ذکر ملتا ہے۔إذا سلم علیکم أهل الکتاب فقولوا: وعلیکم [1]

اس لیے فقہاء نے اس حدتک ان کے سلام کا جواب دینے کی بات کہی ہے [2] اگر کوئی اہلِ ہنود بوقتِ ملاقات نمستے کہہ دے رام رام یا ایسے کلمات سے سلام کرے تو جواب میں ''وعلیکم یا آداب'' کہہ دیا کریں۔

حضرت خالد سیف اللہ رحمانی دامت برکاتہم فرماتے ہیں: نمستے اور نمسکار غیر اسلامی اورمشرکانہ عقیدہ پر مبنی تعبیرات ہیں،اس لیے مسلمانوں کے لیے ایسے الفاظ کا کہنا قطعاً درست نہیں، ہاتھ جوڑنا بھی غیراسلامی طریقہ ہے، زبان سے آداب وغیرہ کہہ دینا درست ہے، بوقتِ ضرورت سلام بھی کیا جا سکتا ہے؛لیکن سلام سے کفروشرک سے سلامتی کا معنی ذہن میں رکھا جائے تو بہتر ہے۔

ویسلم المسلم علی أهل الذمة لو له حاجة إلیه. [3]

کافرکوسلام کرنا

کافرکوسلام اگرتعظیماً کیا جائے تو موجبِ کفر ہے،اوراگرتعظیم مقصود نہ ہو بلکہ صرف

---

(۱) صحیح بخاری،حدیث نمبر:۶۲۵۸

(۲) کتاب الفتاویٰ:۱/ ۳۲۴

(۳) کتاب الفتاویٰ:۱/ ۱۸۳

ملاقات کے وقت تحیہ کے طور پر کریں تو ناجائز ہے، البتہ اگر اپنی کسی حاجت وضرورت کے لیے کرے تو جائز ہے، اور اسلام کا طریقہ یہ ہے کہ ان الفاظ سے سلام کرے۔

السلام علی من اتبع الهدی اور جواب میں صرف وعلیک کہتے ہیں۔

ویسلم المسلم علی أهل الذمة لو له حاجة، والإکراه هو الصحیح (۱)

اگر کہیں غیر مسلم مسلمانوں ہی کی طرح السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کا سلام چاہیے ہو تو اضطراری اور غیر معتدل احوال میں کیا جاسکتا ہے، حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب فرماتے ہیں کہ سلام سے کفر وشرک سے سلامتی کا معنی ذہن میں رکھا جائے۔

سالگرہ منانا

سال کے مکمل ہونے پر اسی مخصوص دن پر مبارک بادی دینا اس دن گھر خاندان دوست احباب کو دعوت کرنا نہ قرآن سے ثابت ہے نہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صحابہ وتابعین نے مبارکبادی دی ہے نہ بطور تہوار اس کو یادرکھا گیا ہے۔

بلکہ غیروں کا طریقہ ورسم ہے، عیسائیوں کی تہذیب وشعار میں داخل ہے اس دن مخصوص لباس پہننا موم بتیاں لگا کر کیک کاٹنا موسیقی گانے بجانے مرد وزن کا اختلاط تصویر کشی فضول خرچی وغیرہ ہوتی ہے جو کہ ناجائز ہے۔

یہ عمل احمقانہ بھی اس لیے ہے کہ زندگی کے کم ہونے پر افسوس واستغفار ہونا چاہیے نہ کہ خوشی، ایک لاکھ میں سے کچھ خرچ ہوجائے تو انسان افسوس کرتا ہے نہ کہ خوشی مناتا ہے۔

ہاں البتہ ان خرافات ولوازمات، محرمات کو شامل کیے بغیر عیسائیوں کی مشابہت اور منکرات کو اختیار کیے بغیر سال یا متعدد سال کے گزرنے پر عافیت کے ساتھ زندگی کے گزرنے پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے کوئی تقریب کرلیں گھر میں خوشی کے لیے کچھ بنالے یا باہر سے کوئی چیز لے آئیں تو اس کی گنجائش ہے۔

فتاوی رشیدیہ میں ہے سالگرہ یادداشت عمر اطفال کے واسطے کچھ حرج نہیں معلوم

---

(۱) شامی، ج:۶، ص:۴۱۲/ نجم الفتاویٰ، ج:۱، ص:۱۴۰

ہوتا اور بعد سال کے بوجہ اللہ کھلانا بھی درست ہے۔(۱)

فتاوی دارالعلوم دیوبند میں ہے نفس کیک (Cake) کاٹنا اور اسے کھانا فی نفسہ جائز اور مباح عمل ہے لیکن مخصوص ایام جیسے برتھ ڈے وغیرہ میں خاص پابندیوں کے ساتھ کیک کاٹنا پھر اسے تقسیم کرنا غیروں کے طریقے کی نقل اور بری رسم ہے مسلمانوں کو اس سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔

اس موقع سے بعض بزرگان دین سے (Happy birthday) پر اس طرح کی دعائیں دینا منقول ہیں اللہ آپ کی عمر میں برکت دے، دنیا میں کامیابی نصیب کرے۔

بارک اللہ فی عمرک وعملک ورزقک وجعلک من الصالحین المقبولین

کرسمس کی مبارک بادی

کرسمس عیسائیوں کا مذہبی تہوار ہے جو حضرت عیسیٰؑ کی خدائی اور بیٹے ہونے کے عقیدہ پر مبنی ہے۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَنُ وَلَدًا ، لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا(۲)

وہ آیت پڑھیے: **تکاد السماوات یتفطرن**، خدا کا کسی کو بچہ کہنا پروردگارِ عالم کے لیے کتنا تکلیف دہ ہے، ناراضگی کا باعث ہے، بجائے ہم انہیں حقیقت کی دعوت دینے کے جو کہ اسلام میں واضح کفر ہے (اگرچہ عیسیٰؑ کا پیدائش کا دن حتمی طور پر غیر متعین اور عیسائی محققین کے مابین مختلف فیہ ہے) کرسمس کی مبارک بادی دینا ان کی دعوت کو قبول کرنا تحفے تحائف کا لین دین ان کے نقطہ نظر کی تائید کرتا ہے، اگر اس سے ان کے مذہب کی تعظیم مقصود ہو تو کفر کا اندیشہ ہے، اور اگر رواج کے دباؤ معاشرے پڑوسی، اسکول و آفس کے لوگوں سے مرعوب ہو کر لاعلمی و جہالت میں کہہ دے تو یہ مکروہ وہ ناپسندیدہ اور

(۱) حرمت وجواز کے مسائل: ص 567

(۲) مریم: ۸۸،۸۹

ایمانی کمزوری کی علامت ہے توبہ کرنا چاہیے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

خالفوا الیھود وَ النَّصَارٰی(۱)

دوسری روایت میں ہے:

مَن تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ(۲)

تیسری روایت میں ہے:

اجتنبوا اعداء اللہ فی عیدھم(۳)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ جس شخص کی بیوی عیسائی ہو تو کیا وہ اپنی بیوی کو عیسائیوں کی عید یا چرچ میں جانے کی اجازت دے سکتا ہے تو آپ نے فرمایا وہ اسے اجازت نہ دے کیونکہ اللہ نے گناہ کے کاموں میں تعاون نہ کرنے کا حکم دیا ہے۔(۴)

متعدد شافعی فقہاء کا کہنا ہے کہ جو کفار کی عید میں شامل ہو اسے سزا دی جائے۔(۵)

امام مالکؒ کے شاگرد رشید مشہور مالکی فقیہ عبدالرحمن بن القاسم سے سوال کیا گیا کہ ان کشتیوں میں سوار ہونا جائز ہے جن میں عیسائی اپنی یہ عیدوں کے دن سوار ہوتے ہیں تو آپ نے اس وجہ سے اسے مکروہ قرار دیا کہ کہیں ان پر اللہ کا عذاب نہ اتر آئے کیونکہ ایسے موقع پر وہ مل کر شرک کا ارتکاب کرتے ہیں۔(۶)

احناف کے مشہور فقیہ ابو حفص کبیر نے فرمایا اگر کوئی شخص 50 سال اللہ کی عبادت کرے پھر مشرکین کی عید میں آئے تو وہ اس دن کی تعظیم کرتے ہوئے کسی مشرک کو ایک

---

(۱) سنن ابوداؤد، حدیث نمبر: ۶۵۲

(۲) سنن ابوداؤد، حدیث نمبر: ۴۰۳۱

(۳) سنن بیہقی، حدیث نمبر: ۱۸۸۶۲

(۴) المغنی لابن قدامہ، ج:۹، ص: ۳۶۴

(۵) مغنی المحتاج، ۵، ص: ۵۲۶

(۶) المدخل لابن الحاج: ج: ۲، ص: ۴۷

انڈا ہی تحفہ دے دے تو اس نے کفر کیا اور اس کے اعمال ضائع ہو گئے۔(۱)

ایسے موقع پر اگر کوئی کہے (Merry Christmas) اور جواب کا منتظر ہو تو پوری نرمی سے اس طرح جواب دے سکتے ہیں:

I respect you, but i don't celebrate religious holidays.

یا

Thank you but i don't belive in religious festivals other than Eid.

اردو ترجمہ بھی ہو تو عمدہ ہے۔

اللہ کو خدا یا گاڈ (God) کہنا کیسا ہے

اپنے محاورات اور بول چال میں اللہ تعالی کا ایسا نام لینا اولی اور مناسب ہے جو قرآن شریف اور حدیث شریف سے ثابت ہو، تاہم ہر زبان میں اللہ تعالی کے نام میں ان کا بھی ادب واحترام لازم ہے۔

یہ بات جانتے ہوئے کہ فلاں لفظ اللہ تعالی کا نام ہے اس کی بے ادبی کرنے کا حق نہیں اس سے پورا پرہیز لازم ہے، لیکن چونکہ بعض اللہ تعالی کے وہ نام ہیں جو دوسری زبانوں میں ان کے شعار بن چکے ہیں لہذا فقہاء کرام نے تقسیم کرتے ہوئے فرمایا: کہ جو نام دیگر اقوام میں ان کے شعار بن چکے ہیں جیسے رام، ایشور، پرویشور، بھگوان وغیرہ ایسے ناموں سے اہل اسلام کو بچنا ضروری ہے باقی جو نام دیگر اقوام میں شعار نہیں بنے ہیں جیسے خدا، ایزد، یزدان، گاڈ وغیرہ ان کا استعمال درست سمجھا جائے گا۔(۲)

اسی طرح ''اللہ میاں، اللہ صاحب'' کہنے سے متعلق کتابوں میں لکھا ہے کہ جو الفاظ

---

(۱) البحر الرائق، ج:۸، ص:۵۵۵

(۲) تفصیل کے لیے دیکھیے: فتاوی محمودیہ: ۱/ ۲٦۷ تا ۲۷۱ / نظام الفتاوی: ۱/ ۳۹ تا ۴۱

عرف میں تعظیم کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں، ان کا استعمال اللہ کے لیے درست ہے، جیسے ''اللہ میاں'' عرف میں تعظیم کے لیے بولا جاتا ہے، البتہ ''اللہ صاحب'' کے بارے میں مولانا یوسف صاحب لدھیانویؒ فرماتے ہیں کہ پرانے زمانہ کی اردو میں یہ لفظ مستعمل تھا؛ لیکن اب یہ لفظ جدید اردو میں متروک ہو چکا ہے، پھر بھی اگر استعمال کرتا ہے تو حرام نہ ہوگا؛ البتہ زیادہ بہتر بھی نہ ہوگا۔

پب جی کا حکم اور کچھ جزئیات

چار سال قبل لاک ڈاؤن کے زمانے میں جو مسائل کثرت سے مفتیانِ کرام اور دارالافتاؤں کے درمیان گردش کر رہے تھے، ان میں سے ایک پب جی گیم اور اس کے جزئیات کا حکم بھی ہے۔

مختلف دارالافتاؤں اور مفتیانِ کرام کے تفصیلی کتابچوں اور فتاؤں کا خلاصہ قدرِ مشترک باتوں کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

پہلی بات یہ ہے کہ کسی بھی کھیل کے جائز ہونے کے لیے ضروری ہے کہ

۱۔ وہ کھیل بذاتِ خود جائز ہو

۲۔ اس میں کوئی ناجائز بات نہ ہو

۳۔ کھیل دینی یا دنیاوی منفعت کا حامل ہو مثلاً: جسمانی ورزش وغیرہ محض لہو ولعب کے لیے نہ ہو۔

۴۔ کھیل میں غیر شرعی امور کا ارتکاب نہ ہو۔

۵۔ کھیل میں اتنا غلو نہ کیا جائے کہ جس سے شرعی فرائض میں کوتاہی یا غفلت پیدا ہو جائے۔

اب دیکھیے کہ!

پب جی گیم میں: ۱۔ جاندار کی تصویر ہے، ۲۔ موسیقی ہے، ۳۔ جوا ہے، ۴۔ شرعی واجبات سے غفلت ہوتی ہے، ۵۔ دینی دنیاوی کوئی فائدہ نہیں ہے، ۶۔ بلکہ دماغی اور صحت کی بربادی ہے، ۷۔ منفی اثرات انتقام اور مار دھاڑ کے نتائج سامنے آئے وغیرہ اس

طرح کی قباحتیں اور خرابیاں اس میں پائی جاتی ہیں، جس کی بنا پر تقریبا سارے ہی اکابر مفتیان کرام نے اس گیم کو ناجائز اور حرام قرار دیا ہے۔

دوسری بات پب جی گیم میں بعض دفعہ پاور حامل حاصل کرنے کے لیے گیم کھیلنے والے کو بتوں کے سامنے پوجا کرنی پڑتی ہے اور گیم کھیلنے والے شخص کا گیم میں موجود اپنے کھلاڑی کو پاور حاصل کرنے کے لیے بتوں کے سامنے جھکانا اور بتوں کی پوجا کروانا بھی پایا جاتا ہے، گیم میں نظر آنے والا کھلاڑی اسی گیم کھیلنے والے کا عکاس اور ترجمان ہے، تو اس طرح کے عمل سے کیا انسان مشرک بن جاتا ہے؟ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اس سلسلے میں جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے فتوے میں ہے کہ یہ کھیل کھیلنا ناجائز ہے اور پب جی میں بتوں کے سامنے جھک کر پاور حاصل کرنا شرک ہے اور عملا اس کو کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے، کم از کم عملا شرک پر راضی ہونا تو پایا جاتا ہے۔

حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی دامت برکاتہم لکھتے ہیں کہ

۱۔ اگر کسی شخص نے کھلاڑی کو کارٹون کے سامنے جھکاتا ہے لیکن اس کا ارادہ پرستش کا نہیں ہے تو یہ کفر نہیں ہے کیونکہ جھکنا ہمیشہ عبادت کے لیے نہیں ہوتا احترام کے لیے بھی ہوتا ہے یا صرف رسما بھی ہوتا ہے البتہ کفر کا شبہ ہے۔

۲۔ اور اگر گیم کھیلنے والے کو پتہ ہی نہ ہو کہ یہ چیز مورتی بت ہے تب تو بدرجہ اولی کفر کا حکم نہ لگے گا۔

تمرینی سوالات

۱۔ جے شری رام یا جے ماتا دی کہنے کا کیا حکم ہے؟

۲۔ مورتی پوجا پر مبارک باد دینا کیسا ہے؟

۳۔ کیا پوجا پاٹ میں شرکت کرنا جائز ہے؟

۴۔ مورتی کے سامنے ہاتھ جوڑنا کیسا ہے؟

۵۔ کیا بزرگوں کی تصویر پر پھول مالا چڑھا سکتے ہیں؟

۶۔ کلائی پر دھاگہ یا زنجیر باندھے کا کیا حکم ہے؟

۷۔ کیا شریعت کی نظر میں وندے ماترم کہنے کی گنجائش ہے؟

۸۔ جھنڈے کو سلامی دینا کیسا ہے؟

۹۔ ناجائز کاموں میں تعاون کرنے کا اصول بتائیں۔

۱۰۔ وطن سے محبت کا مطلب کیا ہے؟

۱۱۔ یوگا اور سوریہ نمسکار کا حکم بتائیں۔

۱۲۔ غیر مسلموں کے تہوار میں شرکت کا حکم بتائیں۔

۱۳۔ گنیش یا غیر مسلموں کے مذہبی کاموں میں چندہ دینا کیسا ہے؟

۱۴۔ دسہرہ کے موقع پر مسلمان کا غیر مسلم کے لیے بکرا ذبح کرنا کیسا ہے؟

۱۵۔ دسہرہ کی دعوت میں شرکت کرنا کیسا ہے؟

۱۶۔ گائے کا پیشاب اور پرشاد کھانے کا حکم بتائیں۔

۱۷۔ کیا نجومی یا جوتشی کو اپنے ہاتھوں کی لکیریں دکھا کر اپنی قسمت کا حال معلوم کر سکتے ہیں؟

۱۸۔ کیا مسلمان ہولی کھیل سکتے ہیں؟

۱۹۔ کسی کو مندر تک چھوڑنا یا گنیش لے جانا کیسا ہے؟

۲۰۔ راکھی باندھنا پٹاخے جلانا اور اس کا کاروبار کرنا کیسا ہے؟

۲۱۔ کیا غیر مسلموں کے مذہبی کاموں میں شرکت اختیار کی جا سکتی ہے؟

۲۲۔ کیا غیر مسلموں کو ان کے تہواروں پر مبارک باد پیش کی جا سکتی ہے؟

۲۳۔ کیا اسلام میں ماتھے پر بندیاں یا قشقہ لگانے کی گنجائش ہے؟

۲۴۔ کیا سیر و تفریح کے لیے گردوارہ یا مندر جا سکتے ہیں؟

۲۵۔ بتوں پر چڑھائے ہوئے ناریل خریدنا کیسا ہے؟

۲۶۔ بلاؤں سے بچنے کے لیے لیموں یا ناریل رکھنا کیسا ہے؟

۲۷۔ کیا غیروں کے طریقوں کو پسند کرنا جائز ہے؟

۲۸۔ کیا دنیاوی مفاد یا کسی کافر ملک کا ویزا حاصل کرنے کے لیے خود کو قادیانی بتلا سکتے ہیں؟

۲۹۔ کافر کو سلام کرنے اور اس کے سلام کا جواب دینے اور نمسکار کہنے کا کیا حکم ہے؟

۳۰۔ سالگرہ منانے کا کیا حکم ہے؟

۳۱۔ کرسمس پر مبارک باد پیش کرنا کیسا ہے؟

۳۲۔ اللہ کو خدا یا گاڈ کہنا کیسا ہے؟

۳۳۔ پپ جی گیم کھیلنا کیسا ہے؟ اور اس میں کیا شرعی قباحت ہے؟

کفریہ وشرکیہ اشعار

شریعت کے خلاف اشعار کہنا

اسلام میں سب سے زیادہ مبغوض اور خدا کے عفو ودرگذر سے محروم کردینے والی چیز وہ شرک ہے، شرک صرف بت پرستی ہی کا نام نہیں ہے، بلکہ انبیاء واولیاء کو خدا کا درجہ دینا بھی شرک ہے، عیسائیوں نے حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ یہی کیا تھا کہ ان کو الوہیت میں شریک کردیا، انبیاء کرام اور بزرگانِ دین سے محبت مطلوب وممدوح ہے؛ لیکن محبت میں غلو کردینا، وزن شعری اور قافیہ بندی کے لیے کفریہ، شرکیہ یا موہم شرک کلمات کا استعمال کسی صورت میں جائز نہ ہوگا۔

جوکوئی اشعار میں ایسے مفہوم اور معنی کو شامل کرے جو اللہ سے شکوہ، عدمِ رضا بالقضا شراب کو ہر پریشانی کا حل سمجھنے، حلّتِ خمر اور انکار حرمت پر مبنی ہو، حاملینِ دین علماء کرام کی تذلیل استخفافِ دین یا استخفاف علم دین پر مبنی ہوتو یہ شخص دائرہ اسلام سے خارج سمجھا جائے گا اور اگر مندرجہ بالا امور ان حیثیات پر مبنی نہ ہوتو یہ شخص کافر نہیں ہوگا البتہ گنہگار ہوگا۔ (۱)

نعتوں میں پائے جانے والے شرکیہ اشعار کی چند مثالیں

علماء کرام نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات وشمائل اخلاق واوصاف، معجزات وغزوات، عبادات وعادات کو بہت مفصل طریقے سے جتنا لکھا ہے شاید ہی کسی شخصیت کے بارے میں اس طرح لکھا ہے، پھر یہ سیرت وتعلیمات اشعار کی شکل میں ہوتو نعت کہتے ہیں، کسی انسان کی خوبیوں کو اس کی زندگی میں بیان کی جائے تو عربی میں مدح اردو

(۱) سنن ترمذی، حدیث نمبر: ۲۲۶۰

میں نعت کہتے ہیں، اوراس کے مرنے کے بعد اوصاف ومناقب کا ذکر کیا جائے تواس کومرثیہ کہتے ہیں، ہم اہل سنت والجماعت عقیدہ رکھتے ہیں کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی روضۂ اقدس میں باحیات ہے اسی لیے آپ کی تعریف بہرصورت وہ نعت کہلاتی ہے۔

پھر نعت کی بہت ساری قسمیں ہیں، بہت سارے انداز اوراسلوب ہیں، کبھی تو نعت میں اندازِ توصیفی ہوتا ہے کبھی عشقیہ، کبھی تو غزلیہ، کبھی دیگر مقاصد ملی، معاشرتی، تاریخی سیاسی اور حصولِ ثواب وتبرک ہوتا ہے، نعت کہنے سننے کے آداب ہوتے ہیں۔

۱۔ نبی کی عظمت ومحبت دل سے ہو۔

۲۔ محبت وعقیدت میں ایسا غلو نہ ہو کہ خدا کے برابر کردیا جائے اللہ کی صفات نبی کو دیدی جائے۔

۳۔ نعت میں شرک غلو اور عقیدے کی خرابی سے بچا جائے۔

۴۔ نبی کی عظمت وکمال عبدیت وبشریت میں ہے، فرشتہ قرار دینے میں نہیں ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نور کی نسبت روحانی ہے نہ کہ حقیقی۔

۵۔ نعت میں نبی کو عالم الغیب یہ حاضر و ناظر سمجھا جائے، نبی سے براہ راست مدد مانگی جائے، نبی کو مالک وبخشنے والا سمجھا جائے تو یہ شرک اور حرام ہے۔

۶۔ کسی کی تعریف میں غیر موجود صفات کو شامل کیا جائے مبالغہ وہ جھوٹ سے کام لیا جائے، تقابلی انداز میں دیگر انبیاء کی توہین لازم آئے تو یہ سب غلو میں شامل ہو کر ممنوع ہو جائیں گے۔

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ (۱)

''اے اہل کتاب تم دین کے معاملے میں غلومت کرو۔''

وإيَّاكُمْ والغُلُوَّ في الدِّين، فإنَّما أَهْلَكَ مَنْ كانَ قبلَكُم الغُلُوُّ في الدِّين (۲)

---

(۱) النساء:۱۷۱

(۲) سنن نسائی، حدیث نمبر:۳۰۵۶

تم دین میں غلومت کروکہ پچھلے لوگ غلوفی الدین کے باعث ہلاک ہو گئے۔

دوسری بخاری شریف کی حدیث ہے

لَا تُطْرُونِي كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارَى ابْنَ مَرْيَمَ فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهُ، فَقُولُوا: عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ.(۱)

مجھے اس طرح حد سے نہ بڑھاؤ جیسے نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم کو بڑھایا میں اللہ کا بندہ ہوں اس لیے مجھے اللہ کا بندہ اور رسول کہو۔

غلو ہی سے بدعتیں پیدا ہوتی ہیں نتیجہ سنت سے دوری ہوتی ہے، شرک میں مبتلا ہوتا ہے، نتیجہ توحید سے دوری ہوتی ہے، فرقہ واریت وگمراہی کا سبب بنتی ہے اللہ کی ناراضگی پیدا ہوتی ہے۔

الغرض نعت گوئی کے لیے مکمل دل میں عظمت ومحبت کے ساتھ ظاہری وہ باطنی ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے غلو شرک جھوٹ بدعقیدگی زبان درازی وہ بے ادبی سے دوری اختیار کرتے ہوئے سچائی اور محبت میں ڈوب کر اشعار کہنے اور سننے چاہیے۔

ذیل میں مختلف نعتوں میں موجود چند مثالیں پیش کی جارہی ہیں!

اس جیسی بہت نعتوں میں بہت سے اشعار بے اعتدالی شرک وغلو سے بھرے ہوئے ہیں، ان کے کہنے سننے سے گریز کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔

۱۔ ''جونہ ہوتا تیرا جمال رب نہ کرتا یہ کمال''

بعض نعتوں میں یہ مفہوم ہوتا ہے کہ گویا اللہ کی قدرت نبی کے جمال کی محتاج ہے اور یہ بات اللہ کی صفات کمال میں نقص کا اظہار ہے اور کفر وشرک کی طرف لے جاسکتی ہے۔

۲۔ کعبہ بھی تیرا خدا بھی تیرا جہاں بھی تیرا

اس میں نبی کو ہر چیز کا مالک بنایا جارہا ہے اور اللہ کی خاص صفات

(۱) صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۳۴۴۵

اختیارات کو غیر اللہ کے لیے ثابت کرنا شرک فی الربوبیت ہے۔

۳۔ جو بھی ہے مصطفی کے صدقہ ہے

اس میں ہر نعمت اور ہر شے کا سبب صرف نبی کو بتایا گیا ہے اگر نبی کو بذات خود نعمتوں کا خالق اور سبب ازلی سمجھا جائے تو یہ بھی شرک ہے، البتہ یہ تاویل و مراد ہو کہ نبی کے واسطے اللہ نے نعمت دی ہے تو جائز ہے لیکن واضح کرنا ضروری ہے

۴۔ سجدہ کروں تیرے در پر یارسول اللہ

سجدہ عبادت ہے اور عبادت نبی کے لیے بھی حرام ہے یہ صریح شرک فی العبادت ہے۔

۵۔ مدد کے لیے کوئی نہ ہو تو محمد کافی ہے

اس جملے کا مطلب ہوا کہ نبی ہر حال میں خود مختار ہے مدد کرتے ہیں اگر یہ عقیدہ ہو کہ نبی بذات خود اللہ کے بغیر مدد کر سکتے ہیں تو یہ شرک فی تصرف ہے، ہاں البتہ صرف دعا وسفارش کا مفہوم ہو تو جائز ہے۔

۶۔ تیرا سایہ ہے میرے سر پر خدا کی رحمت نہیں چاہیے

گویا نبی کی ذات اللہ کی رحمت سے بہتر ہے یہ کفریہ جملہ ہے اللہ کی رحمت کو رد کرنا توحید کے خلاف ہے۔

۷۔ یارسول اللہ ہمیں بخشو

نبی کو بخشنے والا سمجھنا جبکہ بخشش صرف اللہ کے اختیار میں ہے شرک ہے نبی تو سفارشی ہو سکتے ہیں بخشش براہِ راست کرنے والے نہیں۔

۸۔ میرے نبی ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں

اگر حاضر و ناظر اللہ کی طرح اور علم غیب میں اللہ کے برابر سمجھ کر کہتا ہے تو یہ شرک فی العلم ہے۔

۹۔ نور والا آیا ہے نور لے کر آیا ہے

اگراس سے ہدایت علم ورحمت کا نور مراد ہے تب تو ٹھیک ہے اور اگر اس عقیدے کے ساتھ کہ نبی بذات خود نور ہے بشر نہیں ہے تو یہ غلط وہ غلو حرام ہے

۱۰۔ تیرا جمال دیکھ کے اللہ کی قسم

تجھ سے خدا کی شان جھلک رہی ہے

نبی کو اللہ جیسا سمجھنا یا اللہ کی شان کا عکس کہنا کفر وشرک ہے

۱۱۔ تیرا در چھوڑ کے جاؤں کہاں

تیرے در پہ سر جھکایا ہم نے

سجدہ صرف اللہ کے لیے خاص ہے کسی نبی ولی یا قبر کو سجدہ کرنا شرک ہے۔

۱۲۔ سارا جہاں ہے تیرے قبضے میں

زمین واسماں کا تو مالک ہے

کائنات کا مالک صرف اللہ ہے یہ شرک فی الربوبیت ہے

۱۳۔ دلوں کا حال جانتے ہیں مصطفی

ہر ایک کی مشکل پہ نظر رکھتے ہیں

کلی غیب کا علم اللہ ہی کو ہے جو کچھ نبی کو معلوم ہوا وہ وحی سے اور اللہ کے بتانے سے ہوا وہ جزئی علم ہے نا کہ کلی تو یہ بھی شرک فی العلم ہوا۔

۱۴۔ مدینے والے ہر جگہ موجود ہے

دیکھتے ہیں ہمیں جانتے ہیں ہمیں

نبی جسمانی طور پر ہر جگہ حاضر وناظر نہیں ہے یہ صفت اللہ کے لیے خاص ہے ورنہ شرک فی الصفات لازم آتا ہے

۱۵۔ جہاں بھی جاؤں میرے ساتھ ہے مصطفی

یہ بھی شرک فی الصفت ہے کہ حاضر وناظر صرف اللہ ہے۔

۱۶۔ ’’مصطفی بن کر خدا خود آیا ہے آمنہ کے آنگن میں‘‘

اس شعر سے متعلق مفتی سلمان منصور پوری صاحب نے لکھا ہے کہ یہ شعر کفریہ کلام

ہے، اس سے حلول کا عقیدہ ثابت ہوتا ہے؛ کیوں کہ اس سے یہی مفہوم ہوتا ہے کہ خدا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت میں دنیا میں آئے جو کہ صریح کفر ہے۔

۱۷۔ ''جس نے اپنی آنکھوں سے مصطفی کو دیکھا اس نے یہ حقیقت ہیں کبریا کو دیکھا ہے، میم سے تو نے چھپایا راز کو اپنے تمام، ''اے احد'' احمد کی صورت میں نہاں تو ہی تو تھا''

مذکورہ اشعار سے متعلق بھی حضرت مفتی سلمان منصور پوری کتاب النوازل میں لکھتے ہیں کہ گرچہ تاویل کی گنجائش نکل سکتی ہے؛ لیکن پھر بھی ایسے موہم شرک اشعار کا پڑھنا اور سننا جائز نہیں ہے، اس لیے کہ اس سے عوام کا عقیدہ بگڑنے کا اندیشہ ہے۔

یارسول اللہ ''انظر حالنا'' اشعار کہنے کا حکم

یارسول اللہ انظر حالنا

(اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے حال پر نظر فرما)

یاحبیب اللہ اسمع قالنا

اے اللہ کے محبوب میری التجا کو سنیے

انني في بحر غم مغرق

میں غموں کے دریا میں غرق ہوتا جارہا ہوں

خذ یدی سهل لنا اشكالنا

میرا ہاتھ پکڑ کر میری مشکلیں آسان فرمادیجئے۔

ان جیسے کلمات واشعار کو صحیح العقیدہ شخص ندبے کے طور پر پڑھ تو سکتا ہے، یعنی جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر اور متصرف ہونے کا عقیدہ نہ رکھتا ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں سرشار ہو کر غلبہ حال میں ایسے اشعار پڑھے تو جائز ہے؛ لیکن روضۂ اقدس کے علاوہ دور سے ندا کے طور پر پڑھنا جائز نہیں، یعنی دعا استعانت کے طور پر پڑھتے ہوئے یہ تصور کرنا کہ میرا کلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سن رہے ہیں، اس تفصیل کے ساتھ صحیح عقیدہ وتصور کے ساتھ فی نفسہ جائز ہے، لیکن عوام ان حالتوں میں تمیز نہیں کرتی ہے

اس لیے علماء نے ایسے اشعار پڑھنے کو مطلقاً مکروہ قرار دیا ہے۔

حضرت رشید احمد گنگوئی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے کلمات کو مکروہ تنزیہی قرار دیا ہے۔(۱)

قوالی کا حکم

قوالی ایک مخصوص طرز کی صوفیانہ اشعار اور گائیگی ہے، جس میں اللہ کی حمد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح اولیاء کرام کے فضائل اصلاحی اور تصوف ومعرفت کے مضامین ہوتے ہیں، جو زیادہ تر اردو فارسی عربی اور ہندی زبانوں میں پیش کی جاتی ہے جس کا مقصد روحانی وجد، عشق الٰہی اور دلوں کو نرم کرنا ہوتا ہے۔

سلسلۂ چشتیہ کی بعض خانقاہوں میں رائج معروف ومقبول ہے جن کو باضابطہ فن کی شکل حضرت امیر خسرو نے دی ہے لیکن چلتے چلتے اشعار کی حقیقت ومقاصد پر دھندلا پن آتا گیا اور رسمیت کے ساتھ خرافات واحیات اور موسیقیت کا اضافہ ہوتا گیا۔

چنانچہ فقہاء کرام نے قوالی کے حکم سے متعلق لکھا ہے کہ وہ قوالی جن میں ایسے اشعار ہوں جو اللہ کی حمد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف روحانی واصلاحی مضامین پر مشتمل ہو اور اس میں کوئی غیر شرعی عناصر گانے بجانے کے آلات یا فحش کلامی نہ ہو تو علمائے کرام نے اس کو جائز قرار دیا ہے۔

اور جن اشعار میں ایسے الفاظ ہیں جو عقیدے میں بگاڑ پیدا کریں شرکیہ یا غلو پر مبنی اشعار ہو تو ناجائز ہوگا اسی طرح موسیقی کے آلات مرد وزن کا اختلاط یا اشعار کے سننے سے بجائے آخرت کی یاد تازہ ہونے کی غفلت اور دین سے دوری پیدا ہو رہی ہے، رقص وناچ چل رہا ہو تو پھر ان اشعار کا سننا ناجائز ہے اور حرام ہوگا اور اس کو عبادت سمجھ کر سنے گا تو کفر کا اندیشہ ہے۔

ڈراموں میں صلیب لٹکانے کا حکم

غیر مسلموں کے ساتھ مذہبی رسومات میں تشبہ اختیار کرنا حدیث پاک کی رو سے

---

(۱) 144507100078

حرام ہے، سیرتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے کہ تشبہ بالکفار اعتقادات وعبادات میں کفر ہے اور مذہبی رسومات میں حرام ہے جیسا کہ نصاریٰ کی طرح سینے پر صلیب لٹکانا اور ہنود کی طرح زنار باندھنا یا پیشانی پر قشقہ لگا لینا ایسا تشبہ بلاشبہ حرام ہے جس میں اندیشہ کفر ہے اس لیے کہ علی الاعلان شعائرِ کفر کا اختیار کرنا اس کے رضاءِ قلبی کی علامت ہے، لہذا کسی مسلم کا ڈراموں وغیرہ میں غیر مسلموں کی طرح صلیب لٹکانا ناجائز وحرام ہے بلکہ اس سے کفر کا قوی اندیشہ ہے۔(۱)

شرکیہ گانوں کا حکم

گانا گانا اور سننا دونوں حرام ہے جو نفاق کو پیدا کرتا ہے کیونکہ اس میں موسیقی ضرور ہوتی ہے، اب اگر وہ شرکیہ گانے ہوں تو بدرجہ اولیٰ حرام ہوگا، رغبت سے گاتا ہے، دہراتا ہے شوق سے مزے سے سنتا ہے تو شرکیہ اشعار پر خوش اور راضی ہونے پر دال ہوتا ہے جو کہ موجبِ کفر ہے البتہ ایسے گانے سننے والے کو فوراً اسے کفر کا فتوی نہیں لگائیں گے تا آں کہ ان شرکیہ اشعار کے مطابق عقیدہ بنا لے یا اس پر راضی ہونے کی علامت ظاہر ہوجائے جیسے: ''یارا تیری یاری کو میں نے خدا مانا'' اور ''سجدے میں سر جھکاتا ہے یارا میں کیا کروں''

اس جیسے اشعار میں تاویل ہوسکتی ہے لہذا جب تک واضح عقیدہ نہ معلوم ہوجائے تو فیصلہ دشوار ہوگا۔

چند شرکیہ گانے

(۱) ''تم ہی ہو تم ہی ہو زندگی اب تم ہی ہو۔''

انسان کو زندگی کا مالک ومحور کہنا شرک فی الصفات ہے، اس شعر میں یہی کہا گیا ہے۔

(۲) ''جب سے دیکھا ہے تمہیں بندگی کرنا سیکھا ہے۔''

---

(۱) بنوریہ ٹاؤن، فتوی نمبر:144307101269

محبوب کی عبادت کا تصور شرک فی العبادت ہے، لہذا یہ بھی شرک ہے۔

(۳) ''تیرا چہرہ دیکھ کر خدا یاد آتا ہے۔''

تو ہی میرا رب ہے تو ہی میرا عشق ہے۔

محبوب کو خدا کہنا یا خدا کے برابر گرداننا شرک ہے۔

(۴) ''تیری پوجا کی ہے دل سے تیرا دیوانہ ہوں میں۔''

پوجا و عبادت صرف اللہ کے لیے ہے۔

(۵) ''تم ہر لمحہ میرے ساتھ ہو میری سانسوں میں بستے ہو۔''

ہر جگہ موجود ہونے کا عقیدہ کھلا ہوا شرک ہے۔

(۶) ''تجھے رب نے بنایا ہوگا فرصت سے تجھے میرے یار۔''

عقیدے کو خراب کرنے والا گانا۔

(۷) ''تو ہی تو جنت میری تو ہی تو منت میری۔''

(۸) ''تو میری زندگی ہے تو میری ہر خوشی ہے۔''

(۹) ''تو ہی میرا رب ہے جہاں ہے، تو ہی میری زندگی۔''

(۱۰) ''تیری چاہت عبادت بن گئی، دیکھتا ہوں بس چہرہ تیرا۔''

(۱۱) ''دل عبادت کر رہا ہے دھڑکنیں میری سن۔''

(۱۲) ''میں نے ہر لمحہ تجھے چاہا تجھے پوجا۔''

ان مذکورہ بالا اشعار میں بھی محبوب کو جنت، عبادت یا خدا کے برابر گرداننا ہے، لہٰذا یہ ممنوع وحرام۔

تجھ میں رب دکھتا ہے گانے کا حکم

لفظ ''رب'' کے معنی عربی لغت کے اعتبار سے تربیت و پرورش کرنے والے کے ہیں اور تربیت اس کو کہتے ہیں کہ کسی چیز کو اس کے تمام مصالح کی رعایت کرتے ہوئے درجہ بدرجہ آگے بڑھایا جائے، یہاں تک کہ وہ حدِّ کمال کو پہنچ جائے، یہ لفظ صرف اللہ

تعالیٰ کی ذات پاک کے لیے مخصوص ہے کسی مخلوق کو بدوں صفات کے رب کہنا جائز نہیں، یہ اللہ کے اسماء حسنیٰ میں سے ایک نام ہے۔ (۱)

مطلب کہ رب اللہ کے پاک نام کو اس طرح استعمال کیا گیا کہ فلم میں کام کرنے والا ہیرو و عاشق کی حیثیت سے اس میں کام کرنے والی ہیروئن کو معشوقہ کی حیثیت سے مخاطب کر کے اشعار بول رہا ہے

تجھ میں رب دکھتا ہے یارا میں کیا کروں
سجدے سر جھکتا ہے یارا میں کیا کروں

یوں بھی فلم میں گانے کے ضمن میں اللہ کے پاک نام کا استعمال کرنا اور بھی ایسے منظر ہیں جو عشقیہ تعلقات کو اجاگر کرنے والے اور شہوت سے پر ہو، یہ اللہ کے پاک نام کی اہانت اور استغفار ہے جو شرعی اعتبار سے ایمان سوز ہے۔

يَكْفُرُ إِذَا وَصَفَ اللَّهَ تَعَالَى بِمَا لَا يَلِيقُ بِهِ، أَوْ سَخِرَ بِاسْمٍ مِنْ أَسْمَائِهِ، أَوْ بِأَمْرٍ مِنْ أَوَامِرِهِ (۲)

اب سوال یہ ہے کہ اس طرح گانا گانے سے وہ گانے والا ایمان سے نکل جائے گا یا نہیں؟

اس میں تفصیل یہ ہے کہ اگر گانے والا یہ جانتا ہے کہ یہ کفریہ عمل ہے اس کے باوجود اسے گا رہا ہے چاہے لہو ولعب یا مزہ کے طور پر گا رہا ہو یا واقعی طور پر گا رہا ہو دونوں صورتوں میں وہ ایمان سے نکل جاتا ہے اور اگر جبر واکراہ کی وجہ سے یا بطور خطا گا رہے تو ایمان سے نہیں نکلے گا، اور اگر اپنی جہالت کی وجہ سے اس کو یہ معلوم نہیں ہے کہ یہ کفریہ عمل ہے اور اختیاری طور پر گا رہا ہے تو اس کے کافر ہونے میں اختلاف ہے۔

وَالْحَاصِلُ: أَنَّ مَنْ تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ لِلْكُفْرِ هَازِلًا أَوْ لَاعِبًا كَفَرَ عِنْدَ الْكُلِّ وَلَا

---

(۱) نجم الفتاویٰ: ۱/ ۶۳

(۲) فتاوی ہندیہ: ۲/ ۲۵۸

اعْتِبَارَ بِاعْتِقَادِهِ كَمَا صَرَّحَ بِهِ فِي الْخَانِيَةِ وَمَنْ تَكَلَّمَ بِهَا مُخْطِئًا أَوْ مُكْرَهًا لَا يَكْفُرُ عِنْدَ الْكُلِّ. (۱)

مکالمے میں کفریہ کلمات بولنا

ضرورۃً کسی منکرِ خدا اور مخالفِ اسلام کا کفریہ کلمہ اور عقیدہ نقل کیا جا سکتا ہے کہ فلاں یوں کہتے ہیں اور فلاں کا عقیدہ یہ ہے اور حکم بیان کرنے کی غرض سے کہا جا سکتا ہے اور یوں نقل کرنا کفر نہیں ہے اس کے علاوہ ہنسی مذاق یا تعلیمی مقصد کے لیے اختیاری کلماتِ کفریہ بولنا اور کافرانہ لباس پہننا خود کو غیر مسلم ظاہر کروانا وغیرہ سے گرچہ کافر نہ ہوں گے کہ عقیدہ ایسا نہیں ہے البتہ ناجائز وحرام ہے، بعض صورتوں میں اندیشہ کفر ہے۔ (۲)

امامِ ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے فرمایا کہ محض زبان سے کفریہ کلمات کو استعمال کرے، گرچہ عقیدہ نہ ہو تب بھی موجبِ غضبِ خداوندی اور حرام ہے، مثلاً کوئی شخص تم کو گدھا، سور کہے یا کوئی مغلظ گالی دے، تو ظاہر ہے کہ وہ شخص عقیدہ نہیں رکھتا کہ تم گدھے، سور یا ایسے ہو جیسا وہ گالی میں تمہیں بتلا رہا ہے، صرف زبان ہی سے کہہ رہا ہے، مگر بتلاؤ تو سہی تمہیں اس پر غصہ آئے گا یا نہیں؟ ضرور آئے گا، پس ایسے ہی سمجھو کہ کلماتِ کفر وشرک ضرور موجبِ غضبِ خداوندی ہوں گے، کیوں کہ حق تعالیٰ کی ذات حیادار سے حیادار مسلمان سے بھی زیادہ غیور ہے۔ (۳)

مناظرہ سکھانے کے لیے کفریہ بات بولنا

اگر فرقۂ باطلہ سے مناظرہ سکھایا جائے تو کسی طالب کا اپنے آپ کو ان فرقوں میں شمار کرنا اور اہل حق کی تضلیل وتکفیر کرنا ہرگز جائز نہیں سخت معصیت ہے بلکہ اپنے ایمان کا خطرہ ہے اقرارِ کفر اور اجزاء کلمہ کفر اگرچہ اعتقادانہ ہو استہزاء ہو تو اس کو بھی فقہاء نے

(۱) ردالمحتار: ۴/ ۲۲۴

(۲) فتاویٰ رحیمیہ: ۶/ ۱۳

(۳) نجم الفتاویٰ: ۱/ ۶۳

موجبِ کفر لکھا ہے، اس لیے مناظرہ کا طریقہ اختیار کرنے کی صورت یہ ہے کہ ان باطل فرقوں کی طرف سے ایک کہے کہ مثلاً قادیانی یہ کہے۔۔۔۔۔، تو آپ کے پاس کیا جواب ہے اگر رضا خانی یہ کہے۔۔۔۔۔، تو آپ کے پاس کیا جواب ہے فلاں جماعت نے آپ کے اکابر پر اعتراض کیا ہے؛ تو اس کا کیا جواب ہے؟ کفریات کو بھی کبھی بھی اپنا مقولہ بنا کر پیش نہ کرے اگر چہ جعلی وکیل کی نیت سے ہو ویسے بھی کلمۂ کفر کو زبان پر لانا موجبِ ظلمت ہے جب تک کہ اس کی تردید نہ کی جائے۔(۱)

تمرینی سوالات

۱۔ شریعت کے خلاف اشعار کہنے کا کیا حکم ہے؟
۲۔ نعتوں میں پائے جانے والے شرکیہ اشعار کا کیا حکم ہے؟
۳۔ قوالی کا کیا حکم ہے؟
۴۔ ڈراموں میں صلیب لٹکانا کیسا ہے؟
۵۔ شرکیہ گانوں کا کیا حکم ہے؟
۶۔ گانوں میں شرک کی چند مثالیں پیش کریں۔
۷۔ تجھ میں رب دکھتا ہے گانے کا کیا حکم ہے؟
۸۔ مکالمہ اور مناظرہ میں کفریہ کلمات بولنا کیسا ہے؟

(۱) فتاویٰ محمودیہ: ج ۲، ص: ۴۶۲

فرق ومسالک

تعارف،عقائدوحکم

رواداری اتنی نہیں ہوگی کہ اسلام اور کفر، حق وباطل گڈ مڈ ہوجائے، اسلام فرقہ واریت کونہیں چاہتا، پوری انسانیت کووحدت کی لڑی میں پرونے کے لیے ”کلکم من آدم و آدم من تراب“ ہے،تمام مسالک کوجوڑنے کے لیےامت محمدیہ کی نسبت کافی ہے، بہرحال اختلاف کے حدود کی رعایت ہونی چاہیے،مسلک کا دفاع توکیا جائے گا؛لیکن مسلک کی دعوت نہیں دی جائے گی، مذہب کی دعوت تو ہمیشہ جاری رہنی چاہیے تاکہ اسلام کو نیا خون ملتا رہے، تمام گمراہیوں کی صرف دو بنیادیں ہیں: (۱) سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (۲)فہم صحابہ اجمعین سے انحراف یاتحریف (تفصیل کے لیے دیکھیے دین وشریعت مولانا محمد منظور نعمانیؒ)

فرقوں کا تذکرہ تاکہ ان کےنظریات سے بچایا جائے اوراہل سنت والجماعت کو لازم پکڑا جائے، بہت سے فرقے ظاہری حلیہ کی تبدیلی کے بغیر عام مسلمانوں کی طرح یا عام اہل سنت والجماعت کی طرح رہتے ہیں؛ لیکن ان کےنظریات سے گمراہ وباطل ہونے کا اندازہ ہوتا ہے بہت سے فرقوں کواخص الخواص لوگ ہی سمجھ سکتے ہیں، ذیل میں چندمبادیات کے بعدتقریباً ۲۸/فرقوں کا تذکرہ مع عقائدذکرکیا جارہاہے(وہ فرقے جو اسلام سے باہر ہیں، نیز وہ فرقے جواہل سنت سے خارج ہیں)

مبادیات واصطلاحات (فرقوں سے متعلق کچھ ضروری باتیں)

فرقہ: کئی ایک عقائدومسائل کے حاملین پرمشتمل گروہ کا نام فرقہ ہےاورفرقہ کی دو قسمیں ہیں:(۱)فرقۂ ناجیہ(نجات پانے والا) (۲)فرقۂ ضالہ(گمراہ)

فرقۂ ضالہ کی دو قسمیں ہیں

(۱) فرقہ ضالہ کافرہ: اگر کوئی فرقہ ضروریاتِ دین کے مقابلے میں چند ایک ضروریات دین گھڑلے یا ضروریات دین میں سے کسی ایک کا انکار کردے تو یہ فرقۂ ضالہ کافرہ ہوگا، جیسے منکرین ختم نبوت، منکرین قرآن، منکرین حدیث، منکرین صحابہؓ وغیرہ۔

فرقۂ ضالہ مبتدعہ

اگر کوئی فرقہ ضروریات اہل سنت و الجماعت کے مقابلے میں چند ایک عقائدومسائل گھڑلے یا ضروریات اہل سنت والجماعت میں سے کسی ایک کا انکار کر دے تو وہ فرقہ ضالہ مبتدعہ ہوگا، البتہ فرقہ کافرہ نہ ہوگا ، جیسے منکرین عقیدۂ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ،منکرین عصمت انبیاءوغیرہ

تہتر فرقوں کا مطلب

احادیث میں جو بات ملتی ہے کہ میری امت میں ۷۳ رفرقے ہوجائیں گے،ایک ناجی اور باقی ناری ہوں گے،اس سے مراد مسلمانوں کے تہتر فرقے ہوں گے،ان میں سے ایک اھل سنت والجماعت ناجیہ ہادیہ ہوگا اور باقی بہتّر (۷۲) ضالہ مبتدعہ ہوں گے، اور جہنمی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ فرقے اپنے گناہوں کی سزا پانے کی مدت جہنم میں جائیں گے، ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں نہ جائیں گے۔(معلوم ہوا کہ ۷۲ رفرقوں سے مراد وہ فرقے ہیں جو اہل سنت والجماعت سے خارج ہیں نہ کہ اسلام سے خارج؛ کیوں کہ وہ تو دائمی جہنمی ہوں گے)

دین: منصوصات، قطعیات کا نام ہے جن کا انکار کفر ہے، جیسے قرآن اور متواتر احادیث۔

مسلک: منصوصات ظنیات کا نام ہے،جن کا انکار اہل سنت والجماعت سے خروج ہے۔ جسے اخبار آحاد۔

منصوصات ظنیہ کی دو قسمیں

(۱) ظنی الثبوت: وہ منصوصات جو ثبوت کے اعتبار سے قطعی اور یقینی نہ ہوں، یعنی ہر زمانہ میں اس کے نقل کرنے والے اس قدر زیادہ نہ ہوں کہ ان سب کا جھوٹی خبر پر اتفاق کر لینے کو عقل محال سمجھتی ہو، جیسے اخبار آحاد۔

(۲) ظنی الدلالت: وہ نصوص جن کی دلالت کے اپنے مفہوم پر یقینی نہ ہو، یعنی اس کا مفہوم حتمی اور واضح نہ ہو، اس میں کئی دوسرے معنی کا احتمال پایا جاتا ہو، جیسے مؤول آیات۔

نوٹ: منصوصات ظنیہ کا انکار اہل سنت والجماعت سے خروج اس وقت شمارہ ہوگا جب وہ منصوص ظنی کسی عقیدہ کے بارے میں ہو، لہذا اگر کوئی مجتہد کسی فرعی مسئلہ میں اختلاف کرے تو وہ اہل سنت والجماعت سے خارج نہ ہوگا۔

مذہب

اجتہادی بات کا نام ہے، جس میں ہر مذہب کے حق وخطا ہونے کا احتمال ہوتا ہے، جیسے مذاہب اربعہ حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ، حنبلیہ۔

منہج

طریقۂ کار اور پالیسی کا نام ہے۔

خلاصہ

خلاصہ یہ ہے کہ ادیان کا اختلاف حق وباطل یعنی اسلام وکفر کا اختلاف ہے، مسلک کا اختلاف یہ حق وباطل یعنی سنت وبدعت، ہدایت وضلالت کا اختلاف ہے، مذہب کا اختلاف یہ حق وخطا کا اختلاف ہے جو باعث رحمت ہے، منہج کا اختلاف یہ طریقہ کار اور پالیسی کا اختلاف ہے۔

بعض دفعہ مذہب کا استعمال دین پر اور دین کا استعمال مذہب پر ہوتا ہے، البتہ بعض لوگ غلط فہمی کی بنا پر مسالک کے اختلاف کو ادیان کا اختلاف اور اسکے برعکس کہہ دیتے

ہیں جو کہ غلط ہے، اسی طرح بعض لوگ مذاہب کے اختلاف کو ادیان کا اختلاف اور اسکے برعکس کہہ دیتے ہیں جو کہ درست نہیں ہے۔

شاذ: ایک مسئلے پر اہل حق کے ۹۹ ؍افراد متفق ہیں اور اس مسئلہ میں اہل حق کا ایک فرد اختلاف کرتا ہے تو ان ۹۹ ؍کو سوادِ اعظم اور ایک کو ''شاذ'' کہتے ہیں، اس کو گمراہ تو نہیں ''تفرد'' کہیں گے۔

اگر وہ شخص اپنی رائے کو حق کہہ کر دوسروں کی تضلیل کرتا ہے تو اس فرد کو ''ضال'' اور ''مضل'' کہیں گے، اور اگر کوئی شخص اس فرد کی رائے کو ''مذہب'' بنا کر مشہور کرے تب بھی اس کو ''ضال'' اور ''مضل'' کہیں گے۔

تشدد اور تسدد کا فرق

تشدد: اپنے موقف پر سخت ہونا جیسے لوہے کی زنجیر جو سخت ہونے کے باوجود ٹوٹ جاتی ہے۔

تسدد: اپنے موقف پر مضبوط ہونا، جیسے ریشم کا رسہ جو نرم ہونے کے باوجود نہیں ٹوٹتا۔

تعصب وتصلب کا فرق

تعصب: ضد وعناد کی بنیاد پر اپنے موقف پر پختگی سے کاربند رہنا۔

تصلب: دلائل کی بنیاد پر اپنے موقف پر پختگی سے کاربند رہنا۔

بعض علماء نے فرمایا کہ تمسک کا لفظ بہتر ہے مسلک حق پر پختگی کے لیے۔ [۱]

(۱) یہودیت

دنیا کے قدیم ترین اور آسمانی مذاہب میں سے ایک ہے، جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب ہے، یہودیوں کو بنی اسرائیل کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے، اسرائیل کے معنی عبداللہ اور یہ حضرت یعقوبؑ کا لقب ہے، ان کی اولاد ونسل کو بنی اسرائیل کہا جاتا

---

(۱) اصول عقائد

ہے اور آج کل حضرت موسیٰؑ کی قوم ہی مراد ہوتی ہے، حضرت موسیٰؑ کی آمد سے قبل بنی اسرائیل پتھروں، قومی دیوتاؤں اور خاندانی دیوتاؤں کی عبادت کیا کرتے تھے، حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل ہوئی عبرانی زبان میں یہودیوں کی مقدس کتابوں میں تاریخی حیثیت رکھنے والی کتاب ''عہد نامہ عتیق'' ہے جو ۳۹/حصوں پر مشتمل ہے، موجودہ تورات میں بہت سی تحریفات وتبدیلیاں پیدا ہوچکی ہیں، جس کی متعدد وجوہات واسباب بتائے جاتے ہیں، یہود کو قرآن میں مسلمان کا دشمن قرار دیا ہے۔

یہودیوں کے تہوار اور رسومات میں سے ایک ''یوم السبت'' ہے جو ہر ہفتہ منایا جاتا ہے، کاروبار بند ہوتا ہے، ہر ایک کو شریک ہونا لازم قرار دیا گیا ہے۔

دوسرا تہوار ''عید فصیح'' ہے جو مصر سے آزادی کے نام سے منائی جاتی ہے، جو آٹھ دن تک مسلسل چلتی ہے۔

تیسرا ''یوم الخمیس''، یعنی عید فصیح کے ۵۰/دن بعد یہ تہوار منایا جاتا ہے۔

چوتھا ''یوم پوریم'' کے نام سے ہامان کے ہاتھوں بچ جانے کی بناء پر ۱۱/فروری کو منایا جاتا ہے۔

اسکے علاوہ بچہ بچی کی آٹھویں دن ختنہ کے عنوان سے یوم ختنہ، یوم قربانی وعقیقہ وغیرہ منایا جاتا ہے جو اہل اسلام سے کچھ علاحدہ طریقوں پر مشتمل ہے۔

ان کی ٹوپی چھوٹی جالی دار ہوتی ہے جو درمیان سر پر لگائی جاتی ہے، جہاں بال گھومتے ہیں، عورتوں کو وراثت میں تقسیم کیا جاتا ہے، بیوی کو ''بصولہ'' (منقولہ جائیداد) کہا جاتا ہے، حضرت عزیرؑ کو خدا کا بیٹا بیشتر یہودیوں کا عقیدہ ہے، شراب نوشی، سود، اور ان کے مذہب میں بھی خنزیر حرام ہے۔

(۲) عیسائی مذہب

مذاہب عالم میں عیسائیت کو ایک کلیدی اہمیت حاصل ہے، یہ بھی آسمانی مذہب ہے جو حضرت عیسیٰؑ کی طرف منسوب ہے، یہودیوں اور عیسائیوں کو قرآن نے اہل کتاب کا نام

دیا ہے، حضرت عیسیٰ پر انجیل اتاری گئی وہ بھی تحریف وتبدیل ہوچکی ہے، حضرت عیسیٰ کی پوری زندگی معجزات میں گذری، پیدائش سے لے کر آسمان پر اٹھا لیے جانے تک اور آسمان سے اتر کر دجال کا خاتمہ فرمائیں گے؛ البتہ عیسائی حضرت عیسیٰ کو سولی پر چڑھا دیے جانے کے معتقد ہیں۔

عیسائیوں کی مقدس کتابوں میں ''انجیل متی، انجیل مرقس، انجیل لوقا، انجیل یوحنا'' وغیرہ ہیں جو حضرت عیسی علیہ السلام کی دنیوی زندگی وموجودگی میں نہیں لکھی گئی۔

عیسائیوں کے تہوار اور رسومات میں سے ایک ''بپتسمہ''(Baptism) ہے جو عیسائیوں میں داخل ہونے کی شرائط میں سے ہے، بپتسمہ کا مخصوص طریقہ یہ ہے کہ ایک کمرے میں لے جاکر اس طرح لٹا دیا جاتا ہے کہ اس کا منھ مغرب کی طرف ہو، اس کے بعد وہ اپنے ہاتھ مغرب کی طرف پھیلا کر کہتا ہے اے شیطان! میں تجھ سے اور تیرے عمل سے دستبردار ہوتا ہوں، پھر وہ مشرق کی طرف منھ کر کے عیسائی عقائد کا اپنی زبان سے اقرار واعتراف کرتا ہے۔

اسی طرح رہبانیت کی ترغیب مذہب میں دلائی گئی ہے، جبکہ تعلیمات وحی کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے، اتوار کا دن تہوار اور کرسمس، میلاد حضرت عیسیٰ کو بہت دھوم دھام سے منایا جاتا ہے، عقیدۂ تثلیث اور عقیدۂ کفارہ بھی گویا ان کے عقائد کا حصہ ہیں۔

(۳) ہندو مذہب

ہندو مذہب ایک بت پرستانہ مذہب ہے، اس کا کوئی خاص بانی نہیں ہے؛ البتہ پندرہویں صدی قبل مسیح میں ہندوستان پر حملہ کرنے والے آدمی اس مذہب کے بانی کہلاتے ہیں، پنڈت جواہر لعل نہرو اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ قدیم ہندوستان کے لوگ مؤرخ نہیں تھے جو بڑی بدقسمتی ہے، جس کی وجہ سے دشواری پیش آتی ہے، ہندو قوم کا وجود آریہ قوم کے آنے کے بعد سے باضابطہ ہوا، آریہ کے معنی بندگی اور عبادت گزار ہیں۔

ہندوؤں کی مذہبی کتابوں میں ذات پات کی تفریق لکھی ہوئی ہے جو بہت بدترین

اور برا تصور ہے، وید میں لکھا ہے کہ انسان چار ذاتوں پر مشتمل ہے:(۱) برہمن جو پر ماتما (روح الارواح) کے منھ سے پیدا ہوئے،(۲) کشتری جو پر ماتما کے بازؤں سے پیدا ہوئے،(۳) ویش جورانوں سے پیدا ہوئے،(۴) شودر جو پاؤں سے پیدا ہوئے، یہ بھی لکھا ہے کہ وید کے لیے برہمن پیدا کیا گیا، حکومت کے لیے کشتری، کاروبار کے لیے ویش اور دکھ اٹھانے کے لیے شودر پیدا کیا گیا ہے۔

ہندو مذہب کی مشہور ومقدس کتب ۱۲/ہیں:

(۱) وید (۲) رگ وید (۳) یجُر وید (۴) سام وید

(۵) اتھر وید (۶) سِمتا (۷) برہمن (۸) آرنک

(۹) اپنشد (۱۰) قوانین (۱۱) مہابھارت (۱۲) گیتا

عقائد ونظریات

☆ ہر نفع ونقصان پہنچانے والی طبیعت کا ایک مستقل خدائے معبود ہے، پانی، ہوا، نہریں، پہاڑ لہٰذا ہر ایک کا ایک خدا ہے، اس طرح خداؤں کی تعداد زیادہ ہے۔

☆ گائے کے جسم میں دیوتا جمع رہتا ہے لہٰذا اس کو سونے چاندی سے آراستہ کیا جائے۔

☆ گائے کی پانچ چیزیں بہت پاک ہیں:(۱) گوبر (۲) پیشاب (۳) دودھ (۴) دہی (۵) گھی۔

☆ نکاح کا طریقہ اس طرح ہے کہ کسی کے نکاح میں بچی کو دے کر آگ کو گواہ بنایا جاتا ہے اور اس کے ارد گرد گھومتے ہیں۔

☆ انسان کے مرنے کے بعد جسم فنا ہو جاتا ہے، عورت دوسری شادی نہیں کر سکتی۔

☆ نکاح کے بعد عورت کو اولاد نہ ہو تو دوسرے مرد سے ناجائز تعلق قائم کر سکتی ہے، جس کو ''نیوگ'' (Niyoga) کہا جاتا ہے۔

☆ مرنے کے بعد جسم کو آگ لگا کر جلاتے ہیں۔

☆ آوا گون کا عقیدہ گرچہ قدیم ویدوں میں نہیں ہے؛ البتہ موجودہ تمام ہی ہندو اس

کا عقیدہ رکھتے ہیں کہ انسان مرنے کے بعد دوسرے روپ میں نیا جنم لیتا ہے۔

حکم: کفر میں شبہ نہیں ہے، نہ نکاح جائز ہے، نہ ہندوؤں کے تہواروں میں جانا جائز ہے۔

(۴) سکھ مذہب

سکھ مت ہندوؤں کا ایک مذہبی فرقہ ہے، کوئی قدیم مذہب نہیں ہے، جو پندرویں صدی کے اخیر میں ''نہ ہندو، نہ مسلمان'' کا نعرہ لگا کر ایک جدید دین کی صورت میں سولہویں صدی عیسوی میں ظاہر ہوا، جس کی بنیاد ''گرو نانک'' نے رکھی، ان کے والدین مذہبی طور پر ہندو تھے، کم عمری میں نکاح ہوا، دولڑکے ہوئے، ملازمت کے ساتھ فرصت کے اوقات جنگلات کے مراقبے اختیار کرتے، ایران، افغانستان کا سفر کیا، مکہ مکرمہ کا حج کیا، نانک نے یہ بھی دعوی کیا کہ اس نے خدا کو دیکھا ہے اور خدا نے انسان کو اپنے مذہب کی دعوت دینے کا حکم دیا ہے، جس کے بعد گرو نانک نے انتھک محنت کر کے انگریزوں سے گہری دوستی لگا کر مسلمانوں کے ساتھ بڑی شدید عداوتیں روا رکھیں، جس کی عداوتیں آج تک تاریخ کے باب میں رقم ہیں، تقسیم برصغیر میں انگریز، سکھ اور ہندو تینوں نے مل کر مسلمانوں پر مظالم ڈھائے، جس کی تاریخ پڑھ کر کپکپی طاری ہو جاتی ہے۔

سکھوں کے ۱۰ ر مرشد ہیں: (۱) نانک (۲) انگت (۳) امرداس (۴) رام داس (۵) ارجن (۶) ہرگوبند (۷) ہررالے (۸) ہرکشن (۹) تیغ بہادر (۱۰) گوبند سنگھ

ستر سال کی عمر ۱۵۳۹ء میں انتقال ہوا، اپنے مخلص مرید انگت (انگد) کو جانشین بنایا، دنیا کے متعدد ممالک میں یہ مذہب چلتا ہے، مذہبی مقدس کتاب کا نام ''گرنتھ'' ہے جسے سکھوں کے پانچویں گرو ''ارجن'' نے لکھا، جو تقریباً ۸ ۳ ۳ ۳ ر اشعار پر مشتمل ہے۔

عقائد ونظریات

☆ شراب وخنزیر جائز، ہندوؤں کی موافقت کرتے ہوئے گوشت کھانا حرام ہے۔

☆ پیدائش سے لے کر قبر تک بدن کے بالوں کو کاٹے بغیر لمبا چھوڑتے ہیں۔

☆ سکھ ہمیشہ ایک مختصر سا جنگی سامان یا ایک خنجر کمر میں لٹکائے رکھتے ہیں اور دفاع کرتے ہیں۔

☆ اخوت ومساوات کی تعلیم دی ہے۔

☆ توحید، رسالت وآخرت میں اسلام سے قریب نظریات ہیں، ذکر الٰہی، تزکیۂ نفس، عشق الٰہی، خدمتِ خلق اور رزق حلال کا تصور وتعلیمات پائی جاتی ہیں؟

☆ ہندؤوں کی طرح حلول کا عقیدہ رکھتے ہیں، حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے۔

☆ سکھوں کے یہاں گرونا نک خدا کے بعد دوسرا درجہ رکھتے ہیں۔

☆ صرف ایک بیوی سے نکاح جائز ہے۔

☆ سکھوں اور ہندوؤں کے تہواروں میں فرق نہیں ہوتا۔

☆ معلم (پیشوا) کے مرتب کردہ اشعار پڑھنے کو خدا کی عبادت سمجھتے ہیں، معلم کی روح دوسرے میں منتقل ہوجاتی ہے۔

حکم: یہ اسلام سے خارج مذہب ہے ان کا حکم ہندوؤں کی طرح ہے۔

(۵) بدھ مذہب

بدھ مت بھی ایک مذہب ہے جو ہندومت، سکھ مت کے عقائد ونظریات کے کافی قریب ہے، جس کی تعلیمات کی بنیاد ''سدھارتھ گوتم'' پر موقوف ہیں، جو نیپال میں پیدا ہوا، کم عمری میں ہی ذہنی تبدیلی، طبعی رجحانات اور تلخ واقعات کا سامنا ہوا اور ابدی سکون والی زندگی گزارنے کی کوشش میں جنگل چلے گئے اور چھ سال تک مختلف ریاضتوں میں رہے، گھاس پھونس پر گذارہ کیا، پھر مراقبے، صفائی بطن، محبت خلق وغیرہ اوصاف سے متصف ہونا شروع کیا، مریدین کی تعداد بڑھتی گئی، مختلف تعلیمات کا سلسلہ شروع ہوا، ۸۰ ر سال تک اس تعلیم ومذہب کی تبلیغ کرتے رہے اور ہندو رسم کے مطابق نعش کو جلا دیا

گیا، دنیا کے مختلف ممالک میں بدھ مذہب ونظریات پائے جاتے ہیں، مثلاً چین، جاپان، تھائی لینڈ، جنوبی کوریا، میانمار، منگولیا، کمبوڈیا وغیرہ ہیں، بدھ مذہب کے درویشوں میں شامل ہونے کے ۱۲/شرائط ہیں، تین ذمہ داریاں ہیں، مشہور تین مذہبی کتابیں ہیں۔

تعلیمات

☆ کثرت مراقبہ مختلف جسم کے حصوں سے کروایا جاتا ہے۔

☆ چار عظیم سچائی بتائی جاتی ہیں: (۱) زندگی دکھ ہی دکھ ہے، (۲) دکھ کا سبب خواہشات نفسانی ہے، (۳) خواہشات نفسانی کو قابو کر لیا جائے تو دکھ کم ہو جاتا ہے، (۴) اس کے خاتمے کے لیے آٹھ اصولوں پر چلنا پڑے گا۔

☆ برائی کو روکنے کی کوشش، دیندار بننے کی خواہش وعمل کریں، دوسروں کو تکلیف نہ دیں، شاگرد، اساتذہ، والدین کے حقوق پر توجہ دلائی گئی۔

عقائد ونظریات

☆ خدا کا تصور، قیامت پر ایمان، حیات بعد الموت کا عقیدہ ان کے عقائد کا حصہ ہے لیکن شرک کے ساتھ، مزید افسوس کی بات یہ ہے کہ گوتم سدھارتھ ہی کو معبود بنا لیا گیا۔

☆ عبادات نفس کی اصلاح کے بغیر بےکار ہیں، نفسانی خواہشات کو بالکلیہ ختم کر دیا جائے، (جبکہ شریعت تابع کرنے کا حکم دیتی ہے) رہبانیت کی تعلیم دیتی ہے، اور اس مذہب میں بھیک مانگنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

(٦) جین مذہب

جین کا لفظ ''جنا'' سے نکلا ہے، جس کا معنی ہے فاتح اور غالب، اس کا پہلا مصلح وبانی ''رشبھ ناتھ'' اور آخری مصلح ''پرسوناتھ'' شخص تھا، موجودہ جین مذہب کا بانی ''مہاویر'' کو قرار دیا جاتا ہے، جو کھشتری خاندان میں پیدا ہوا، جس کا اصل نام ''وردھمان'' تھا، ہندو

مت کو چھوڑ کر رہبانیت اختیار کر لی، لباس کے پہننے اور بدلنے کو بھی ضروری نہ سمجھا، ایک جوڑا اپنے پاس رکھ لیا، ۱۲؍سال تک گزارا کر دیا، جین مذہب کی مقدس کتاب ''جین اگم'' ہے، جین مت میں شریک ہونے کے لیے چند شرائط کا پایا جانا ضروری ہے۔

عقائد ونظریات

☆ خدا کی ہستی کا انکار کرتا ہے، جو بڑا ہے وہی انسان کی روح میں پائی جانے والی طاقت خدا ہے، روحیں جسم بدل بدل کر آتی ہیں۔

☆ جاندار درخت حتی کہ پتھر کو کاٹنا و ہلاک کرنا بھی منع ہے۔

☆ سچائی کو اپنا شعار بنایا جائے، عدم تشدد کے قائل ہیں۔

(۷) فرقۂ قادیانیت

انگریزوں نے مسلمانوں کو کمزور کرنے، مسلمانوں کے درمیان انتشار وافتراق پیدا کرنے کے لیے مختلف فرقوں کی بنیاد ڈالی، انہی میں سے ایک قادیانیت ہے، اس فرقے کا وجود ۱۸۴۰ء میں ہوا، جس کا قائد ''مرزا غلام احمد قادیانی'' کو بنایا، جو قادیان میں پیدا ہوا، اس نے مختلف دعوے کیے، پہلے مجدد، محدث ہونے کا دعوی، پھر مسیح موعود، مہدی، نبی، خدا ہونے کا دعوی کیا، اس کی موت کے وقت منھ وسبیلین سے خون جاری تھا۔

عقائد ونظریات

☆ آخری نبی غلام احمد قادیانی ہیں، نبوت کا دروازہ بند نہ ہوا، خاتم النبیین کا معنی مہر ہے کہ اللہ نے نبوت دینے کے بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم مہر لگاتے ہیں۔

☆ وحی اترتی ہے ہندی، فارسی، عربی میں، جہاد کا حکم منسوخ ہے، میدان حشر کا انکار کرتے ہیں۔

☆ انگریزوں کے مال سے بہت کتابیں لکھیں اور رفاہی کام کے عنوان سے ایمان خریدے گئے۔

حکم: کافر ہیں، نہ نکاح نہ تعلقات جائز ہیں، نہ ذبیحہ، نہ نماز جنازہ میں جائیں، قطع تعلقی لازم ہے۔

(۸) رافضیت

محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالی عنہما کے زمانۂ خلافت میں کسی قسم کا نظریاتی اختلاف اور فتنہ نہ تھا، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں یہودی النسل منافق عبداللہ بن سبا (جو صنعاء کا رہنے والا تھا) نے اعتراضات، انتشار، شکوک و شبہات کو شروع کیا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلافت کے اہل نہیں، حضرت علی رضی للہ تعالی عنہ کی خلافت کو چھینا گیا، ان کو معزول کر دیا جائے، حضرت زبیرؓ، امہات المومنینؓ کے نام خطوط لکھے کہ ان کو معزول کر دیا جائے۔

دوسری یہ بات چلائی کہ حضرت عیسی علیہ السلام کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ دنیامیں تشریف لائیں گے۔

تیسرا یہ شوشہ اس نے چھوڑا کہ قرآن کی مختلف آیتوں میں تضاد ہے، اس طرح کے نظریاتی اختلافات مدینہ منورہ میں شروع ہو گئے، اس لیے جنگ جمل وصفین وجود میں آئی، اس طرح عبداللہ بن سبا نے اپنی جماعت کو مضبوط بنالیا، اس فرقے کا نام رافضیت ہو گیا، اور یہ اسلام میں پہلا فرقہ ہے۔

نظریات وعقائد

☆ یہ فرقہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں اضافہ کرتا ہے، ان کا کلمہ ہے: لا الہ

الا اللّٰہ علی ولی اللّٰہ و وصي اللّٰہ و خلیفتہ

☆ بداء کا عقیدہ یعنی اللہ کے علم میں غلطی ہوسکتی ہے اور ہوتی بھی رہی ہے۔

☆ موجودہ قرآن اصل نہیں ہے بدلا ہوا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صحیح نسخہ پیش کیا اور لوگوں نے قبول نہ کیا، وہ نسخہ امام غائب مہدی لے کر غار میں چھپ گئے، قربِ قیامت ظاہر ہوگا، موجودہ قرآن کی ترتیب اللہ کے دشمنوں نے دی ہے۔

☆ عقیدہ امامیت یعنی اللہ نے ۱۲/اماموں کو مقرر کیا ہے، جن کو انبیاء سے زیادہ اختیارات ہوں گے، حلال وحرام کو بدلنے کا بھی اختیار ہے، ان ائمہ کے نام یہ ہیں:

(۱) حضرت علیؓ (۲) حضرت حسنؓ (۳) حضرت حسینؓ (۴) امام زین العابدین (۵) امام باقر (۶) امام جعفر صادق (۷) امام موسی کاظم (۸) علی بن موسی رضا (۹) امام تقی (۱۰) امام نقی (۱۱) حسن بن علی عسکری (۱۲) محمد بن حسن المعروف امام غائب، ان بارہ ائمہ کی وجہ سے اس فرقہ کو ''اثنا عشریہ فرقہ'' بھی کہا جاتا ہے۔

☆ اس فرقے کے اندر بہت سے فرقے ہو گئے جیسے زیدیہ، کیسانیہ، امامیہ، رافضیہ، تفضیلیہ وغیرہ۔

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد چار صحابہ کے علاوہ باقی تمام مرتد ہو گئے۔ (نعوذ باللہ)

☆ ہر نماز کے بعد خلفائے ثلاثہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر لعنت برسائی جائے۔ (نعوذ باللہ)

☆ تعزیے کی رسم کو عبادت سمجھنا، محرم الحرام میں شادی کی تقریب نہ کرنا، عاشورہ کو قائم کرنا، وضو میں پیروں کا مسح کرنا، ائمہ کے ساتھ علیہ السلام کہنا اور لکھنا ان کا عقیدہ وعمل ہے۔

☆ تقیہ کرنا باعثِ ثواب یعنی دل میں کچھ بات ہو اور ظاہراً کچھ اور بات ہو، جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی، تو اصلاً انہوں نے دل میں ان کی خلافت کو صحیح نہ گردانا، صرف ظاہری طور پر اظہار کیا۔

حکم: صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی گستاخی، کفریہ وشرکیہ اعمال کا عقیدہ، قرآن میں تحریف وغیرہ کے باعث کافر ہیں، ان سے نہ نکاح کرنا جائز ہے، نہ دوستی و معاشرتی تعلقات رکھنا جائز ہے؛ البتہ زیدیہ فرقہ کے عقائد اہل سنت والجماعت کے قریب ہیں، بعض علماء نے ان سے نکاح کی گنجائش دی ہے۔

(۹) اثنا عشریہ (امامیہ)

شیعہ کے مختلف فرقوں میں سے ایک فرقہ ہے، جو حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کو خدا کا درجہ دیتا ہے، شیعی فرقوں میں قدرِ زیادہ مقبولیت اس کو حاصل ہوئی، جس فرقے کو امامیہ بھی کہا جاتا ہے، ایران، عراق اور دنیا کے اکثر ملکوں میں شیعہ کے نام سے جانے جاتے ہیں، ۱۲/اماموں (معصوم) کے قائل ہیں، اس لیے ''اثنا عشریہ'' کہا جاتا ہے۔

نظریات وعقائد

☆ ایمان کی بنیاد تین چیزوں پر ہے: (۱) ذات وصفات میں اللہ کے ایک اور عادل ہونے کا اقرار (۲) انبیاء کی نبوت کی تصدیق (۳) ائمہ معصومین کی امامت کی تصدیق کرنا۔

☆ امامت ایک منصوص امر ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کو امام مقرر کیا گیا۔

☆ حضرت ابوبکر وعمر وعثمان رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر

ظلم کیا اور خلافت کو چھین لیا۔

☆امام کو بہت زیادہ اختیارات ہوتے ہیں، مثلاً ہر چیز کا علم ہوتا ہے، ایک باطنی علم کا حصول جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ پھر ائمہ کرام تک چلا آرہا ہے۔

☆امام پر اللہ کی طرف سے الہام ہوتا ہے، وحی اور معجزات بھی ظاہر ہوتے ہیں۔

☆امام کی پیدائش عرش کی مٹی سے ہوئی جو عام انسانوں سے ہٹ کر ہے۔

☆امام گناہوں سے معصوم ہوتا ہے وغیرہ۔

حکم: ان سے نکاح کرنا حرام ہے، شیعہ میں ایک فرقہ زیدیہ ہے جو اہل سنت والجماعت کے عقائد سے قریب ہے، ان سے رشتہ جائز ہے، باقی سے نہیں، یہ لوگ کافر ہیں۔

(۱۰) فرقہ اسماعیلیہ (آغاخانی)

رافضیت کی ایک شاخ ہے، رافضیت کے عقائد سے زائد اس فرقے کے عقائد ہیں، یہ دونوں فرقے نظریات میں امام جعفر تک تو متفق تھے، اس کے بعد اختلاف ہوا، ۱۴۳ھ میں اس کا وجود ہوا، اس اختلاف کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ امام جعفر نے اپنی زندگی میں جانشین اسماعیل کو بنایا یا کسی اور کو بنایا، فرقہ اسماعیلیہ کہتے ہیں کہ یہ اسماعیل بن جعفر ہیں یعنی اپنے بیٹے کو جانشین بنایا، جبکہ روافض یہ کہتے ہیں کہ یہ موسی کاظم ہے، جن کو امام بننا چاہیے۔

''آغا'' خدا کو کہتے ہیں، ''خان'' سردار ورئیس کو کہتے ہیں، یہ لقب ۱۲۳۲ھ میں اسماعیلی فرقہ کے ۳۹رویں امام خلیل کے انتقال کے بعد ایران کے بادشاہ فتح علی نے

خلیل اللہ کے بیٹے کو جانشین بنا کر دیا تھا۔

نظریات وعقائد

☆ رافضی صرف بارہ اماموں کا عقیدہ رکھتے ہیں، جبکہ اسماعیلیہ قیامت تک جاری مانتے ہیں البتہ انہی کے خاندان سے ہونا ضروری ہے۔

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو امام سے بڑھ کر وصی رسول مانتے ہیں، جو کہ امامت سے بڑھ کر ہے۔

☆ ان کے کلمے میں ”وأشهد أن علياً الله“ کا اضافہ ہے۔

☆ ائمہ کے معصوم ہونے کا عقیدہ، صحابہ کے مرتد ہونے کا دعویٰ کیا ہے، صحابہ سے بغض اور قرآن کی تحریف کے مجرم ہیں۔

☆ شریعت کی پابندی ضروری نہیں ہے، ان کے امام حسن علی نے شریعت محمدی کو منسوخ کر دیا ہے۔

☆ نماز پنجگانہ کے منکر ہیں، اس کی جگہ تین وقت کی دعاؤں کو لازم وضروری سمجھتے ہیں، دل کا وضو کافی ہوگا، اسی طرح غسل واجب بھی ضروری نہیں ہے۔

☆ بیت اللہ کے حج کو حج تسلیم نہیں کرتے، بلکہ امام حاضر کے دیدار کو حج سمجھتے ہیں، گناہوں کی معافی کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

☆ زکوۃ کے منکر ہیں، ہر شے کا دسواں حصہ امام حاضر کو دیا جاتا ہے۔

☆ روزے کے منکر ہیں، آنکھ، کان، زبان کا روزہ رکھتے ہیں۔

☆ بسم اللہ کے بجائے ”اوم“ کہتے ہیں، ”مولا علی مدد“ کہتے ہیں، اپنی عبادت کی جگہ کو مسجد نہیں عبادت خانہ کہتے ہیں۔

حکم: وہ کافر ہیں، مرتد وزندیق کے احکام آغا خانیوں کے ہوں گے، نہ مسلمانوں کے قبرستان میں ان کو دفن کیا جائے گا، نہ یہ مسلمان ہیں نہ اہل کتاب، نہ ان سے نکاح جائز ہے نہ ذبیحہ حلال ہے۔

(۱۱) فرقۂ بوہری

یہ فرقہ آغا خانیوں کی ایک شاخ ہے، آغا خانیوں کا اکیسواں امام مستنصر باللہ کا انتقال ہوگیا تو اگلے جانشین کے انتخاب میں متبعین کا اختلاف ہوگیا، بعضوں نے بڑے بیٹے نضار کو اور بعضوں نے چھوٹے بیٹے المستعلی کو جانشین تسلیم کیا، آپس میں جنگیں ہوئیں، مستعلی فرقہ کا امام طیب کے نام سے مشہور تھا، غائب ہوگیا؛ لیکن ان کے متبعین باحیات سمجھتے اور اس کی اولاد میں ائمہ کے سلسلے کو جاری رکھا، ہندوستان میں دو گروہ بن گئے، داؤدی اور سلیمانی، داؤدی فرقہ میں برہان الدین ۵۲/واں امام بنا، جو ہندوستان میں پیدا ہوا، اسی طرف نسبت کرتے ہوئے بوہری کہا جاتا ہے، ۴۰/ممالک میں یہ فرقہ کام کررہا ہے۔

نظریات وعقائد

☆ کلمہ میں ”مولانا علی ولی اللہ وصی اللہ“ کا اضافہ ہے، ائمہ معصوم ہیں، یہ ائمہ حلال وحرام کی تبدیلی کے مالک ہیں۔

☆ سود حلال وجائز ہے، لڑائی جھگڑے سے دور رہتے ہیں، ہندوانہ رسومات کو خود پر لازم سمجھتے ہیں۔

☆ مساجد وقبرستان میں علاحدہ ہوتے ہیں، عورتیں خاص نوعیت کا پردہ کرتی ہیں۔

حکم: آغا خانیوں کی طرح یہ بھی کافر ہیں، نکاح وتعلقات حرام ہے، جو ان کو

مسلمان سمجھتے ہیں وہ بھی توبہ واستغفار کریں۔

(۱۲) مودودیت (جماعتِ اسلامی)

اس فرقے کے بانی سید ابوالاعلی مودودی ہیں، جنہوں نے اپنی جماعت کی بنیاد ماہ شعبان ۱۳۶۰ھ مطابق ۱۹۴۱ء اگست میں رکھی، ابتداء میں اس جماعت کا نعرہ اقامت دین اور حکومت اسلامی تھا، جس کی وجہ سے کافی علماء اس جماعت میں شریک ہوئے، جن میں مولانا منظور احمد نعمانی، مولانا ابوالحسن علی ندوی، مولانا مناظر احسن گیلانی ،مولانا عبدالماجد دریا آبادی، مولانا سلمان ندوی شریک تھے؛ لیکن جب مودودی صاحب کی جدید فتنہ انگیز تحریرات، پرفتنہ عقائد منظر عام پر آئیں تو ایک سال کے اندر اندر ہی تمام علماء جماعت سے مستعفی ہو گئے، اس فرقے کی گمراہی کو اخص الخواص لوگ ہی سمجھ سکتے ہیں۔

نظریات وعقائد

☆ عصمتِ انبیاء کے لوازمات سے نہیں ہے، انبیاء سے غلطیاں سرزد ہوئی ہیں۔

☆ خلفائے راشدین کے فیصلے حجت اور معیارِ حق نہیں ہیں، صحابہ معیارِ حق نہیں ہیں۔

☆ ڈاڑھی ایک مشت ضروری نہیں، بغیر وضو کے سجدۂ تلاوت جائز ہے۔

☆ قرآن وحدیث کا مفہوم سمجھنے کے لیے صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی ضرورت نہیں ہے۔

☆ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے گروہ کو جاہلی تصورات رکھنے والا گروہ قرار دیتے ہیں۔

☆ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالی عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ان کی پالیسی غلط تھی۔

☆حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وعظ وتلقین میں ناکامی کے بعد تلوار اٹھائی۔

☆ایک جگہ مودودی صاحب نے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو سود خور کہا ہے۔

☆ حضرت ابراہیم علیہ السلام مشرک تھے، حضرت نوح علیہ السلام جذبہ جاہلیت سے مغلوب ہو گئے تھے۔(العیاذ باللہ)

حکم: مولانا مودودی کی باتیں چونکہ اہل سنت کے خلاف ہیں، کچھ معتزلہ وروافض کی شامل ہیں، ان کی تفسیر تفہیم القران مسلک اہل سنت والجماعت کے خلاف ہے، اس لیے عامۃ المسلمین کو نہ ان کے ساتھ گہرے تعلقات پیدا کرنے چاہیے، نہ رشتہ دینے میں حصہ لیں، ان کے مضامین ظاہراً اچھے اور دلکش معلوم ہوتے ہیں؛ مگر ان میں ہی وہ باتیں دل میں بیٹھ جاتی ہیں جو طبیعت کو آزاد کردیتی ہیں، اور بزرگانِ اسلام سے بدظن بنادیتی ہیں۔

(۱۳) فتنہ غیر مقلدین

جنگ آزادئ ہند میں جب انگریزوں کو شکست ملی تو اس نے مسلمانوں کے اتحاد کو نقصان پہنچانے کے لیے اس فرقے کی بنیاد ڈالی، ذمہ دار و بانی میاں نذیر حسین دہلوی کو بنایا، انگریز نے اس کو جاگیر دی اور میاں نذیر حسین نے جہاد کو منسوخ اور آزادی کو ناجائز قرار دیا، یہ شخص اکابر علماء دیوبند شاہ اسحاق کے سلسلے کے شاگرد ہیں، مگر اساتذہ ان سے ناراض رہتے تھے، اور انہوں نے اپنا تعلق شیعوں سے بنا لیا تھا، اس فرقے کو ابتداءً موحّدین سے پکارا جاتا تھا، پھر محمدی سے، پھر وہابی سے مشہور ہو گئے، پھر انہوں نے اپنی جماعت کا نام اہل حدیث اور غیر مقلد رکھا، ترکِ تقلید دراصل گمراہی کا ایک دروازہ ہے، اس میں داخل ہونے والا کسی بھی حد تک پہنچ سکتا ہے، یہی تجربہ ومشاہدہ ہے، بعض غیر

مقلدین علماء کا بھی یہی خیال ہے، جیسے مولانا عبدالواحد خانپوری صاحب نے لکھا ہے، مرزا غلام احمد قادیانی پہلے غیر مقلد تھا، پھر قادیانی بن گیا، سرسید احمد خان پہلے غیر مقلد تھا پھر منکرِ حدیث، غلام احمد پرویز اور اسلم جیراجپوری کا بھی یہی حال تھا، عنایت اللہ مشرقی، عبداللہ چکڑالوی، ڈاکٹر احمد دین وغیرہ بھی پہلے غیر مقلد تھے پھر ملحد، دہریہ، بے دین، منکر حدیث ہوئے، نیاز فتح پوری غیر مقلد تھا پھر دہریہ بن گیا، مسعود احمد پہلے غیر مقلد تھا پھر امام منقرض الطاعہ بن گیا وغیرہ۔

نظریات وعقائد

☆اجماعِ امت واجماع صحابہ کے منکر ہیں، ائمہ اربعہ کی تقلید کو ناجائز وشرک قرار دیتے ہیں، یہ بھی ان کی کتابوں میں لکھا ہے کہ مقلدین دس وجوہ سے گمراہ اور فرقہ ناجیہ (کامیاب) سے خارج ہیں جن سے نکاح حرام ہے۔

☆۲۰ر رکعت تراویح کے منکر ہیں جو کہ اجماع صحابہ سے ثابت ہے۔

☆ گائے اور اونٹ میں ۹ر حصوں کے قائل ہیں، عیدین میں ۱۳ر زائد تکبیروں کے قائل ہیں۔

☆عام موزوں پر مسح کے قائل ہیں۔

☆ائمہ اربعہ کو برا کہتے ہیں، فقہ کے منکرین ہیں، حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کے مقام کے قائل ہیں۔

☆متفرق مسائل میں متفرق ائمہ کے اقوال کے سہارے سے کام لیتے ہیں۔

☆ جماعت غرباء، صنعاء، شریفیہ، عطائیہ، غزنویہ، بہار وغیرہ فرقہ کے گروہ ہیں۔

☆ان کے عقائد میں سے یہ بات ہے کہ اللہ ہر جگہ موجود نہیں، شکل وصورت ہے،

مرزائی اسلامی فرقہ ہے، روضۂ اطہر کے لیے جانا جائز نہیں، مرزائیوں سے نکاح جائز ہے، شیخین رضی اللہ عنہما کی افضلیت تسلیم نہیں، بعض صحابہ فاسق ہیں، غیر صحابہ بعض صحابہ سے بڑھے ہوئے ہیں، صحابہ کی توہین، حضرت عائشہ، حضرت معاویہ، حضرت علی رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین وغیرہ کی توہین ان کے عقائد کا حصہ ہے۔

☆ان کے مسائل میں سے یہ بات ہے کہ بغیر وضو سجدۂ تلاوت جائز ہے، جماع کے بعد بغیر غسل کے نماز جائز ہے، مرغ کی قربانی جائز ہے، حنفی والدین کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھنی چاہیے، متعہ کرنا جائز ہے، بیک وقت چار سے زائد بیویاں رکھ سکتا ہے وغیرہ۔

حکم: یہ جماعت کافر تو نہیں ہے، جو لوگ ائمہ اربعہ کی تقلید کو شرک سمجھتے ہیں وہ فاسق ہیں، ان کے پیچھے نماز مکروہ ہے، نکاح وغیرہ جائز ہے، غیر مقلدین کی صحبت، جرأت، گستاخی اور لاپرواہی کو پیدا کرتی ہے۔(۱)

(۱۴) فرقۂ بریلویت

انیسویں صدی کے آخر تک برصغیر میں سب ہی اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت کہلواتے تھے اور تصوف کے چاروں سلسلوں یعنی قادری، چشتی، نقشبندی اور سہروردی سے بیعت ہوتے رہے، اور سب مسائل میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد اور عقائد میں امام ابوالحسن اشعری اور امام ابومنصور ماتریدی کو اپنا مقتدا تسلیم کرتے تھے، یہاں تک کہ کسی نے بھی دیوبندی بریلوی کا نام نہیں سنا تھا، جب ہندوستان کے مسلمانوں نے ترکیوں کی مدد کی اور ترکیوں کا ساتھ دیا کہ انگریز کو ہندوستان سے نکالا جائے، اس بات پر ہندوستان کے سارے مسلمان ترکیوں کا ساتھ دینے کے لیے متفق تھے، اسی اتحاد و

(۱) مستفاد: تقلید کی ضرورت اور ترک تقلید کے مضرات فرقۂ ضالہ باطلہ

اتفاق کوتوڑنے کے لیے اعلی حضرت احمد رضا خان بریلوی نے بڑا کردار ادا کیا، اور باقاعدہ اس پرایک کتاب لکھی، جس میں کہا گیا کہ ترکیوں کی خلافت درست نہیں اوران کا ساتھ دینا بھی درست نہیں، تواس کے کرداراورنظریہ کی وجہ سے مسلمانوں کے درمیان انتشار پھیل گیا، یہاں تک کہ پھر مسلمانوں کے درمیان دوفرقے ظاہر ہونے لگے، یعنی دیوبندی اور بریلوی۔

دیوبندی کو دیوبندی اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ دیوبند ایک جگہ کا نام ہے، یہاں دیوبندیت کا درس دیا جاتا ہے، ان کے بڑے بڑے علماء درس وتدریس میں مصروف رہتے تھے۔

بریلویوں کو بریلوی اس لیے کہا جاتا ہے کہ اعلی حضرت احمد رضا خان بریلوی بریلی میں پیدا ہوئے تھے جوکہ ایک شہر ہے، اس لیے ان کے پیروکاروں کو بریلوی کہا جاتا ہے۔

اس فرقہ کی بنیاد ۱۹۲۷ء میں ہوئی اور یہ فرقہ مضبوطی سے جڑ پکڑ گیا، یہاں تک کہ احمد رضا خان نے درس وتدریس اورتصنیف سے اپنے مسلک کی ترویج کی، اور بڑے بڑے علماء دیوبند کی عبارت کوآگے پیچھے کرکے ان کا غلط مفہوم نکال کرایک کتاب بنائی ''حسام الحرمین'' اوراس کے اندر دیوبندیوں پرکفر کا فتوی لگایا، اور پھر وہ کتاب عرب مما لک میں لے گیا، وہاں عرب مما لک کے علماء کو یہ کتاب دکھائی توانہوں نے بھی ان پر کفر کا فتوی لگایا، اللہ تبارک وتعالی مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کی قبر کونور سے منور فرمائے یہ وہاں اس وقت موجود تھے، جب انہوں نے دیکھا کہ میرے اساتذہ پرکفر کا فتوی لگاہے اوران کے عقائد پر''حسام الحرمین'' کتاب آگئی ہےتو حضرت نے دیوبند ایک خط بھیجا کہ آپ کے یہ عقائد ونظریات ہیں یا آپ پرتہمت لگائی گئی ہے؟ تواس پر

مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ نے مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کو حکم دیا تو انہوں نے "المهنّد علی المفنّد" (ہندی تلوار ہندی آدمی پر) یہ کتاب لکھی، اس کے اندر تمام اکابرین کے جو متفق عقائد تھے ان کو جمع کیا، اور مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کو بھیجا، تو انہوں نے عرب علماء جنہوں نے علماء دیوبند پر کفر کا فتوی لگایا تھا ان کو دکھایا تو انہوں نے کفر کے فتوے سے رجوع کرلیا، یہاں تک کہ اس بہتان کی بنا پر عرب میں مولانا احمد رضا خان کا داخلہ بند کردیا۔

نظریات وعقائد

اصولی اختلاف

☆ علم غیب: یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر شے کا علم دیا گیا، جزئی کلی کا علم حاصل تھا، لوح وقلم کا علم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تھا۔

☆ عقیدہ نور: یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نور کے ٹکڑے تھے جو بشریت کے پردے میں زمین پر اترے۔

☆ عقیدہ حاضر وناظر: یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ موجود اور دیکھنے والے ہیں کوئی مقام ووقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی نہیں۔

☆ مختار کل: یعنی ہر قسم کی حاجت روائی فرماسکتے ہیں۔

☆ دنیا وآخرت کی مرادیں سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اختیار ہے۔

یہ عقائد قرآن وحدیث کے بالکل برعکس ہیں، نص قطعی کے مخالف ہیں، اللہ کی ذات وصفات میں شریک ٹھہرانا ہے، یہ چار اصولی اختلاف وعقائد ہیں جو دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور ایسے شخص کو مشرک کہیں گے۔

فروعی اختلاف

☆ یہ لوگ قبروں پر سجدہ کرتے ہیں اور چومتے ہیں جوکہ حرام ہے۔

☆ اسم محمد آئے تو اپنے انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر لگانے کو لازم سمجھتے ہیں، جوکہ بدعت ہے۔

☆ الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ کہنا اور خیال کرنا کہ اس کو آپ سن رہے ہیں جوکہ مخالفِ نص ہے۔

☆ بزرگوں کو حاجت روا، مشکل کشا سمجھنا، ان کی قبروں پر ان سے اپنی ضروریات کو پورا کروانا جوکہ شرک ہے۔

☆ یاغوث اعظم دستگیر کہنا اور مختار کل کا عقیدہ رکھنا جوکہ شرک ہے۔

☆ مٹھائی اور کھانے پر ختم پڑھنا، فاتحہ خوانی، ختم قرآن، ختم خواجگاں جوکہ بدعت ضلالہ ہے، غیروں کی مشابہت ہے۔

☆ جنازے کے بعد الگ سے دعا مانگنا، جبکہ جنازہ خود ایک دعا ہے، یہ بھی بدعت ہے۔

☆ تیجہ، میلاد النبی چالیسواں و برسی کرنا بدعت ہے۔

☆ قبروں کو پختہ کرنا، چراغ جلانا، پھول رکھنا، عرس کرنا ناجائز اور قباحتوں پر مشتمل ہے۔

☆ قوالی وغیرہ کو باعث ثواب سمجھنا، جوکہ قطعی حرام اور محرمات پر مشتمل ہے، شرکیہ اشعار بھی شامل ہوتے ہیں وغیرہ۔

حکم: ان کے عقائد میں افراط وتفریط، غلو وتعصب پایا جاتا ہے، نبی کو خدا، بزرگوں کو نبی کا درجہ دینا، مشکل کشا سمجھنا حرام ہے، لہذا ان کے ساتھ تال میل اور تعلقات رکھنے

میں عقائد کے خراب ہونے، شرک میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو تعلقات درست ہیں، ورنہ محتاط رہنا چاہیے، صلہ رحمی کے دوسرے راستے اختیار کریں، نیز ان کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ (۱)

(۱۵) منکرین حدیث

امت میں ہر زمانے کے اندر ایسے گمراہ طبقات وجود میں آتے ہیں جو مفادات حاصلہ یا عقل ورائے کا شکار ہو کر امت کے سواد اعظم سے خروج اور اپنے لیے ڈیڑھ اینٹ کی مسجد تعمیر کرتے ہیں۔

انکار حدیث کی بنیاد سب سے پہلے خوارج اور معتزلہ نے رکھی، وہی اس کے پہلے بانی ہیں جنہوں نے اپنے عقائد اس بات پر رکھے کہ وہ اس چیز کو اختیار کریں گے جو قرآن سے ملے گی؛ البتہ یہ فتنہ زیادہ وقت تک چل نہ سکا، تیسری صدی کے بعد تو مکمل طور پر مٹ گیا، پھر ہندوستان میں عملی طور پر سرسید احمد خان، مولوی چراغ علی، ڈاکٹر طٰہٰ حسین وغیرہ نے یہی طریقہ انکار حدیث کا اختیار کیا، پھر اس نظریے کو کسی قدر منظم طور سے عبداللہ چکڑالوی نے اہل قران کے نام سے ایک فرقہ قائم کر کے پروان چڑھایا، جس کا مقصد حدیث کا مطلق انکار تھا، پھر غلام احمد پرویز نے اس کی باگ ڈور سنبھالی اور ''طلوع اسلام'' کا نام بھی اپنے فرقے کو دے دیا۔

عقائد ونظریات

☆ قرآن کریم ہی محفوظ کتاب ہے جو تمام کلیات و جزئیات کو شامل ہے، بندہ اسی کی اتباع کا پابند ہے۔

---

(۱) مستفاد: فرقہ باطلہ اوران کا شرعی حکم

☆ دین کی بنیاد ظن پر قائم نہیں کی جا سکتی اور احادیث کا پورا ذخیرہ ظنی ہے، اس لیے ان کی اتباع درست نہیں۔

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت مرکز ملت کی حیثیت سے واجب تھی، من حیث الرسالۃ واجب نہ تھی۔

☆ احادیث تیسری صدی میں لکھی گئیں، وہ بھی یادداشت کی بنیاد پر، اس لیے ان کا اعتبار مشکوک ہو گیا ہے۔

اس فرقے کی بنیاد عقل پر ہے، عقل کو دین کا متبوع بنایا، لبرل اسلام کی تیاری، مغرب سے کافی متاثر ہیں، بنیادیں کافی کھوکھلی ہیں، اہل حق علماء نے درجنوں کتابیں اس کے رد میں لکھی ہیں، اسی لیے کھل کر یہ لوگ اپنے نظریات کی تبلیغ وتعلیم بھی نہیں کرتے، اللہ ہی حق وباطل کا فیصلہ کرنے والا ہے۔

☆ مرکز ملت یعنی حکومت وقت کو یہ اختیار ہے کہ وہ عبادات، نماز، روزہ، معاملات میں جس کا دل چاہے بدل دے۔

☆ آخرت سے مراد مستقبل ہے، مرنے کے بعد جنت وجہنم کوئی مقام نہیں، بلکہ انسانی ذات کی کیفیت ہیں۔

☆ نمازیں فقط دو ہیں: فجر وعشاء، جس کا قرآن میں ذکر ہے۔

☆ تقدیر نامی کوئی چیز نہیں ہے، مقام حج کے علاوہ قربانی کا حکم نہیں ہے۔ (۱)

حکم: عقائد باطلہ وفاسدہ کی بنیاد پر غلام احمد پرویز پر کفر کا فتوی لگایا گیا، لہذا ان کے متبعین بھی کافر ہیں اور ان کی نماز جنازہ بھی نہ پڑھی جائے گی، نہ قبرستان میں جگہ اور نہ

(۱) تفصیل کے لیے دیکھیے اہل قرآن واہل حدیث

ان سے نکاح جائز ہے۔

(۱۶) فرقۂ مہدوی

ہندوستان کے باطل فرقوں میں سے ایک یہ ''فرقۂ مہدویہ'' بھی ہے، اس فرقے کا بانی عظیم علمی وروحانی شخصیت ''سید محمد جون پوری'' ہے، ۹۰۰ھ میں فرقے کی بنیاد رکھی، ہندوستان سے حج کے سفر کے لیے گیا، ۹۰۱ھ میں رکن یمانی اور مقام ابراہیم میں کھڑے ہوکر مہدی ہونے کا دعوی کیا، اپنے مسلک کی ترویج کے لیے افغانستان، قندھار چلا گیا، وہیں انتقال ہوا، پنجاب شہر پاکستان سے محمد مہدی نے مریدین کو سنبھالا اور تربیت کا مرکز بنایا، ملک ہندوستان حیدرآباد میں بھی یہ فرقہ بہت تیزی سے پھیلتا چلا جا رہا ہے، اس کو فرقہ ذکری، فرقہ داعی، فرقہ طائی بھی کہا جاتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ وہ اخیر میں اس غلط فہمی سے رجوع کر لیے؛ مگر ان کے اصحاب ومتعلقین نے اسی پر اصرار کیا اور رجوع کو تسلیم نہیں کیا، اور یہ فرقہ ایک مستقل مذہب کی شکل اختیار کر گیا، آندھرا، تلنگانہ، کرناٹک، مہاراشٹر، تمل ناڈو، گجرات وپاکستان کے علاوہ امریکہ، کنیڈا وغیرہ میں موجود ہے، مہدوی، مومن برادری کے نام سے خود کو موسوم کرتے ہیں۔

عقائد ونظریات

☆ محمد مہدی اللہ کا نور ہے، جو ظاہر ہوکر بزرگوں کو دین کا راستہ بتاتا ہے، جو روپوش ہوگیا ہے، سید محمد جونپوری کی مہدیت کو فرض مانتے ہیں جو ان کو نہ مانے اس کو کافر سمجھتے ہیں، خلفاء راشدین سے افضل قرار دیتے ہیں، جونپوری اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقط دونوں کو کامل الایمان قرار دیتے ہیں، باقی انبیاء کا ایمان ناقص سمجھتے ہیں۔

☆ قرآن اصل مہدی پر نازل ہوا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وسیلہ ہیں، تربیت

محمدی منسوخ ہوگئی۔

☆ کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد مہدی رسول اللہ اس کی نبوت کا انکار کفر ہے۔

☆ نماز کے منکر ہیں، پڑھنے والا مرتد و بے دین ہے؛ البتہ دعا کرتے ہیں۔

☆ رمضان کے روزوں کا انکار، پیرو جمعرات اور ایام بیض کے روزے رکھتے ہیں۔

☆ حج بیت اللہ کا انکار، ان کی کوئی کتاب نہیں، کچھ محدود نسخے ہیں، جو امام حکم کرے اس کو لازم سمجھیں۔

☆ انبیاء و ملائکہ کی توصیف کرتے ہیں، نماز جنازہ کے بعد ذکر کرتے ہیں۔

حکم: کلمہ، قرآن، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار ہے، لہذا یہ فرقہ بھی کافر ہے، نہ نکاح، نہ تعلقات جائز ہیں۔

(۱۷) صدیق دیندار/دیندار انجمن (سری چن بسویشور)

۱۹۲۴ء شہر حیدر آباد میں یہ مذہبی تنظیم وجود میں آئی جس کے بانی صدیق حسین (پیدائش ۱۳۰۳ھ مطابق ۱۸۸۶ء بالم پیٹ ورنگل میں ہوئی)، والد مدراس سے تعلق رکھنے والے، والدہ اودگیر دکن سے تعلق رکھنے والی، پیدائش کے بعد جب ان کے والد نے انہیں دیکھا تو خدا جانے کیا محسوس کیا کہ بجائے فرط مسرت سے چومنے اور پیار کرنے کے اپنی اہلیہ سے کہا اسے کوڑے میں پھینک دیا جائے تو بہتر ہے؛ لیکن ماں کی ممتا نے گوارا نہ کیا اور گمراہی کا سرچشمہ بنا دیا، اعلی تعلیم سٹی کالج حیدر آباد اور محمڈن کالج مدراس میں حاصل کی، افسوس کہ کذاب زمانہ مرزا غلام احمد قادیانی کے لٹریچر سے علمی استفادہ کیا اور خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کے ہاتھ پر بیعت کیا، محمد علی لاہوری قادیانی کی شاگردی بھی حاصل کی۔

اپنی عمر کے ۳۸/ ویں سال ۱۹۲۴ء میں گدگ نامی جگہ پر کسی شیطانی الہام یا دماغی اختلال کی بنیاد پر مسلمانوں سے اپنا رخ ہندوؤں کی طرف موڑ لیا اور ہندوؤں کے موعود اوتار ''چن بسویشور'' ہونے کا اعلان کر دیا اور ۵۶/ جسمانی اور ۹۶/ زمینی و آسمانی نشانیاں پیش کرنے کی کوشش کی ،اس دعوے کے نتیجے میں فطری طور پر ہندوؤں میں آتش فیض وغضب بھڑکی اور مقدمہ بازی، قاتلانہ حملے شروع کیے، اس نے اپنی ملازمت کو چھوڑ کر پیری مریدی شروع کر دی، ملک وشہر کا ایک طبقہ اس حلقے کا مرید بننا شروع ہو گیا، لنگایت قوم پر قبضہ جمانے کی کوشش کی، پھر خاتم النبیین کا عنوان اختیار کر کے اسلام کی تبلیغ کے نام سے مسلمانوں کو بھی شکار کرنا شروع کر دیا، مسجد ٹیک نا مپلی کے احاطے میں دارالندوہ خانقاہ بنالی، جس کا نام سرور عالم رکھا، بعد میں ایک مرید غلام دستگیر خان نے ایک وسیع زمین آصف نگر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر وقف کر دیا، الامان الحفیظ۔

عقائد ونظریات

☆ خدا حلول کرتا ہے، انسانوں کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے، کبھی آسمانوں میں چلا جاتا ہے۔

☆ انبیاء جب ضرورت ہو دنیا میں آتے رہتے ہیں، خود ان کی خانقاہ میں بھی انبیاء کا اجتماع ہوتا رہتا ہے۔

☆ اللہ اور محمد ایک ہی حقیقت کے دو روپ یا دو نام ہیں۔

☆ مسلمانوں کا مقام انبیاء سے بھی بہت اونچا ہے۔

☆ قرآن حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے کے بعد مستور و مخفی ہو گیا تھا، اب

پھر سے ''چن بسویشور'' پر اس کا نزول ہوا۔

☆ خدا ہی چن بسویشور کی شکل میں ظاہر ہوا۔

☆ مرزا غلام احمد قادیانی متبع شریعت عالم دین تھا، ایک جگہ صراحت کی کہ میں پکا احمدی (مرزا غلام احمد کا متبع) ہوں، میرا قادیانیوں سے اختلاف صرف فروعی ہے۔

☆ چن بسویشور کبھی فنا نہ ہوگا۔

☆ تحریک دیندار انجمن کا مقصد بھارت کو جنت بنانا ہے، اس کا قیام حکم خداوندی سے ہوا۔

☆ مقام محمود و مہدویت چن بسویشور کی میراث ہے، اس طرح تقریباً ۳۰۰ افکار ونظریات موجود ہیں۔ (۱)

(۱۸) گوہر شاہی

انگریز نے اپنے دور استبداد میں مسلمانوں کی ملی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے لیے مختلف فتنے برپا کیے، ان میں سب سے خطرناک اور بے حد تکلیف دہ جعلی نبوت اور جھوٹے نبی کا فتنہ تھا، اور اپنے جدی پشتی غلاموں سے نبوت کا دعوی کروا کر امت کو کرب میں مبتلا کر دیا، انہیں زر خرید غلاموں میں سے ایک غلام ریاض احمد گوہر شاہی ہے، جنہوں نے یک لخت دین کی عمارت کو ڈھانے کا اعلان کر کے انجمن سرفروشان اسلام کی بنیاد رکھی، یہ شخص نسلاً مغل ہے، پیشہ کے اعتبار سے ویلڈر اور موٹر میکینک ہے۔

بیس سے تیس سال کی عمر میں گدھے کا اثر رہا، نماز وغیرہ ختم ہوگئی، جمعہ کی نماز بھی ادا نہ ہوسکی، زندگی سینماؤں اور تھیٹروں میں گزر گئی، پیری مریدی کا شوق دادا سے وراثت

(۱) تفصیل کے لیے دیکھیے: سری چن بسویشور اپنی تحریرات ونظریات کے آئینے میں

میں ملا، بہت کوششیں کی، کمزور ایمان والوں پر محنت شروع کی، جھونپڑی قائم کی، لوگوں نے اس کو اکھاڑ دیا، چھپ چھپا کر عقائد باطلہ کی محنت کی، خدا اور رسول کی توہین کی، قرآن میں تحریف، مہدی ہونے کا دعویٰ کیا، روحانی سفر، روشناس، مینارۂ نور، تحفۃ المجالس، حق کی آواز اور تریاقِ قلب کے عنوان سے کتابیں لکھیں، آج کل مہدی فاؤنڈیشن اور مسیحا فاؤنڈیشن کے نام سے جماعت مصروفِ عمل ہے۔

عقائد ونظریات

☆ کئی مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بالمشافہہ ملاقات ہوئی۔

☆ اپنے لیے معراج والہام کا دعویدار۔

☆ میری تصویر چاند سورج اور حجر اسود پر ظاہر ہو چکی ہے، اس کا منکر اللہ کی بڑی نشانیوں کا منکر ہے۔

☆ اللہ شہ رگ سے قریب ہو کر بھی مجبور ہے، دیکھ نہیں سکتا ہے۔

☆ مہدی پیدا ہو چکے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی نازل ہو گئے، امریکہ کے ایک ہوٹل میں میری ان سے ملاقات ہوئی۔

☆ میرے معتقد مجھے مہدی سمجھتے ہیں اور جو مجھ کو جیسا کچھ سمجھے گا اس کو اتنا ہی نفع ہوگا۔

حکم: یہ شخص اور اس کی جماعت اسلام سے خارج ہیں، ان سے کسی طرح کا تعلق رکھنا جائز نہیں ہے۔

(١٩) فیاضیت

ہمارے علاقے شہر حیدر آباد کے کنارے بی ایچ ای ایل (B.H.E.L.) میں ایک فتنہ رونما ہوا۔ وہاں پر ایک فیاض نامی شخص رہتا ہے۔ اس کی ۵۵ سال کی عمر بتلائی

جاتی ہے۔ لوگ اسے تعلیمی اعتبار سے انجینئر بھی سمجھ رہے ہیں۔ براہ راست ملاقات کرنے والے بہت کم لوگ ہیں ۔آج تک اس کی حقیقی قیام گاہ اس کا ٹھکانہ اس کا پتہ حاصل نہیں کیا جاسکا؛ لیکن اس کے شاگرد اور نمائندوں کے ذریعے جو تفصیلات اور گردش کرنے والے جو کلپس ٹیلی گرام پر دستیاب ہوئے ہیں ان سے یہ پتا چلا ہے کہ اس شخص کا دعوی ہے: جو اس شخص کو نہ مانے وہ اس کو آخرت میں نہیں بچا سکتا۔ اور اللہ تعالی اس کے دل میں ضرورت کا علاج الہام کر دیتے ہیں۔ اس شخص کا یہ بھی دعوی ہے کہ قرآنی آیات اور اس کے بتائے ہوئے اوراد، روظیفے علاج کے لیے کافی ہیں۔ کسی اور آیورویدک یونانی یا کسی بھی مادی علاج کی ہرگز ضرورت نہیں ہے، فیاض احمد کبھی تو خود کے پیغمبر ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو کبھی وحی کے نازل ہونے کا مدعی ہے، توہینِ انبیاء کا مجرم ہے، نبوی تعلیمات کا محرف ہے، الفاظِ قرآنی میں تبدیلی کا خواہاں ہے، تفسیر بالرائے کا دلدادہ ہے، ختم رسالت کا منکر ہے۔

فیاض کے بعض گمراہ خیالات کا جائزہ اور تجزیہ

فیاض نامی شخص کے متعلق صحیح بات تو یہی ہے کہ علاج کے بہانے سے وہ ایمان سے کھلواڑ کرتا ہے، مسیحا کے روپ میں ایمان کا لٹیرا ہے اور قرآنی آیات کے ذریعے سے علاج کم اپنے گمراہ خیالات کو زیادہ پھیلاتا ہے اور یہی اس کا اصل مقصد اور منشا ہے۔

اس کے گمراہ کن خیالات کی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

فیاض کہتا ہے: ایمان اصل میں میری پیروی اور اللہ کی پیروی کرنے کا نام ہے گویا یہ شخص اپنی اطاعت و پیروی کو فرض بتلاتا ہے۔

فیاض کہتا ہے: میری اطاعت نہ کرنے والے پر گمراہی کا مہر لگ چکا ہے۔

فیاض کہتا ہے: میری اطاعت کے بغیر نماز اور حج کی عبادت بھی بے کار ہے۔

فیاض کہتا ہے: نبی دعا کرتے کرتے الٹا لٹک گئے (نعوذ باللہ)

ایک خاتون نے فیاض کی باتوں کو جھٹلایا تو اس نے کہا ایمان کا راستہ بتانے والے پیغمبر کو تم نے جھٹلا دیا۔

الغرض! فیاض کے ان گستاخانہ خیالات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ شخص در پردہ دبے لفظوں میں خود کو نبی اور پیغمبر کی حیثیت سے منوانے کی کوشش کرتا ہے۔

(۲۰) شکیلیت

شکیل بن حنیف دربھنگہ، بہار کا رہنے والا عصری ادارے کا تعلیم یافتہ، کمپیوٹر انجینئر، معاشی مسائل کی وجہ سے تعلیم منقطع کر کے 1996ء میں ملازمت کی تلاش میں دہلی آیا۔ partnership میں سوٹ کیس کا کاروبار شروع کیا اور دورانِ قیام وہ دینی جماعت سے وابستہ ہو گیا؛ لیکن ذہنی بگاڑ اور عہدے کی ہوس کی وجہ سے اس نے بعض بھولے بھالے جماعت کے ساتھیوں کو اپنا ہمنوا بنانا شروع کر دیا۔ اپنی علیحدہ مجلس قائم کر کے علاماتِ قیامت پر سائنسی ایجادات اور عالمی حالات و واقعات کی روشنی پر سمجھانے کی کوشش کرتا رہا، چند سالوں بعد جب شکیل بن حنیف کو اندازہ ہو گیا کہ میرے ہم خیال لوگ اچھے خاصے جمع ہو چکے ہیں تو اس نے مختلف دعوے شروع کر دیے۔ بالآخر دسمبر 2002ء کو باضابطہ اپنے آپ کو لکشمی نگر، دہلی میں مہدی کہنا شروع کر دیا۔ اس وقت ملک کی ریاستوں میں اس کا فتنہ سرگرم تھا۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق شکیل بن حنیف کو مہدی اور عیسی مسیح ماننے والوں کی تعداد 20 سے 30 ہزار کے درمیان ہے۔ اورنگ آباد، صوبہ مہاراشٹرا کے علاقے: بڑے گاؤں میں اس کا مرکز واقع ہے۔ اس کے متبعین اس کو

حضرت جی اور آسمانی رہبر بھی کہتے ہیں۔

شکیل بن حنیف کے گمراہ تاویلات وتحریفات

اس کے متبعین FOLLOWERS متبع سنت، دیندار قسم کے نوجوان، لمبی لمبی داڑھیاں، لمبے لمبے کُرتے، دورانِ گفتگو سبحان اللہ ماشاءاللہ جیسے بکثرت الفاظ کا استعمال کرتے ہیں۔ سادہ لوح اور ناواقف کالج اور یونیورسٹی کے نوجوان طلبہ کی ذہن سازی کرتے ہیں کہ دجال کی آمد ہو چکی ہے۔ وہ امریکہ اور فرانس کو دجال بتلاتے ہیں۔ ایک آنکھ ہونے کا مصداق سیٹلائیٹ بتلاتے ہیں۔ اسے مختلف گمراہ خیالات وتحریفات خروج دجال ظہور مہدی اور نزول عیسی سے متعلق بتا کر اپنے ہاتھ پر بیعت کرواتے رہتے ہیں۔

(۲۱) الحاد (Atheism) تعارف گمراہ عقائد وافکار

الحاد کے لغوی معنی: سیدھے راستے سے پھر جانا

اصطلاحی تعریف: دین اسلام سے ہٹ جانا اور راہ راست سے پھر جانا، یہ اللہ کے وجود کے منکر ہیں، لادینیت کے حامی ہیں، بعض تو توحید، رسالت، آخرت کا انکار کرتے ہیں انہیں ملحد کہتے ہیں حرمین شریفین سے لے کر تمام عرب ممالک، ایشیا، یورپ، افریقہ، امریکہ، ہند و پاک میں خدا بیزاری کا نظریہ بڑھتا جا رہا ہے ایسے ویب سائٹ کی ترویج بہت ہوتی جارہی ہے جن ویب سائٹ میں بطورِ خاص انسان کو خدا کے وجود سے ہی بیگانہ کر دیا جائے خدا کی ضرورت کیا ہے؟ بیج ڈالتے ہی درخت اگتا ہے اس میں اللہ کہاں سے آ گئے؟ اپنی مرضی کی زندگی میں جینا چاہتا ہوں انسان آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں اس کا شکار عام مسلمان گھرانوں کے 15 اور 20 سال کے لڑکے اور لڑکیاں ہو رہی ہے۔

تمام احکام دین کو وہ سائنس سے جوڑنے کی ذہن سازی کرتے رہتے ہیں۔

افکار وعقائد

☆ اللہ تعالی کے وجود کے منکر ہیں۔

☆ انبیاء کے معجزات کا انکار کرتے ہیں۔

☆ کائنات جمادات نباتات یکا یک پیدا ہو گئے ایسے ہی ختم ہو جائیں گے۔

☆ آخرت کے منکر ہیں۔

(۲۲) فتنہ انجینئر علی مرزا

پنجاب پاکستان کا رہنے والا یہ شخص جو اہل سنت والجماعت کی وضع قطع اپنائے ہوئے ہے، سوشل میڈیا پر نمودار ہوا، کروڑوں روپے خرچ کر کے اپنی چرب زبانی کی وجہ سے مشہور ہوا، اس میں نہ کوئی علمی قابلیت ہے، اور نہ ہی کسی مدرسے سے فارغ ہونے والا کوئی مستقل عالم ہے، انجینئر محمد علی مرزا کی اولین کوشش یہ ہے کہ دینِ اسلام کو مشکوک بنا دیا جائے، تا کہ عوام کا ایمان متزلزل ہو جائے، اور اس کے لیے بنیادی کام صحابۂ کرام اور سلفِ صالحین سے بدگمانی پیدا کر کے عوام کی نظر میں اپنے آپ کو مجتہد باور کرانا ہے۔

اتحادِ امت کے عنوان سے امت کے مشکل، کٹھن، مختلف فیہ مسائل کو نیے انداز میں توڑ مروڑ کر ویڈیو لیکچر اور ریسرچ کے ذریعہ پیش کرتے جا رہا ہے، ہر باطل نظریہ کی طرح سب سے پہلے امت کے نمائندوں اور علماء سے اعتماد کو ختم کرنے کی انتھک کوشش کر رہا ہے، خام خیال، نیم تعلیم یافتہ، آزاد خیال نوجوان اس کے چنگل میں آتے جا رہے ہیں، تعجب تب زیادہ ہوتا ہے کہ انسان جن کتب اور جن شخصیات کو معیار جان کر کچھ علم حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے سب سے پہلے اسی تقلید واعتماد کو ڈھا دیتا ہے، اور خود کو عالم الکل، مجدد، مربی، کامل، پھر دھیرے دھیرے مہدی و نبی ہونے کا دعویٰ کر بیٹھتا ہے۔

نظریات وعقائد

☆امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اسلام لانے کے بعد بھی شراب پیتے تھے۔

☆صحابیت کے علاوہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے فضائل سے متعلق کوئی صحیح حدیث نہیں ہے۔

☆حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معاون ابوبکرؓ وعمرؓ وعثمانؓ نہ تھے بلکہ صرف علیؓ تھے۔

☆**و الذین معه أشداء علی الکفار** یہ آیت صرف صلح حدیبیہ کے صحابہ کے لیے تھی، بعد میں آنے والے لوگ اس میں داخل نہیں ہیں۔

(۲۳) غامدیت

اسلامی تاریخ کے مختلف ادوار میں جنم لینے والے فتنوں میں سے ایک فتنہ غامدیت بھی ہے جو تجدد پسندی کی کوکھ سے برآمد ہوا، جس کا مقصد دین اسلام کو بگاڑنا اور اس میں شکوک وشبہات کو پیدا کرنا ہے، شریعتِ محمدی کو ملیا میٹ کر کے ایک مغربی تہذیب اور خواہشات کے مطابق ایک نئے دین کو تشکیل دینا ہے، یہ فتنہ جناب جاوید احمد غامدی (بی۔ اے آنر) کا پیدا کردہ ہے، ماہنامہ اشراق کے مدیر، ماہنامہ المورد کے منتظم اور اسلامی نظریاتی کونسل کے ممبر ہیں، جاوید غامدی کا اصل نام ''شفیق احمد'' ۱۹۵۱ء میں پنجاب کے ضلع ساہیوال کے ایک گاؤں میں پیدا ہوا۔

نظریات وعقائد

☆قرآن کی صرف ایک ہی قرأت درست ہے، باقی سب عجم کا فتنہ ہے، سنت قرآن سے مقدم ہے۔

☆انکارِ حدیث کے قائل ہیں، ملتِ ابراہیمی کی روایات کو ''سنت'' سے تعبیر کرتے

ہیں، ضروریاتِ دین کا انکار ہے۔

☆ سنت صرف ۲۷/ اعمال کا نام ہے۔

☆ شراب نوشی پر کوئی سزا نہیں ہے۔

☆ مرتد کے لیے قتل کی سزا نہیں ہے۔

☆ عورت کے لیے دوپٹہ پہننا شرعی حکم نہیں ہے۔

☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں، قربِ قیامت کوئی مہدی نہیں آئے گا۔

☆ موسیقی اور گانا بجانا بھی جائز ہے۔

☆ جاندار کی تصویر بنانا بالکل جائز ہے۔

☆ اسلام میں جہاد وقتال کا کوئی شرعی حکم نہیں ہے۔

☆ مرزا غلام احمد قادیانی، غلام احمد پرویز کافر نہیں ہیں۔

☆ ڈاڑھی سنت اور دین کا حصہ نہیں۔

☆ عورت مردوں کی امامت کرا سکتی ہے۔

☆ ہر آدمی کو اجتہاد کا حق حاصل ہے۔

حکم: جاوید احمد غامدی کے افکار ونظریات بالکل نصوصِ قطعیہ اور احادیثِ متواترہ کے خلاف ہیں، بعض ضروریاتِ دین کے بھی منکر ہیں، لہذا یہ کفر ہے، اسلام سے باہر ہیں، اس فتنے سے بالکلیہ پرہیز کرنا چاہیے۔

(۲۴) جماعۃ المسلمین

یہ فرقہ درحقیقت جماعت غرباء، اہل حدیث کی شاخ ہے، جس کی بنیاد کیپٹن مسعود احمد نے رکھی، جنہوں نے آگرہ یونیورسٹی سے بی۔ ایس۔ سی کا امتحان دیا، اور سرکاری

ملازمت اختیار کی، ابتدا میں غیر مقلدین کی طرف میلان تھا، آہستہ آہستہ غیر مقلدین سے بدظن ہو کر ۱۳۹۵ھ میں اپنی جماعت کی بنیاد ڈالی، اس جماعت کو فرقۂ مسعودیہ، حزب اللہ، حزب التوحید، جماعۃ المسلمین بھی کہا جاتا ہے۔

جناب مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانوی کے شاگرد پروفیسر محمد مبارک صاحب غیر مقلد تحریر فرماتے ہیں: جماعت غرباء اہل حدیث کی بنیاد صرف محدثین کی مخالفت کے لیے رکھی گئی، صرف یہی مقصد نہیں بلکہ تحریک مجاہدین یعنی سید احمد شہید کی تحریک کی مخالفت کر کے انگریزوں کو خوش کرنے کا مقصد پنہاں تھا۔

تعجب ہوتا ہے ایسے لوگوں پر جو نہ عالم ہیں، نہ کسی کی صحبت اختیار کی ہے، نہ مسائل کا استنباط سیکھا، نہ زانوئے تلمذ اختیار کیا، جس کی ممانعت و جہالت مسلم ہے، محض خوش فہمی میں مدعیان کذابین کی فہرست میں شامل ہوتے چلے جاتے ہیں۔

نظریات وعقائد

☆ قرآن وحدیث سے ہٹ کر اجماع و قیاس کا انکار، صحابی کا قول یا فعل حجت شرعیہ نہیں ہے۔

☆ فقہ کی بات ماننا حرام ہے، دینی معاملات میں تقلید کرنا دین میں اضافہ وآمیزش ہے۔

☆ جماعت المسلمین کے علاوہ باقی سب جماعتیں، تنظیمیں اور تحریکیں امت مسلمہ سے خارج ہیں۔

☆ توسل اور ایصال ثواب کے منکر ہیں۔

حکم: یہ لوگ گمراہ اور گمراہ کن ہیں، جو اکابر و اسلاف کی عبارات کو منکرین حدیث و ملحدین کی طرح توڑ مروڑ کر غلط نتائج اخذ کرتے ہیں، اور ان کے حوالے دے کر لوگوں کو

گمراہ کرتے ہیں ان سے محتاط رہنا چاہیے۔

(۲۵) تنظیم اسلامی (ڈاکٹر اسرار احمد صاحب)

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب بزعم خود مجتہد اصلاح وتربیت وصحبت سے محروم مسلکاً اہل حدیث اور مودودی صاحب کے فیض یافتہ تھے، بقول حضرت مولانا عبدالقوی صاحب مفکر تو ہو سکتے ہیں؛ لیکن مفتی و مجتہد نہیں، انہوں نے ۱۹۶۷ء میں رحیم یار خان میں اس تنظیم اسلامی کی بنیاد ڈالی، جو بعد میں چل کر فرقہ بن گئی، بیعت کروانے اور قیادت سنبھالنے میں جلدی کی اور اپنے نظریات کی اشاعت کرنے لگے۔

نظریات وعقائد

☆ حضرت آدم علیہ السلام روح ڈالے جانے سے پہلے بھی زندہ تھے مگر حیوان کی شکل میں یعنی ڈارون (Darwin) کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

☆ انسان جنت وجہنم میں ہمیشہ نہیں رہے گا۔

☆ اعمال کی قبولیت کے لیے ایمان کو شرط نہیں مانتے۔

☆ حقیقی ایمان کے دو رکن ہیں: تصدیق ویقین، جہاد

☆ کسی گناہ پر اصرار کرنا ہمیشہ کے لیے جہنمی بنا دیتا ہے۔

☆ نیم مقلد ہونے کا دعوی تھا کہ ۵ / ائمہ میں سے جس کا قول ورائے زیادہ درست محسوس ہوگا اسی کی مانیں گے۔

☆ ائمہ مجتہدین کا اختلاف کہ فرقہ واریت اور امت کے لیے خطرناک شمار کرتے۔

حکم: اہل سنت والجماعت کے عقائد کے بالکل خلاف ہیں، ڈارون کا نظریہ اور تفسیر بالرائے کا مزاج ہے، لہذا حتی الامکان گریز رکھیں، تعلقات کو زیادہ نہ بڑھائیں۔

(۲۶) تنظیم فکر ولی اللہی

تنظیم فکر ولی اللہی جوشاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا عبید اللہ سندھی کے نام ہائے گرامی کی آڑ میں دینداری کے بھیس میں اپنے گمراہ کن نظریات کا پرچار کرتے آرہے ہیں، جس کا مقصد مسلم، کافر کو یکساں شمار کرنا اور اللہ کی رضا دونوں کے لیے ثابت کرنا ہے، اس تنظیم کی بنیاد مولانا سعید احمد رائے پوریؒ نے ۱۹۸۷ء میں رکھی۔

نظریات وعقائد

☆ وحی علم کا آخری قطعی ویقینی ذریعہ نہیں ہے۔

☆ جبرئیل علیہ السلام جو انبیاء پر وحی لاتے ہیں دراصل وہ ایک نفسیاتی چیز ہے باقی کچھ نہیں ہے۔

☆ قرآن کو بے سمجھے پڑھنا عبادت تو درکنار بت پرستوں سے کم نہیں ہے۔

☆ حدیث وحی مستقل نہیں ہے، بلکہ پیغمبر کی ذہنی اختراع اور اجتہاد ہے۔

☆ ڈاڑھی ایک قدیم رسم ہے۔

☆ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہتے ہیں کہ حضرت موسی علیہ السلام فیل وناکام ہو گئے فرعون کے سامنے۔

☆ حدیث کا انکار اور اس سے بیزار۔

☆ حضرت امام مہدی کا انکار

☆ جنت وجہنم ہمیشہ رہنے والے نہیں ہیں۔

☆ حدود وسزائیں لازم نہیں ہیں۔

حکم: اس تنظیم کے نظریات اہل سنت والجماعت کے برخلاف ہیں، اس میں شامل

ہونا جائز نہیں ہے بلکہ بغاوت ہے، ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔

(۲۷) نیچریہ (سرسید احمد خان)

یہ بھی انگریزوں کا ایک فرقہ تھا، جس کا بانی سرسید احمد تھا، یہ غیر مقلد تھا، مجتہد کا دعوی کیا، مغربی ممالک انگلستان گیا، اپنے فرقے کا نام نیچریہ رکھا، دہریت کو قبول کیا، ہندوستان آکر اپنے مسلک کی ترویج کی اور علی گڑھ یونیورسٹی قائم کی۔

نظریات وعقائد

☆ ملائکہ کی کوئی حقیقت نہیں ہے، زمانہ کو زمانہ چلا رہا ہے نہ کہ خدا، قبر میں عذاب نہیں، جنت، جہنم وحوروں کی نفی، تقدیر کا انکار کرتے ہیں، نہ آسمان کا وجود ہے، نہ اجماع حجت ہے، ایصال ثواب کی کوئی حقیقت نہیں، مہدی کا انکار، حضرت عیسی علیہ السلام کے والد تھے، وہ بغیر والد کے پیدا نہ ہوئے، اچھی طرح سمجھنا چاہیے کہ ایمان وکفر کا تعلق کسی فرد کی ذات سے نہیں ہوتا، اس کی فکر سے ہوتا ہے، سرسید احمد خان نے اسلامی عقائد کو انسانی عقل اور مغربی فکر وفلسفہ کے تابع قرار دیا ہے۔

حکم: سرسید احمد خان کافی احکام شرعیہ سے علاحدہ قرآن اور احادیث متواترہ سے ثابت چیزوں کا انکار کرتے ہیں، ان کی تفسیر میں بیان کردہ مضامین انتہائی کفریانہ ہیں، لہذا ان کے کفر کا فتوی اور بعضوں نے گمراہ ومضل ہونے کا فتوی دیا ہے، یہ ملحد وزندیق ہے، یہود ونصاری سے بڑھ کر ہے، ضال ومضل ہے، اور ابلیس لعین کا خلیفہ ہے۔

(۲۸) ڈاکٹر ذاکر نائک

ڈاکٹر ذاکر نائک شیخ احمد دیدات کے قابل فخر ہونہار شاگرد ہیں، (شیخ احمد دیدات

صاحب گجرات میں پیدا ہوئے، ۹؍سال میں جنوب افریقہ چلے گئے، ۱۹۴۲ء میں اسلام کی تبلیغ کے لیے سب سے پہلا لیکچر ڈرین سینما گھر میں دیا ''محمد امن کے پیغمبر'' عنوان تھا)

ڈاکٹر ذاکر نائک پیشہ کے اعتبار سے میڈیکل ڈاکٹر ہیں، پھر ڈاکٹر صاحب نے جدید طرز اسلام پر ریسرچ کرنا شروع کر دیا، یہ دونوں حضرات کوئی مفتی عالم نہیں ہے، البتہ تقابل ادیان میں مہارت رکھتے ہیں، اور ان کا شمار ماہرین میں ہوتا ہے، پھر ڈاکٹر صاحب ممبئی میں سیٹلائٹ چینل پیس ٹی وی کے نام سے کام شروع کیا اور اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن کا ادارہ قائم کیا، ابتدا میں تو ڈاکٹر صاحب یہ فرمایا کرتے تھے کہ میں کوئی عالم یا مفتی نہیں صرف ادیان باطلہ پر میرا مطالعہ ہے، بعد میں ڈاکٹر صاحب فتوی دینا شروع کر دیے ہیں۔

نظریات وعقائد

☆ بچہ یا بچی پیدا کرنے میں مرد وعورت کا اختیار ہوتا ہے۔

☆ مذہب کے بغیر سائنس لنگڑی اور سائنس کے بغیر مذہب اندھا ہے۔

☆ عورت سربراہ مملکت بن سکتی ہے۔

☆ ائمہ اربعہ کی تقلید اپنے لیے کم علمی کا سبب سمجھتے ہیں اور دوسرے مقلدین کو بھی تنقید کا نشانہ بناتے ہیں۔

☆ اجماع وقیاس کو نہیں مانتے۔

حکم: تقابل ادیان اور بعض فکریات میں تو ان کی بات مانی جائے گی جبکہ وہ بھی اصول شرعیہ کے متصادم نہ ہو، باقی احکام شرع، فقہی مسائل میں ان کی بات ماننا، سننا،

پڑھنا درست نہیں ہے گمراہی کا سبب ہے۔

چند اہم عصری مسائل جلد اول کے ایک مفصل ومدلل فتویٰ میں لکھا ہے کہ:

ڈاکٹر صاحب کے بیانات میں صحیح عقیدے سے انحراف، قرآن کریم کی تفسیر میں تحریف، من مانی تفسیر، سائنسی تحقیقات سے مرعوبیت، اسلام مخالف افکار سے ہم آہنگی اور فقہی مسائل میں سلفِ صالحین اور جمہوریت کی راہ سے روگردانی جیسی گمراہ کن باتیں پائی جاتی ہیں، نیز وہ امتِ مسلمہ کو ائمہ مجتہدین کی اتباع سے پھیرنے، دینی مدارس سے برگشتہ کرن، اور علماء حق سے عوام کو بدگمان کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔

(۲۹) الہدیٰ انٹرنیشنل (فرحت نسیم ہاشمی)

ڈاکٹر فرحت ہاشمی خودساختہ مجتہدہ، گلاسکو یونیورسٹی اسکاٹ لینڈ کی تربیت یافتہ ہے، اپنے جدت پسند فتنوں کی ترویج کے لیے ۱۹۹۴ء میں ایک ادارہ الہدیٰ انٹرنیشنل للتعلیمات الاسلامی برائے خواتین کی بنیاد رکھی، جس کا مقصد خودرائی کی بناء پر خود بھی گمراہ اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنا ہے، بیشتر نظریات جمہور علماء کے خلاف انتہائی گمراہ کن ہیں، بعض قرآن وحدیث کے سراسر مخالف ہیں۔

نظریات وعقائد

☆ نہ چہرہ کا پردہ ہے نہ بہنوئی وخالو سے پردہ ہے، شادی شدہ بہنوں سے پردہ نہیں۔

☆ مرد عورت کو نہیں دیکھ سکتا، البتہ عورت دیکھ سکتی ہے۔

☆ بری نظر سے دیکھنا برا ہے، اچھی نظر سے دیکھنا برا نہیں ہے۔

☆ حائضہ قرآن پڑھ سکتی ہے اور چھو سکتی ہے۔

☆ قضاءِ عمری سنت سے ثابت نہیں ہے۔

☆ نوافل، صلاۃ التسبیح، رمضان کی طاق راتوں میں اجتماعی عبادت کا اہتمام کرنا، تہجد، اشراق، چاشت، اوابین وغیرہ کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

☆ مرد وعورت کی نماز کا ایک ہی طریقہ ہے۔

☆ دین آسان ہے، عورت کے لیے بال کٹوانا منع نہیں ہے۔

☆ اجماعِ امت کو نہ ماننا، تقلید کو شریک، اور تین طاق کو ایک طاق سمجھنا۔

حکم: ڈاکٹر صاحب کے نظریات گمراہ کن اور فتنہ انگیز ہونے کے باعث نہ ان کے بیانات کو سننا درست ہے، نہ ان کے زیرِ اہتمام تعلیمی اداروں میں تعلیم حاصل کرنا جائز ہے، حتی الوسع بچنا اور ہماری عورتوں کو بچانا ضروری ہے۔

تمرینی سوالات

۱۔ فرقہ کسے کہتے ہیں؟ کتنی قسمیں ہیں؟

۲۔ تہتر فرقوں کا مطلب بیان کریں۔

۳۔ دین، مسلک، مذہب ومنہج کی تعریف کریں۔

۴۔ شاذ کی تعریف کریں، نیز تشدد وتسدد کا فرق بتائیں۔

۵۔ تعصب وتصلب کا فرق بتائیں۔

۶۔ یہودیت کا تعارف ونظریات بتائیں۔

۷۔ عیسائیت کا تعارف ونظریات بتائیں۔

۸۔ ہندومت کا تعارف ونظریات بتائیں۔

۹۔ سکھ مت کا تعارف ونظریات بتائیں۔

۱۰۔ بدھ مت کا تعارف ونظریات بتائیں۔

۱۱۔ جین مت کا تعارف ونظریات بتائیں۔

۱۲۔ قادیانیت کا تعارف ونظریات بتائیں۔

۱۳۔ رافضیت کا تعارف ونظریات بتائیں۔

۱۴۔ اثناعشریہ کا تعارف ونظریات بتائیں۔

۱۵۔ اسماعیلی کا تعارف ونظریات بتائیں۔

۱۶۔ بوہرے کا تعارف ونظریات بتائیں۔

۱۷۔ مودودیت کا تعارف ونظریات بتائیں۔

۱۸۔ غیرمقلدیت کا تعارف ونظریات بتائیں۔

۱۹۔ رضاخانیت کا تعارف ونظریات بتائیں۔

۲۰۔ منکرین حدیث کا تعارف ونظریات بتائیں۔

۲۱۔ مہدویت کا تعارف ونظریات بتائیں۔

۲۲۔ دیندارانجمن کا تعارف ونظریات بتائیں۔

۲۳۔ گوہرشاہی کا تعارف ونظریات بتائیں۔

۲۴۔ فیاضیت کا تعارف ونظریات بتائیں۔

۲۵۔ شکیلیت کا تعارف ونظریات بتائیں۔

۲۶۔ الحاد کا تعارف کرائیں اور عقائد پر روشنی ڈالیں۔

۲۷۔ مرزاانجینئر کا تعارف ونظریات بتائیں۔

۲۸۔ غامدیت کا تعارف ونظریات بتائیں۔

۲۹۔ جماعۃ المسلمین کا تعارف ونظریات بتائیں۔

۳۰۔ تنظیم اسلامی کا تعارف ونظریات بتائیں۔

۳۱۔ تنظیم فکر ولی اللٰہی کا تعارف ونظریات بتائیں۔

۳۲۔ نیچریہ کا تعارف ونظریات بتائیں۔

۳۳۔ ڈاکٹر ذاکر نائک کا تعارف ونظریات بتائیں۔

۳۴۔ الھدیٰ انٹرنیشنل کا تعارف ونظریات بتائیں۔

۳۵۔ کتاب پڑھنے سے آپ کو کیا فائدہ ہوا؟ ۸ رسطروں میں لکھیں۔

۳۶۔ اپنے خاندان کے عقائد واعمال پر آپ نے کیا محنت کی ہے؟ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ ۱۰ رسطروں میں قلمبند کریں۔

فہرست مراجع

نام کتاب	نام مصنف/مؤلف
القرآن الكريم	
معارف القرآن الكريم	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ
الصحيح للبخاري	ابوعبداللہ محمد اسماعیل بخاریؒ
الصحيح لمسلم	امام مسلم بن حجاج نیشاپوریؒ
سنن أبي داؤد	امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانیؒ
سنن النسائي	امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی بن سنان نسائیؒ
سنن الترمذي	امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ ترمذیؒ
سنن ابن ماجة	امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ قزوینیؒ
مشكوٰة المصابيح	علامہ محمد بن عبداللہ خطیب تبریزیؒ
فتاویٰ ہندیہ	شیخ نظام الدین بن عبدالملک بلخیؒ و جماعت علماء
فتاویٰ قاضی خان	امام فخر الدین حسن بن منصور (معروف بقاضی خان اوزجندی فرغانیؒ)
فتاویٰ بزازیہ	علاء الدین ابوالحسن علی بن محمد البزّ ازا لکاشانیؒ
الموسوعة الفقهية الكويتية	جماعت کبار علماء اسلامی
رد المحتار	علامہ محمد امین بن عابدین شامیؒ
فتاویٰ تاتارخانیہ	شیخ امام فرید الدین عالم بن علاء اندرپتی دہلویؒ
البحر الرائق	علامہ زین الدین بن ابراہیم بن محمد ابن نجیم مصریؒ
شرح عقیدۂ طحاویہ	علامہ امام ابوجعفر احمد بن محمد طحاوی مصری حنفیؒ

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا	جماعت علماء ہند
فتاویٰ دارالعلوم دیوبند	حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب عثمانیؒ
فتاویٰ دارالعلوم وقف	(حسب ایماء) حضرت مولانا محمد سفیان قاسمی صاحب
فتاویٰ قاسمیہ	حضرت مولانا مفتی شبیر احمد قاسمی (شاہی مرادآباد)
آپ کے مسائل اوران کاحل	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
کتاب الفتاویٰ	حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب
نجم الفتاویٰ	شیخ الحدیث مفتی سید نجم الحسن امروہوی
فتاویٰ حقانیہ	شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ
فتاویٰ عثمانی	شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب
فتاویٰ دینیہ	حضرت مولانا مفتی اسماعیل کچھولوی صاحب
کفایت المفتی	حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلویؒ
فتاویٰ رحیمیہ	حضرت مولانا مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاجپوریؒ
فتاوی بنوریہ ٹاؤن	علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی (پاکستان)
حرمت وجواز کے مسائل	شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب
اہم مسائل جن میں ابتلاء عام ہے	مفتیان کرام جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا
کفریہ الفاظ اوران کے احکام	مولانا مفتی عبدالشکور قاسمی (پاکستان)
جواہر الفقہ	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ
ایمان وکفر	مفتی مبین الرحمٰن صاحب
ایمان وکفر قرآن وحدیث کی روشنی میں	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ
بہشتی زیور	حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ
امداد السلوک	حضرت شیخ قطب الدین دمشقیؒ

فرق باطلہ اوران کاشرعی حکم	مفتی میاں محمد عمر فاروق
اصول عقائد	مولانا محمد الیاس گھمن صاحب
اصول دین	ڈاکٹر مفتی عبدالواحد (ایم۔بی۔بی۔ایس)
شرح فقہ اکبر	علامہ ملا علی قاریؒ
تذکرۃ الرشید	حضرت مولانا حافظ حکیم مسعود احمد صاحب
سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	شیخ الحدیث حضرت علامہ عبد المصطفیٰ اعظمیؒ
سری چن بسو یشور اپنی تحریرات ونظریات کے آئینہ میں	حضرت مولانا محمد عبد القوی صاحب
تقلید کی ضرورت اور ترکِ تقلید کے مضرات	حضرت مولانا محمد عبد القوی صاحب

